یزید

اکابر علماء اہل سنت دیوبند کی نظر میں

مُرتّبین

قاری محمد ضیاء الحق
میاں رضوان نفیس

شاہ نفیس اکادمی

یزید اکابر علماء اہل سنت دیوبند کی نظر میں
مُرتّبین
قاری محمد ضیاء الحق
میاں رضوان نفیس
شاہ نفیس اکادمی

ہماری مطبوعات

شاہ نفیس اکادمی
۱۱/۲۷ سعدی پارک ۰ مزنگ ۰ لاہور
Mob: 0300-4183709, 0321-9448442

فہرستِ مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرم بندہ زید مجدکم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

گرامی نامہ ملا۔ آپ نے جو استفسار فرمایا ہے اس سلسلے میں احقر کا مؤقف حسبِ ذیل ہے:

یزید کے متعلق میرا نقطۂ نظر بالکل وہی ہے جو ہمارے اکابر کا نقطۂ نظر ہے۔ میں یزید کے فاسق ہونے کے بارے میں کسی تردد کا شکار نہیں ہوں۔ فسقِ یزید کا بنیادی سبب اس کے دورِ امارت کے یہ تین واقعات ہیں:

[١] سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلین کا عدمِ قصاص۔ باوجود اس کے کہ یزید ایک برسرِ اقتدار اور طاقت ور حکمران تھا لیکن اس نے کوفے میں اپنے گورنر عبید اللہ ابنِ زیاد کو اس سنگین جرم پر کوئی سزا نہ دی۔

[٢] واقعہ حرہ۔ شامی فوج نے تین دن تک مدینہ منورہ کی عزت اور حرمت کو پامال کیا، کئی ہزار صحابہؓ اور تابعینؒ شہید کر دیے گئے۔ یہاں تک کہ مسجدِ نبوی شریف میں اذان واقامت موقوف ہوگئی۔

[٣] محاصرۂ مکہ مکرمہ اور بیت اللہ شریف پر سنگ باری۔ ٦٣ ہجری میں شامی فوج کے امیر مسلم ابن عقبہ نے مدینہ طیبہ کی عزت وحرمت کو پامال کرنے کے بعد حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ کے لیے مکہ مکرمہ کی راہ لی۔ وہ مقام ابواء پر پہنچ کر بیمار ہوگیا اور مکہ شریف تک نہ پہنچ سکا مگر اس نے اپنی موت سے قبل حصین بن نمیر کو شامی فوج کا امیر مقرر کر دیا تھا۔ اب یہ لشکر ٢٦ محرم ٦٤ ہجری کو مکہ کے قریب پہنچا۔ اہلِ مکہ سے یزید کی بیعت کے لیے کہا گیا۔ طرفین جس میں ایک طرف حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسری طرف شامی فوج تھی میں لڑائی ہوئی۔ شامی فوج نے کوہِ ابوقبیس پر منجنیق نصب کر کے بیت اللہ شریف پر سنگ باری شروع کی۔ جس سے بڑے بڑے پتھر حضرت عبداللہ ابن زبیر کے روبرو گرتے تھے۔ بیت اللہ کا طواف موقوف ہوگیا۔ بعض تاریخی شواہد میں یہاں تک بیان کیا گیا ہے کہ تین ربیع الاول کو شامی فوج نے خانۂ کعبہ پر آگ برسائی جس سے اس کے چھت اور پردے جل گئے۔

متذکرہ تینوں واقعات کی تفصیل تاریخ کی بڑی کتابوں میں درج ہے۔

باقی جہاں تک شیعہ فرقے کی خرافات اور بہتان طرازیوں کا تعلق ہے تو اس سے حضراتِ خلفائے ثلاثہ، حضرتِ معاویہ اور امہات المؤمنین میں حضرتِ عائشہ صدیقہ اور حضرتِ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تک مستثنیٰ نہیں۔ روافض نے جب ان اکابر صحابہ کے خلاف ایک طومار تصنیف کر دیا ہے تو اس سے اندازہ لگایا ہی جا سکتا ہے کہ اس فرقے نے یزید کے متعلق کیا کچھ خرافات وہذلیات نہ وضع کی ہوں گے۔ تاہم متذکرہ تین واقعات تاریخی تسلسل میں متواتر ہیں اور اکابرِ اہلِ سنت نے ان پر اعتماد کیا ہے۔ گی

حلقۂ اہلِ سنت کو حضراتِ صحابہ کرام کے ساتھ ساتھ حضراتِ اہلِ بیتِ اطہار [جس کے مصداق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواجِ مطہرات، تمام بناتِ طاہرات اور تمام بنین طیبین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں] کے فضائل ومناقب کو پوری سرشاری اور ایمانی جذبے کے ساتھ بیان کرنا چاہیے اور جو لوگ یزید کی مدح وتوصیف بیان کرتے ہیں ان کا راستہ روکنا چاہیے۔

میرا خیال ہے آں جناب کے مکتوب کے جواب میں اتنی وضاحت کافی ہوگی۔

والسلام

سلیم اللہ خان

سلیم اللہ خان

١٥ر محرم الحرام ر١٤٣٧ھ / ٢٩ر اکتوبر ر٢٠١٥ء

مہتمم جامعہ فاروقیہ، کراچی

صدر وفاق المدارس العربیہ، پاکستان

صدر اتحاد تنظیمات مدارس، پاکستان



حرفے چند

اللہ پاک کا صد ہا شکر ہے جس کے فضل وکرم سے ہماری اس زیرِ نظر کتاب کے پہلے دو ایڈیشن کو خوب قبولیت عطا ہوئی اور بہت سے ایسے حضرات جو اپنی لاعلمی اور نفسِ مسئلہ سے عدم واقفیت کی بناء پر دفاعِ یزید اور مدحِ یزید کی گمراہی وضلالت میں گھرے ہوئے تھے اُنہوں نے اپنے اکابر کے مسلک سے آگاہ ہو کر راہِ ہدایت کو اختیار کیا ہے، جس سے بحمد اللہ ایک بہت بڑی گمراہی کو روک لگی ہے اور اب اس میں کمی واقع ہونا شروع ہو گئی ہے۔

کتاب کے اس ایڈیشن میں خیر القرون سے لے کر آج کے زمانہ تک کے تمام اکابر اور بالخصوص علماءِ دیوبند کے فسق یزید کے متعلق نظریات کو جمع کرنے کی سعی کی گئی ہے اور الحمد للہ ثم الحمد للہ اس میں بہت حد تک کامیابی حاصل ہوئی ہے اور مزید مواد بھی ہم عوام تک پہنچائیں گے انشا اللہ العزیز .اب کوئی بدباطن سیدھے سادھے مسلمانوں کو یہ کہہ کر دھوکہ نہیں دے سکتا کہ بزرگوں نے ”فسق یزید“ کے مسئلہ میں خاموش رہنے کا حکم دیا ہے۔

جس طرح رافضی صحابہ کرامؓ پر تبرا کرتے ہیں اور اُن سے نفرت کی ایک وجہ اُن کا بغض صحابہؓ ہے بالکل اسی طرح ناصبی و یزیدی اہلِ بیتؓ پر تبرا کرتے ہیں اور ان سے نفرت کی وجہ ان کا بغض اہل بیتؓ ہے جبکہ اہلِ بیتؓ کو تو دوہرا اشرف حاصل ہے کہ وہ صحابہ بھی ہیں اور اہلِ بیت بھی، ہمارے ایمان کی جان، وجہ کائنات حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا فرمان عالیشان ہے کہ ”میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں“ اور ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ ”میرے اہل بیت کی مثال کشتی نوح کی سی ہے جو اس میں سوار ہوا نجات پا گیا جو پیچھے رہا ہلاک ہوا“ اہل سنت کے جلیل القدر امام، امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں بڑی پیاری بات لکھی ہے کہ ”ہم اہلِ سنت والجماعت الحمد للہ اہل بیت رضی اللہ عنہم کی محبت کی کشتی میں سوار ہوئے اور راہِ ہدایت کے ستاروں یعنی اصحاب محمد ﷺ کے ذریعہ راہ یاب ہوئے چنانچہ ہم

نے قیامت کی ہولناکیوں، تاریکیوں اور دوزخ کی ہلاکت خیزیوں سے نجات حاصل کی، درجات کی بلندیوں اور وہاں کی ابدی نعمتوں تک پہنچنے کا راستہ پانے کی امید رکھتے ہیں“۔

اللہ کرے کہ یہ سیدھی سی بات ہمارے لوگوں کی سمجھ میں آجائے، ہمارے پیر و مرشد حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے صحابہؓ و اہلِ بیتؓ کی محبت و عظمت میں جو اقوال ہیں اُن میں سے چند ایک نظر قارئین ہیں:

❁ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم دونوں کی محبت جزوِ ایمان ہے، جو شخص اِس عقیدہ سے متصف نہ ہو وہ اہل السنّت والجماعت سے خارج ہے۔

❁ جس جہنم میں صحابہؓ کا گستاخ جائے گا اُسی میں اہل بیتؓ کا گستاخ بھی جائے گا اور اہل بیتؓ کو تو دوہرا اشرف حاصل ہے کہ وہ صحابہؓ بھی ہیں اور اہلِ بیتؓ بھی۔

❁ جو صحابہ رضی اللہ عنہم کا دشمن ہے وہ اہل بیت رضی اللہ عنہم کا دشمن ہے اور جو اہل بیت رضی اللہ عنہم کا دشمن ہے وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا دشمن ہے کیونکہ صحابہ اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین ”یک جان دو قالب“ ہیں۔

❁ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم دونوں ایک دوسرے کے شرف کو پہچانتے ایک دوسرے کی عظمت کے قائل اور رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تھے۔

یزیدی اور ناصبی ہر جگہ بیٹھتے اُٹھتے یزیدیت کا ناسور اور اکابر پر عدم اعتماد کی ضلالت پھیلاتے پھیلاتے یہاں تک جری ہو جاتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ اور وہ تمام اکابر جنہوں نے یزید کی مذمت اور حضرت حسینؓ کی مدحت بیان کی ہے اُن سب کے متعلق اپنی بے لگام زبانوں کو دراز کرنے میں بھی کوئی شرم محسوس نہیں کرتے اور ایسی توہین آمیز گفتگو کرتے ہیں کہ الحفیظ الامان حالانکہ ان ہی کے نام کا کھاتے ہیں اور ان کے نام کا بظاہر دم بھرتے ہیں۔

ہماری اپنے تمام کرم فرما حضرات سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اکابر پر اعتماد اور صحیح مسلک اہل السنّت والجماعت کی ترجمانی کو بھی ضرور اختیار فرمائیں اور

جہاں جہاں ناصبیت اور یزیدیت کا فتنہ پھیلایا جارہا ہے وہاں پر اس کی تردید میں تمام جزوی مصلحتوں کو بالائے طاق رکھ کر اکابر کے نظریہ کو ضرور بیان کیا جانا چاہیے، کیونکہ ہمارے بزرگوں نے اگر اس فتنہ کے متعلق اپنے مؤقف کو مبہم رکھا ہوتا تو آج ہم بھی نام نہاد مصنفین اور محققین (جو رافضیت کے خلاف لوگوں کے جذبات کو اہل بیت اور اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین و تحقیق میں بدل رہے ہیں ان جیسے محروم القسمت اور کریہہ الفطرت لوگوں) کی پیروی کرتے کرتے اپنے ایمان کے دشمن بن جاتے، اللہ پاک ہمارے بزرگوں پر کروڑوں رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے جو الحاد و زندیقی کے آگے بند باندھ کر آنے والی نسلوں پر عظیم احسان کر گئے ہیں اس لیے یہ اب ہمارے ذمہ ہے کہ ہم اپنے بعد آنے والوں لیے صاف ستھرا اور صحیح مسلک اکابر محفوظ کر جائیں اس سے انشاء اللہ عقیدہ اور عقیدت دونوں میں برکت و ترقی ہوگی اور مسلکِ حق دیوبند کی حقانیت بھی دوسرے سب لوگوں پر ظاہر و باہر ہو جائے گی، اور ہمارے اکابر کے متعلق عوام میں جو غلط تاثر پیدا کیا جارہا ہے اس کا بھی ازالہ ہوگا۔

اس کتاب کے نئے ایڈیشن کو مزید مؤثر بنانے کی غرض سے ہم نے موجودہ زمانہ کے بزرگوں کی مزید تائیدات کو اس میں شامل کیا ہے، مزید برآں پہلے سے موجود تصریحات میں اکابر کی دیگر کئی تحریرات بھی حاصل ہوئیں جن کا اس ایڈیشن میں اضافہ کر دیا گیا ہے، اور جہاں کہیں صفحات کے اخیر میں جگہ خالی تھی اُس جگہ پر چوکھٹے کے اندر اہل سنت والجماعت کے برگزیدہ اکابر کے اقوال نقل کر دیے ہیں جس سے یہ بات واضح ہوگی کہ چودہ سو سالہ اسلامی تاریخ حضرت حسینؓ کے حق اور یزید کے باطل ہونے پر متفق ہے، اور یہ بھی واضح ہوگا کہ ہر ہر صدی کے اکثر اکابر تو اس پر لعنت کو جائز بلکہ ضروری قرار دیتے ہیں اور بہت سے اس کے کفر کے قائل ہیں، لیکن یہ علماءِ دیوبند کا ہی اعزاز اور طرہ امتیاز ہے کہ جیسے وہ ہر معاملہ میں دامن اعتدال کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے اسی طرح وہ

''مسئلہ فسق یزید'' میں بھی اسی نظریہ پر عامل ہیں کہ اس کو صرف فاسق و فاجر کہتے ہیں اور اس کے کفر میں توقف کرتے ہیں اور لعنت بھیجنے میں احتیاط برتتے ہیں (اس سے مراد یہ نہیں کہ وہ قابلِ لعنت نہیں)۔

جو لوگ تو اکابر کے نقشِ قدم پر چلنے والے ہیں اُن کے لیے یہ تحریرات دلیل روشن ہیں اور جن حضرات کا اکابر سے دِلی طور پر دور کا بھی واسطہ نہیں وہ جانیں اور ان کا کام، ہم تو اُن کے واسطے دعائے خیر ہی کرتے ہیں مگر بقول حافظ:

گر جان بدہد سنگ سیہ لعل نہ گردد
با طینت اصلی چہ کند بد گہر اُفتاد

(جان جوکھوں میں ڈال کر بھی سیاہ پتھر لعل نہیں بنایا جا سکتا۔ جس چیز کی فطرت خراب ہو، اس کی اصلاح کی ہر کوشش بے فائدہ ہوتی ہے۔)

ہماری ان اصلاح پسندانہ کوششوں کی سرپرستی ہمارے تمام بزرگ فرما رہے ہیں اور الحمد للّٰہ ثم الحمد للّٰہ اُن کی مشاورت اور رہنمائی ہمارے سر کا تاج ہے، اور ہماری عاجزانہ درخواست پر ہمارے حضرت شاہ جی رحمہ اللہ کے مُحبین و مُخلصین اکابر علماء کرام و مشائخ عظام نے اس کتاب پر تقاریظ رقم فرما کر ہماری بہت بڑی حوصلہ افزائی فرمائی ہے جس پر ہم اپنے بزرگوں کے دل و جاں سے مشکور و ممنوں ہیں اللہ پاک ہمارے تمام سرپرستوں کو دنیا و آخرت کی عزتوں، عظمتوں اور رفعتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین

از صد سخن پیرم یک حرف مرا یاد ست
عالم نہ شود ویراں، تا میکدہ آباد ست

(مجھے اپنے مرشد کی سینکڑوں نصیحتوں میں سے صرف یہی ایک بات یاد ہے
یہ دنیا اس وقت تک برباد نہیں ہوگی جب تک مے خانے کی رونقیں قائم ہیں)

احقر رضوان نفیس

حرفِ رضوان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللّٰہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ !

ہمارے حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

''یہ فتنوں کا دور ہے دن رات ایک سے بڑھ کر ایک فتنہ اٹھ رہا ہے۔''

اِس بات کو حافظ شیرازی اس انداز سے کہتے ہیں:

فریب جہاں قصہ روشن است
ببیں تاچہ زاید شب آبستن است

(دنیا کی فریب کاریاں بالکل ظاہر ہیں۔ رات حاملہ ہے دیکھیے صبح ہوتے ہوتے کس فتنے کو جنم دیتی ہے۔)

حضرت رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

''اِن میں سے ایک بڑا فتنہ اپنے اَکابر پر اور اُن کی تحقیق پر عدم اعتماد اور خود کو بڑا ذہین، عقلمند اور میدان علم وتحقیق کا شہسوار ثابت کرنے کی کوشش ہے، جس کی وجہ سے بعض اَوقات بہت سے مسائل جنم لیتے ہیں۔ اور ہمارے ہاں تو بعض مسائل ایسی شکل اختیار کر چکے ہیں کہ جن کی وجہ سے پورے مسلک کی بنیادیں ہل کر رہ گئی ہیں جن میں سے ایک یزیدیت اور دوسرا امماتیت بھی ہے۔''

اَکابر علماءِ اہل سنت والجماعت دیوبند جو رسوخ فی العلم، اخلاص وللّٰہیت، بے نفسی، دنیا سے بے رغبتی میں اپنی مثال آپ ہیں اور شریعت وسنت کو ہر حال میں مقدم

رکھنا جن کا طرۂ امتیاز ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ان بزرگوں نے زندگی کے کسی شعبہ میں تحقیق کے کسی بھی پہلو کو تشنہ نہیں چھوڑا۔ یہ اَکابر بعد میں آنے والوں کے لیے روشنی کے مینار کی حیثیت رکھتے ہیں، ہم اپنا تعلق چونکہ انہی بزرگوں سے جوڑتے ہیں اس لیے ہماری سعادت مندی اِسی میں ہے کہ اس مینارۂ نور سے روشنی حاصل کر کے اپنے راستے کا تعین کرلیں تاکہ خیر وعافیت کے ساتھ اپنی منزل مراد کو جا پہنچیں۔

یزید کا معاملہ بھی اِسی نوعیت کا ہے اس بات کو شیخ المشائخ، استاذ الاساتذہ، محدث کبیر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ اس درد سے لکھتے ہیں:

کتنے تاریخی بدیہیات کو کج فہمی نے مسخ کر کے رکھ دیا، یہ دنیا ہے اور دنیا کے مزاج میں داخل ہے کہ ہر دور میں کج فہم اور کج رو اور کج بحث موجود ہوتے ہیں۔ زبان بند کرنا تو اللہ تعالیٰ ہی قدرت میں ہے، ملاحدہ اور زنادقہ کی زبان کب بند ہوسکی کیا اس دور میں امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کو افسانہ نہیں بنایا گیا۔ اور کہا گیا کہ واقعہ ہے ہی نہیں، اور کیا امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی، واجب القتل اور یزید کو امیر المومنین اور خلیفہ برحق نہیں ثابت کیا گیا۔ (تسکین الصدور)

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ نے اپنے بہت ہی خوبصورت اور ناصحانہ انداز میں تحریر فرماتے ہیں، بقول حافظ شیرازی:

تلقینِ درسِ اهلِ نظر يك اِشارت ست

(عقلمند لوگوں کو کوئی بات بتانے کے لیے ایک اشارہ ہی کافی ہے)

حضرت شہیدؒ لکھتے ہیں:

''ماضی قریب میں اس جہالت مآب خودرائی کی ایک مثال محمود احمد عباسی کی کتاب ''خلافت معاویہ ویزید'' اور ''تحقیق مزید بر خلافت

یزید' تھی، جو مودودی صاحب کی تشیع آمیز کتاب "خلافت وملوکیت" کے ردِعمل کے طور پر لکھی گئی، اور جس میں اَسلاف کی تحقیقات کو غلط قرار دیتے ہوئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بمقابلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے، اور یزید کی بمقابلہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے برتری ثابت کرنے کی ناروا کوشش کی گئی۔ یہ تشیع کے مقابلہ میں عباسی کی ناصبی تحریک تھی جس نے بعد میں بہت سے داعی پیدا کرلیے، ان میں سے اکثر ملحد، بے دین اور منکرِ حدیث ہیں، جن کا اصل حدف اَکابر اُمت کا استہزاء اور اَحادیث نبویہ کی تضحیک ہے، امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ، سبطین شہیدین رضی اللہ عنہما اور اَکابر واَعاظم اَہل بیت (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے حق میں سوقیانہ دل آزاری ان کا محبوب مشغلہ ہے، جو مسخ قلوب اور سلب ایمان کی علامت ہے۔

(گمراہ کن عقائد ونظریات اور صراطِ مستقیم ص: ۲۶۷۔۲۶۸)

آخر ایسی کون سی قیامت آگئی ہے کہ ہم اپنے مقبولانِ بارگاہ الٰہی اور برگزیدہ اَکابر کو چھوڑ کر بدعقیدہ اور گمراہ لوگوں کے پیچھے چل پڑے ہیں۔ ہم سوچتے کیوں نہیں کہ ہم کس راستے پر چل نکلے ہیں؟ ہماری عقلوں کو کون سی دیمک کھا گئی ہے؟ آقا مدنی کریم ﷺ سے ہماری محبت کہاں کھو گئی ہے کہ جس شخص نے ہمارے آقا ﷺ کے سارے خاندان کو نیست ونابود کرنے کی ناپاک کوشش کی (اس جگہ بعض لوگ یہ مغالطہ پیدا کرتے ہیں کہ یزید تو اس موقع پر موجود نہیں تھا تو پھر وہ ذمہ دار کس طرح ہوا، اس کا جواب ہمارے حضرت رحمہ اللہ کئی طرح کی مثالوں سے دیا کرتے تھے ان میں سے ایک مثال ماضی قریب میں جامعہ حفصہ سے متعلق رونما ہونے والے واقعہ کی دیا کرتے تھے کہ وہاں جو ظلم ہوا ہر بندہ اس کا ذمہ دار صدر مشرف کو سمجھتا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے مگر مشرف وہاں خود تو موجود نہ تھا

نہ تو اس نے کوئی گولی چلائی نہ ہی کوئی بم، بلکہ وہ تو بڑے کروفر کے ساتھ اپنے قصرِ صدارت میں موجود تھا اسی بات پر تو غازی عبدالرشید شہید رحمہ اللہ نے جو آخری بیان دیا اس میں کہا تھا کہ "ہمارا قافلہ حسینی قافلہ ہے اور ہم کربلا میں ہیں" ٹھیک یہی معاملہ یزید کا بھی ہے کہ بادشاہت اس کی، ابن زیاد گورنر اس کا جسے اپنے ایک عیسائی مشیر سرجون کے مشورہ سے ایک صحابی رسول ﷺ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو زبردستی معزول کر کے مقرر کیا تھا، فوجیں اس کی اور سب سے بڑھ کر حکم بھی اسی کا، اور وہ اس سارے ظلم سے راضی تھا تو اسی لیے اس نے اس معاملہ کی تحقیق کی نہ ہی کسی کا مواخذہ کیا اور نہ ہی کسی کو کوئی سزا دی) ہم اسی شخص کے وکیل صفائی بن کے کھڑے ہو گئے ہیں اور اپنے آقائے پاک ﷺ کے محبوب نظر، اور وہ مبارک ومعزز ہستیاں کہ جن کے فضائل ومناقب سے ذخیرہ احادیث وکتب تاریخ بھری پڑی ہیں، ہم ان ہی کو غلط اور خطا کار ثابت کرنے میں مشغول ہو گئے ہیں۔ خدا کے قہر وغضب سے ڈرنا چاہیے:

نہ جا اس کے تحمل پر کہ بے ڈھب ہے گرفت اس کی
ڈر اس کی دیر گیری سے کہ سخت ہے انتقام اس کا

جیسا کہ مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ مشغلہ مسخ قلوب اور سلب ایمان کی علامت ہے۔

زیرِ نظر رسالہ ہمارے اکابر علماء دیوبند کی بڑی ہی معتدلانہ، انصاف اور حقیقت پر مبنی آراء پر مشتمل ہے اس کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ ان حضرات نے اِفراط وتفریط کے فتنہ سے دور رہ کر کس طرح اَحق الحقائق کو روزِ روشن کی طرح واضح اور آشکارا کیا ہے۔

اس رسالہ کی ترتیب جناب قاری ضیاء الحق مدظلہ اور اشاعت مظفر لطیف صاحب نے فرمائی تھی۔ آج کل کے حالات میں اس کی اشاعت کی اشد ضرورت محسوس کی جارہی تھی کیونکہ یزیدی فتنہ جو ہمارے اکابر کی محنت وبرکت سے دب گیا اَب پھر سر اُٹھا رہا ہے اور

ہمارے سادہ لوح مسلمانوں کو تحقیق کے عنوان پر پھر سے گمراہ کر رہا ہے جس سے اصل حقیقت اور تاریخ سے نا آشنا حضرات کے پھسل جانے اور گمراہ ہونے کا خطرہ و خدشہ ہے (جس کا تلخ تجربہ ماضی میں محمود احمد عباسی ناصبی یزیدی کی گمراہ کن کتاب سے ہو چکا ہے) اس لیے ہم نے اس رسالہ کے نئے ایڈیشن کو اپنے بہت سے اَکابر جو کہ اَسلاف ہی کے سلسلۃ الذہب کی کڑیاں ہیں، کی آرا سے نورٌ علٰی نور کیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ ہمارے سب اَکابر مسلکِ اعتدال پر ایک ہی رائے رکھتے ہیں ان میں کوئی دوئی نہ تھی اور نہ ہے جو ہمارے لیے بھی مشعلِ راہ ہے۔ ہمارے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی یہی فرمایا کرتے تھے:

"میں تو لکیر کا فقیر ہوں"

یعنی میں تو اپنے بزرگوں کے نقشِ قدم پہ چلنے والا ہوں، حضرت رحمہ اللہ ساری زندگی خود بھی اس بات پر کاربند رہے اور ہم خدام کی بھی یہی تربیت فرمائی اللہ پاک ہمیں تادم آخر اس پر قائم و دائم رکھے اور حضرت رحمہ اللہ کو اپنے شایانِ شان اجر عظیم عطا فرمائے۔ (آمین)

بگداختہ آبگینہ دل
آئینہ دھم بدست محفل
(اپنے آبگینہ دل کو پگھلا کر یہ آئینہ تیار کیا جو
اب اہل محفل کے ہاتھوں میں ہے)

حضرت مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانوی دامت برکاتہم نے اس رسالہ پر اپنے بھرپور اعتماد کا اظہار کر کے ہماری بڑی حوصلہ افزائی فرمائی۔ اللہ پاک اُن کو اپنے شایانِ شان اَجرِ عظیم سے مالا مال فرمائے۔ ان کی عمر اور صحت میں برکت عطا فرمائے اور اُن کا عافیت والا سایہ ہم عاجزوں پر تادیر قائم و دائم رکھے۔ (آمین)

اس رسالہ کی اشاعت کے سلسلہ میں حضرت مولانا نعیم الدین صاحب دامت

برکاتہم اور مولانا محمد عابد و مفتی سید رضا علی جعفری زید مجدہم نے بڑی رہنمائی فرمائی اور نظر ثانی و پروف ریڈنگ حضرت مولانا عبدالحفیظ ظفر صاحب دامت برکاتہم نے فرمائی جس کے لیے ہم تہہ دل سے ان کے مشکور ہیں۔

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، صاحبزادہ سید زید الحسینی شاہ، محمد عرفان شجاع، مفتی شعیب احمد، مفتی عبدالرحمٰن نذر، چوہدری منصور صادق، بھائی رحمت اللہ، عبدالرءوف روفی، خواجہ محسن، میاں سعید، میاں نعیم صاحبان کی ہمدردیوں اور تعاون پر اللہ پاک ان حضرات کو بہترین صلہ عطا فرمائے۔ اور "حلقہ احبابِ نفیس" کے تمام کرم فرماؤں کا بے حد شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جن کی سرپرستی سے یہ کتاب زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر مُنصہ شہود پر آرہی ہے۔

اللہ پاک سے دست بستہ دُعا کرتے ہیں کہ اللہ پاک ہماری اس عاجزانہ کوشش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور آخرت میں ہمیں ہمارے بزرگوں کا ساتھ، صحابہ کرام و اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کے قدموں میں جگہ اور حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے بہرہ مند فرمائے۔ (آمین یا رب العالمین)

خاکپائے شاہ نفیس الحسینی رحمہ اللہ
احقر رضوان نفیس
یکم شوال المکرم ۱۴۳۱ھ
۳۱/اگست ۲۰۱۱ء

تائید و دُعا

شیخ المشائخ حکیم العصر

حضرت مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانوی دامت برکاتہم العالیہ

خلیفہ اجل قطب الاقطاب حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ

شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

راقم الحروف نے اس رسالہ کا مسودہ حرف بحرف پڑھ لیا ہے۔ میں اس سے پوری طرح متفق ہوں اور اسے میری پوری تائید و حمایت حاصل ہے

اس رسالہ میں درج اکابر علماءِ دیوبند کی تحریرات بالکل صاف اور واضح ہیں، اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائیں اور ذریعہ نجات بنائیں۔ آمین

عبدالمجید غفر لہٗ

۲۸ رشوال المکرّم ۱۴۳۲ھ

حرفِ سپاس

بخدمت حلیم الامت، مصلح الملت

حضرت مولانا محمد عبدالحلیم صاحب چشتی دامت برکاتہم العالیہ

فاضل دارالعلوم دیوبند، شاگردِ رشید شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

خلیفہ اجل قطب الاقطاب حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ

رئیس تخصص فی الحدیث جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی

اُستاذ الحدیث جامعۃ الرشید کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم حضرت مولانا محمد عبدالحلیم چشتی دامت برکاتہم العالیہ کے تہہ دل سے مشکور ہیں کہ جن کی خصوصی شفقت اور توجہ ادارہ کی دیگر مطبوعات کی طرح اس رسالہ کی تیاری میں بھی ہماری معاون ومددگار رہی ہے، حضرت دامت برکاتہم اپنی قیمتی نصائح اور مشاورت سے مستفید فرماتے رہے ہیں، اللہ پاک حضرت کی زندگی اور صحت میں برکت عطا فرمائے، حضرت ایسے بزرگوں کا وجودِ مسعود ہم عاجزوں کے لیے اللہ پاک کا بہت بڑا احسان ہے۔

(رضوان نفیس)

دعائیہ کلمات

شیخ الاسلام

حضرت مولانا مفتی محمد تقی صاحب عثمانی دامت برکاتہم العالیہ

دارالعلوم کراچی

۱۴؍جولائی ۲۰۱۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا خط اور "یزید اکابر علماء اہل سنت دیوبند کی نظر میں" نامی کتاب موصول ہوئی۔ دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اس کاوش کو مقبول اور مفید بنائیں۔ آمین

جہاں تک کچھ لکھنے کا تعلق ہے، بندہ کی معذوری یہ ہے کہ تقریباً روزانہ اس قسم کی فرمائش کہیں نہ کہیں سے موصول ہوتی ہے، اپنے مشاغل میں اتنا پڑھنے کا بھی موقع نہیں ملتا کہ جس کی بنیاد پر کوئی رائے قائم کی جاسکے اور بغیر پڑھے لکھنا دیانت کے خلاف ہے، اس لیے معذرت چاہنے کے سوا کوئی چارہ نہیں، البتہ دعائے خیر کرتا ہوں۔ امید ہے کہ بندہ کی معذوری کو محسوس فرمائیں گے۔

والسلام

بندہ

محمد تقی

بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، استاذ الاساتذہ

حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ

سرپرست جمعیت علماءِ اسلام پاکستان۔ مہتمم جامعہ قادریہ بھکر

خلیفہ ومجاز قطب الاقطاب حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب ؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں بزرگان دیوبند سے وابستہ کیا اور ان کی پیروی کو ہمارے لیے ہر فتنہ سے بچنے کا ذریعہ بنایا، ہمارے دور کا ایک فتنہ یزید کے مداحوں کا ہے جو تحقیق اور حق گوئی کے نام پر یزید کی حمایت اور حضرت حسین ؓ کی مخالفت کر کے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، ان کے قلم کا سارا زور یزید کی عظمت اور برتری ثابت کرنے پر صرف ہو رہا ہے اور سیدنا حسین ؓ کے مناقب ومراتب کے بارے میں مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونکی جا رہی ہے۔

ہمارے اکابر بانیانِ دارالعلوم دیوبند حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ اور ان کے علوم و معارف کے امین اور جامع کمالات جانشین حضرات نے اپنی تصانیف میں اس مسئلہ پر روشنی ڈالی اور پوری احتیاط اور اعتدال سے اپنا مسلک واضح فرما دیا انہی کتابوں سے اقتباسات لے کر مولانا قاری ضیاء الحق صاحب ایک رسالہ ترتیب دیا جس کا نام ہے

”یزید اکابر علماء اہل السنّت دیوبند کی نظر میں“ جس کے پڑھنے والوں کو صحیح راہنمائی حاصل ہوئی اور وہ اس فتنے سے محفوظ ہوگئے۔

سیدنا حسین ؓ پر یزید کو وہی لوگ فوقیت دے سکتے ہیں جو صحابہ کرام اور اہل بیت ؓ کے مقام سے نا آشنا ہوں یا اللہ تعالیٰ نے ان کو ان حضرات کی محبت وعقیدت سے محروم کردیا ہو سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین ؓ جنابِ رسول اللہ ﷺ کے نواسے بھی ہیں اور صحابی بھی ہیں آپ ﷺ نے ان دونوں کو اپنے سینۂ اطہر پر بٹھایا کندھوں پر اُٹھایا، یہاں تک کہ آپ سجدہ میں ہوتے اور یہ دونوں بھائی کمر مبارک پر چڑھ بیٹھتے تو آپ سجدہ سے سر مبارک نہ اُٹھاتے جب تک وہ کمر سے اُتر نہ جاتے، آپ نے دونوں بھائیوں کو دنیا میں اپنے پھول اور خوشبو فرمایا ہے اور فرمایا کہ یہ دونوں جوانانِ جنت سردار ہیں:

الحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنة

اس شفقت ومحبت کے اثرات وفیضان کو سمجھنے کے لیے امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی ؒ کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں:

”قرب ابدان را در قرب قلوب تاثیر عظیم است لهذا هیچ ولی مرتبه صحابی نرسد اویس قرنی بآں رفعت شاں که بشرف صحبت خیر البشر علیه وعلیٰ آله الصلوات والتسلیمات نرسیده بمرتبه ادنیٰ صحابی نرسد شخصی از عبدالله بن مبارك پرسید ”ایها افضل معاویهؓ ام عمر بن عبدالعزیزؒ“ در جواب فرمود ”الغبار الذی دخل الف فرس معاویهؓ مع رسول الله ﷺ خیر من عمر بن عبد العزیزؒ کذا مرة“

ہاں بدنوں کے قُرب کو دلوں کے قُرب میں عظیم تاثیر حاصل ہے یہی وجہ ہے کہ کوئی ولی صحابہ کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا، حضرت اویس قرنی اس قدر بلند مرتبہ ہونے کے باوجود چونکہ حضرت خیر البشر علیہ وعلیٰ آلہ الصلواۃ والسلام کی صحبت کا شرف حاصل نہ کرسکے اس لیے کسی ادنیٰ صحابی کے مرتبہ کونہیں پہنچ سکے، کسی شخص نے عبداللہ ابن مبارک سے دریافت کیا کہ حضرت معاویہ ؓ افضل ہیں کہ عمر بن عبد العزیز ؒ تو آپ نے جواب دیا کہ وہ غبار جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتے ہوئے حضرت امیر معاویہؓ کے گھوڑے کی ناک میں داخل ہوا تھا وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز سے کئی درجہ بہتر ہے۔

مولانا محمد ضیاء الحق صاحب کا رسالہ نایاب ہوگیا تھا ایک عرصہ بعد جناب میاں رضوان نفیس صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ جو کہ حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے خادم خاص وخلیفہ مجاز ہیں انہوں نے ماضی قریب اور حال کی مبارک اور معتمد شخصیات کے جواہر قلم حاصل کیے اور رسالہ میں شامل کرکے اس کی افادیت میں اضافہ کردیا، اللہ تعالیٰ دونوں حضرات کی محنت قبول فرمائے اور ہر مسلمان کو استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

احقر ناکارہ

محمد عبداللہ کان اللہ لہ

مہتمم دار الہدیٰ وجامعہ قادریہ بھکر

۱۵/شعبان ۱۴۳۴ھ

۲۶/جون ۲۰۱۳ء

مخدوم العلماء والصلحاء

حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب اشرفی دامت برکاتہم العالیہ

استاذ الحدیث و نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور

خلیفہ ومجاز قطب الاقطاب حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ

اما بعد!

اللہ رب العزت نے حضرات علماءِ دیوبند کو اصابت رائے، طبع سلیم اور اعتدال واعتداء سے نوازا ہے، ہر مسئلہ میں ان کا مؤقف اور ان کی رائے اقرب الی الصواب ہوتی ہے، اور موجودہ زمانہ میں یہ جماعت اس طائفہ حق کا مصداق ہے جس کی ذمہ داری یہ ذکر کی گئی ہے کہ وہ باطل پرستوں کی بے جا تاویلات سے حق کو صاف رکھیں اور اُس کا اُجلا اور کھلا ہوا چہرہ اس امت کے سامنے واضح کرتے رہیں گے۔ نواسۂ رسول ﷺ اور جگر گوشۂ بتول سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شخصیت اور ان کی عظمت اور جلالت شان کسی تعارف کی محتاج نہیں، ان کے مقابلہ میں یزید کی کیا حیثیت؟ بعض لوگ جو اُمت کے معتدل مؤقف سے ہٹ کر یزید کی مدح سرائی میں غلو کرتے ہیں یا حضرت حسینؓ کی تعظیم وتوقیر میں کوتاہی کے مرتکب ہوتے ہیں ان کے لیے زیرِ نظر کتاب ''یزید اکابر علماءِ دیوبند کی نظر میں'' میں ذکر کردہ اکابرین دیوبند کے اقوال سرمۂ چشم ہیں اور اس مسئلہ میں حق کو سمجھنے کے لیے راہِ اعتدال کی طرف راہنمائی

کرتے ہیں۔ اللہ رب العزت مولانا ڈاکٹر قاری ضیاء الحق مدظلہٗ اور حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمہ اللہ کے خادم خاص اور خلیفہ مجاز جناب رضوان نفیس صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے اس رسالہ کے ذریعے اکابرین دیوبند کے معتدل مسلک ومشرب کی ترجمانی فرمائی اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس کتاب کو ہدایت کا ذریعہ بنائے۔

آمین یا رب العالمین

طالب دعاء

حافظ فضل الرحیم اشرفی

جامعہ اشرفیہ لاہور

۲۳/ جمادی الثانیہ ۱۴۳۴ھ

ولی کامل ،استاذ الاساتذہ، امام المجاہدین

حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ

شیخ الحدیث جامعہ دار العلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک

خلیفہ ومجاز امام التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری ؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدُ للّٰہ و کفیٰ وسلامٌ علی عبادہ الّذینِ اصطفیٰ

اما بعد ! محترم مولانا ڈاکٹر قاری ضیاء الحق صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ ورعاہ کی وقیع گرانقدر تالیف ''یزید اکابر علمائے دیوبند کی نظر میں'' سے دل ودماغ منور ،معطر ہوئے۔ماشا اللہ محترم ڈاکٹر صاحب اور عزیزم رضوان نفیس سلمہٗ نے اس اہم مسئلہ کو ائمہ مجتہدین، سلف صالحین، اکابرین دیوبند کے زرین اقوال کی روشنی میں روزِ روشن کی طرح واضح کردیا ہے جن کے دیکھنے سے منصف مزاج، حق پرست مخالفین بھی اَلْحَقُّ أحَقُّ ان یُتَّبَع پر عمل پیرا ہو جائیں گے۔

میرے والد بزرگوار مولانا سید قدرت اللہ شاہ ؒ فرمایا کرتے تھے کہ علاقۂ سوات میں اس مسئلہ پر مناظرہ منعقد ہوا کہ ''یزید پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہ'' حضرت مولانا اخوند درویزہ ؒ بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں وہ فرماتے تھے:

لَعَنَتْ مَکْڑہ پہ یزید　　چہ لَہ رِفَضہ شے بَعِیْدُ

یزید پر لعنت نہ کریں تاکہ آپ روافض سے جدا ہو جائیں

(اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ وہ قابل لعنت نہیں)

ہمارے اکوڑہ خٹک کے رئیس خوشحال خان خٹک ؒ جو پشتو کے بڑے شاعر گزرے ہیں وہ بھی اپنے علماء کرام کی جماعت کے ساتھ اسی مناظرہ کے لیے سوات گئے۔مناظرہ کا آغاز تلاوتِ کلام پاک سے ہوا، اس کے فوراً بعد خوشحال خان کھڑے ہوئے اور با آواز بلند فرمانے لگے کہ: ریحانۃ الرسول ﷺ کی صفائی کا میں وکیل ہوں، حضرت حسین ؓ کے مقابلہ میں یزید کی صفائی کا وکیل کون ہے، تاکہ اس کے بعد مدلل طریقہ سے مناظرہ شروع کریں، چاروں طرف خاموشی ہی خاموشی تھی کسی کو یہ جرأت نہ ہوسکی کہ وہ ''مَنْ عَادَیٰ لِیْ وَلِیاً فَقَدْ آذَنْتُہٗ بِالْحربِ'' کے پیش نظر ریحانۃ الرسول ﷺ حضرت حسین ؓ کے مقابلے میں یزید کی وکالت سے اللہ تعالیٰ کی لڑائی کا چیلنج قبول کرسکے، حضرت حسین ؓ جلیل القدر صحابی ہیں، تمام صحابہ کرام ؓ اولیاء اللہ ہیں ''اَللّٰہَ اللّٰہَ فی اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْھُمْ مِن بَعْدِی غَرَضاً فَمَنْ أَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّی أَحَبَّھُمْ وَمَنْ اَبْغَضَھُمْ فَبِبُغْضِي اَبْغَضَھُمْ'' کیسے ایک سلیم الفطرت مسلمان جگر گوشۂ رحمۃ للعالمین ﷺ سید شباب اہل الجنۃ کے مقابلہ میں یزید کی وکالت کرے گا جبکہ رحمۃ للعالمین ﷺ کے مندرجہ ذیل صریح ارشادات موجود ہیں:

- ھُمَارَیْحَانَتَايَ فِی الدُّنیَا .
- اَلحسن والحسینُ سَیِّدا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ .
- ھذا نِ ابْنَايَ وَابْنا بِنْتِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّي أُحِبُّھُمَا فَاَحِبَّھُمَا وأَحِبَّ مَن یُحِبُّھُمَا .
- سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلّی اللّٰہ علیہِ وَآلہ وَسَلَّم أيُّ أَھْلَ بَیْتِکَ أَحَبُّ اِلَیْکَ قَالَ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ .
- وَیَقُول لِفَاطِمة اُدْعِیْ ابنَيَّ فَیَشُمُّھما وَیَضُمَّھَا .

ہمارے مرشد وشیخ حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس اللہ سرہ العزیز فرمایا کرتے تھے ”رب رُسے تے مت کھسے“ یعنی، اللہ جس سے ناراض ہو جاتا ہے تو اس سے عقل چھین لیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم ڈاکٹر قاری ضیاء الحق صاحب اور حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے خادمِ خاص اور خلیفہ ومجاز میاں رضوان نفیس صاحب کو اس عظیم الشان موضوع کے کماحقہٗ حق ادا کرنے کا ثواب دنیا وآخرت میں نصیب فرماوے اور اس گرانقدر تالیف سے عوام وخواص کو استفادہ کی توفیق عطا فرماوے۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمد و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین.

کتبہ خادم اھل العلم

شیر علی شاہ

۲۰ربیع الاول ۱۴۳۴ھ

پیر طریقت رہبر شریعت، شیخ المشائخ

حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ

خلیفہ ومجاز شیخ المشائخ حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمہ اللہ

وقطب الاقطاب حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمہ اللہ

بانی، مہتمم وشیخ الحدیث جامعہ عبیدیہ، فیصل آباد

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علی رسولہ الکریم اما بعد!

”یزید اکابر علماء اہل سنت دیو بند کی نظر میں“ نامی کتاب سامنے ہے۔ اللہ پاک جزاء خیر دے محترم حضرت مولانا ڈاکٹر قاری ضیاء الحق صاحب اور محترم برادر جناب رضوان نفیس صاحب کو کہ بکھرے موتی، شہ پارے اور تحقیق واعتدال کی کسوٹی پر پرکھے ہوئے اقوالِ زرّیں ہمارے اکابر علماء دیو بند کے (جو یزید کے متعلق تھے) ان کو ایک جگہ جمع فرمادیا ہے۔ فجزا ھما اللّٰہ خیرا لجزاء۔

حق تعالیٰ کا اپنے بندوں پر یہ احسان عظیم ہے کہ اُنکی رشدو ہدایت کے لیے ہر دور میں ضرور ایک جماعت پیدا فرماتے ہیں جو حق پر قائم ہوتی ہے افراط وتفریط سے بچ کر تجدید و احیاء دین کا فریضہ سرانجام دیتی ہے۔ بھولے بھٹکے گم کردہ راہ لوگوں کے لیے ہدایت کا روشن مینار ثابت ہوتی ہے۔ سیّد الکونین ﷺ فرماتے ہیں!

لا تزال طائفة من امّتی ظاھرین علی الحق

لا یضرّ ھم من خذ لھم حتی یاتی امر اللّٰه (مسلم شریف)

ترجمہ: میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ رہے گی جو حق
پر قائم ہوگی ان کو چھوڑنے والا انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

ایسی ہی ایک مبارک جماعت سے دنیا قائم ہے۔سرور عالم ﷺ کا ارشاد ہے! لا تقوم الساعة حتی یقال اللّٰہ اللّٰہ انہیں حضرات کو دوسری حدیث میں جماعتِ ناجیہ قرار دیا گیا اور انکے مشرب و مسلک کی نشاندہی ما انا علیه و اصحابی (الحدیث) کے زرّیں کلمات سے کی گئی ہے۔

اس جماعتِ حقّہ نے ہر مسئلہ میں اِفراط وتفریط سے بچ کر اعتدال کی راہ اختیار کی ہے مثلاً خیر القرون کے آخری دور میں قدریہ کا فتنہ رونما ہوا۔ان لوگوں نے قضاء وقدر کا انکار کیا اور انسان کو اپنے افعال کا خالق کہہ دیا مقابلہ میں فرقہ جبریہ نے انسان کو کاسبِ اعمال ماننے سے بھی انکار کر دیا اور کہنے لگے ''انسان مجبور محض'' ہے لیکن جماعتِ حقہ نے مسلکِ اعتدال اختیار کرتے ہوئے لوگوں کو سمجھایا کہ انسان نہ ''خالقِ افعال'' ہے۔(لقوله تعالیٰ واللّٰہ خلقکم و ما تعملون) ''نہ مجبور محض'' بلکہ وہ ''کاسبِ افعال'' ہے اسی وجہ سے اس کے اعمال پر ثواب وعقاب کا ترتّب ہوتا ہے۔

اسی طرح بعض گمراہ لوگوں نے اہل بیت کی محبت کا دعویٰ کرتے ہوئے صحابہ کرامؓ کی تکفیر،تفسیق اور تنقیص کی ملعون راہ اختیار کی تو بعض سر پھروں نے حضرات صحابہ کرامؓ کی طرفداری کا اظہار کرتے ہوئے اہلِ بیت اطہارؓ پر تنقید و بے حرمتی کی زبان کھولی لیکن اسی جماعتِ حقّہ نے اس مسئلہ میں بین بین مسلکِ اعتدال اختیار کیا کہ اہلِ بیت اطہارؓ کی محبت جزوِ ایمان ہے اور صحابہ کرامؓ نجوم ہدایت ،حق تعالیٰ شانہٗ نے اہلِ بیت یعنی ازواجِ مطّہراتؓ کو اُمّت کی مائیں قرار دیا ''وازواجهٗ امّھاتھم' (القران) اور سرورِ کائنات ﷺ نے حضرت علیؓ،حضرت فاطمہؓ اور حضراتِ حسنینؓ سے مخاطب ہوکر فرمایا!

''انا حرب لمن حاربتم و سلم لمن سالمتم''

کہ میری اس سے جنگ ہے جس سے تمہاری جنگ ہے اور میری

اس سے صلح ہے جس سے تمہاری صلح ہے۔

اسی طرح صحابہ کرامؓ کو اللہ پاک نے فرمایا!''اگر وہ لوگ تمہاری طرح ایمان لے آئیں پھر وہ ہدایت یافتہ ہیں۔''فان اٰمنوا بمثل ماامنتم فقد اھتدوا'' اور قرآن ہی میں دوسرے مقام میں فرمایا ''اٰمنوا کما اٰمن الناس'' کہ ایمان لاؤ جیسے یہ حضرات (صحابہؓ) ایمان لائے۔''اس طرح حق تعالیٰ شانہٗ نے صحابہ کرامؓ کے ایمان کو معیار قرار دیا۔اور نبی اقدس ﷺ نے ان سے محبت کو اپنی محبت کی علامت اوران سے بغض کو اپنی ذاتِ اقدس سے بغض کی نشانی بتلایا۔فرمایا!

فمن احبّھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فبغضی ابغضھم(الحدیث)۔

بڑے دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ ہر دور میں میانہ روی اور اعتدال سے ہٹ کر افراط وتفریط کے گڑھے میں گرنے والے اپنے خود ساختہ عقائد ورجحانات کیلئے بطور دلیل و برھان کے تاریخی روایات کو پیش کرتے ہیں اور نصوص قطعیہ اور احادیثِ مشہورہ(جن سے صحابہؓ اور اہلِ بیتؓ کی عظمت،عنداللہ مقبولیت ومحبوبیت،انکی بزرگی رفعت و بلندی روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے) کو قابلِ توجہ نہیں سمجھتے۔پھر یہیں سے گمراہی کا وہ راستہ پھوٹتا ہے جس کا منتہیٰ قعرِ ضلالت کے سوا کچھ نہیں حالانکہ امّت کا اجماعی مسئلہ ہے کہ نصوص قرآن وحدیث حججِ شرعیہ ہیں۔ان کے مقابلہ میں تاریخ کی کوئی حیثیت نہیں ۔اصولاً ہر وہ تاریخی روایت جو قرآن وحدیث سے معارض ہو مردود و نامقبول ہے۔علمی دنیامیں تاریخ کی حیثیت ''پائے چوبیں'' سے زیادہ نہیں اور ''پائے چوبیں سخت بے تمکیں'' مشہور ہے اسی وجہ سے اہلِ بصیرت تاریخ پر(خصوصاً ایسے مسائل میں)اعتماد نہیں کرتے چنانچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں!

وانّما ھو من جنس نقلة التواریخ الّتی لا یعتمد علیھا اولوا الابصار. (منھاج السنہ:ص،۲۴۲،ج،۳)

اور یہ تاریخی منقولات کی قسم جن پر اہلِ بصیرت کبھی اعتماد نہیں کرتے۔

اور ایک مقام پہ رقم طراز ہیں!

الموّرخون الذّین یکثر الکذب فیما یرودنه و قل ان یسلم نقلهم من الزیاده والنقصان۔

کہ مورّخین کی روایات میں اکثر جھوٹ ہے اور ان کی نقل کمی بیشی سے کم ہی محفوظ ہے۔ (منھاج السنۃ:ص،۱۹۶،ج۳،)

حجۃ الاسلام امام غزالیؒ کی وصیت لوحِ قلب پر آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے، فرماتے ہیں!

فاقبلواالوصّیة و لا تلتفتو االاّ الی ماصحّ من الاخبار و اجتنبوا اهل التاریخ ومن نظر الی افعال الصحابةؓ تبین منهابطلان هذه الّتی یختلقها اهلی التواریخ قید سون فی قلوب الضعفاء(العواصم:۲۴۴)

پس میری وصیت یاد رکھو اورسوائے احادیث کے کسی بات کی طرف التفات نہ کرو اور(خاص کر)مورخین سے بچو۔اور جس نے بھی صحابہ کرامؓ کے احوال و کردار پر نگاہ کی اس پر توہین آمیز الزامات کا بطلان واضح ہوگیا جنہیں اہل تاریخ گھڑ کر ضعیف لوگوں کے دلوں میں گھسیڑ تے ہیں۔

الغرض صراط مستقیم اور مسلک اعتدال یہی ہے کہ ''اہل بیت اطہارؓ سے محبت و احترام کا معاملہ کیا جائے اور اصحاب رسول ﷺ کو ہدایت کا معیار تسلیم کیا جائے'' یہی موقف ہمیشہ سے محققین علماء اہل سنت اور سلف صالحین کا رہا ہے جن کے صحیح ترجمان موجودہ صدی میں ہمارے اکابر علماء دیوبند کثر اللّٰہ اتباعهم ہیں بحمدہ تعالیٰ ان کا

موقف ومسلک ہر موقع و مسئلہ میں اعتدال ومیانہ روی سے جڑا ہوا ہے ان کی کسی بات میں افراط کی آمیزش ہے نہ تفریط کا شائبہ۔

موجودہ دور نئے نئے فتنوں کا ہے اللہ پاک سب کی حفاظت فرمائے انہی فتنوں میں ایک فتنہ ناصبیت کا ہے یعنی خانوداہ خلیفہ رابع سیدنا علی مرتضیٰ ؓ سے بغض وعداوت جو پہلے صرف کتابوں میں خال خال نظر آتا تھا جسے محمود عباسی بزم خویش مورخ و محقق صاحب نے تحقیق وجدت کا دیدہ زیب لباس پہنا کر ''خلافت ومعاویہؓ و یزید'' نامی کتاب کی شکل میں اُمت کے سامنے پیش کردیا، پھر کیا تھا ''کل جدید لذیذ'' کا نعرہ مار کر فکر عقل کے ٹھیکیدار میدان میں کود پڑے تحسین وتصویب کا نعرہ بلند ہوا پھر ایسی ہوا چلی کہ کچھ اپنے بھی دیوانوں کی صف میں نظر آنے لگے جنہیں دیکھ کر بہت سے سادہ لوح مسلمان اور اکابر دیوبند کے نام لیوا سمجھنے لگے کہ شاید ہمارا مسلک ومشرب بھی یہی ہے نیز اہل بدعت کو حضرات علماء دیوبند پر مزید حملے کرنے کا موقع ملا جس کا ظہور ان کی تحریرات و تقاریر کی شکل میں سامنے آیا۔ تو اکابر دیوبند نے ''محمود عباسی'' جیسے لوگوں کی بھرپور تردید فرمائی خلافت و معاویہؓ یزید'' کی تردید میں سب سے پہلے ہمارے اُستاذ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی ؒ (یہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کراچی نہیں ہیں اسی نام سے موسوم ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ایک جیّد عالم دین حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد اور حضرت قطب الاقطاب شاہ عبدالقادر رائپوریؒ سے بیعت تھے) نے ایک کتاب ''حسینؓ اور یزید'' کتاب تصنیف کی جسے اہل دارالعلوم دیوبند کے شعبہ افتاء کے رئیس حضرت مولانا مفتی مہدی حسنؒ کا ایک خط بھی مندرج ہے اُس میں اس مسئلہ میں اہل حق کی صحیح ترجمانی فرمائی ہے اسی طرح حضرت مولانا سید عبدالشکور ترمذیؒ نے ''محمود احمد عباسی کے نظریات کا تحقیقی جائزہ'' نامی بہترین کتاب تصنیف کی ہے اور بھی حضرات نے تقریر وتحریر کے ذریعہ اس فتنہ کا رد کیا ہے، حضرت

مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کی تصنیف ''شہید کربلا اور یزید'' بھی ''خلافت و معاویہؓ و یزید'' کے مغالطات سمجھنے اور ان سے بچنے کے لیے ایک بہترین اور مفید تالیف ہے۔

ہمارے ان کابر نے واضح کردیا ہے کہ حضرت حسینؓ دیگر اہل بیت اطہارؓ ہمارے دلوں کی دھڑکن، ہماری عقیدت ومحبت کا مرکز ہیں، اپنے ہر عمل، فیصلہ و اقدام میں حق پر تھے اور یزید بلا شبہ بے دین، فاسق وفاجر شخص تھا لیکن ہمارے بڑوں کے یہ ارشادات مختلف مواعظ، فتاویٰ رسالوں کی شکل میں الگ الگ بکھرے ہوئے تھے ضرورت اس بات کی تھی کہ ان اکابر کی آرا واقوال کو یکجا مربوط کتابی شکل میں جمع کردیا جائے، حق تعالیٰ شانہٗ نے سعادت مولانا قاری ضیاء الحق اور برادر محترم جناب رضوان نفیس صاحبان کے حصہ میں لکھی تھی ماشاء اللہ انہوں نے ہمت فرمائی اور اپنے اکابر علمائے دیوبند کے فتاویٰ، مقالات اور تحقیقات کو ایک جگہ خوبصورت انداز میں جمع فرما کر شائع کردیا اصحاب علم وفضل کے فیصلہ جات با حوالہ اس کتاب میں موجود ہیں، بندہ نے بعض مقامات کو دیکھا ہے اُمید واثق ہے کہ اس کتاب سے بعض لوگوں کی تلبیسات کا پردہ چاک ہوجائے گا اور سادہ لوح لوگوں کے اس فتنہ سے محفوظ ہونے کا ذریعہ بنے گی، دل سے دعا ہے کہ اللہ پاک ان لوگوں کو بھی ہدایت نصیب فرمائے جو اپنی سادگی سے اس گمراہی کے داعی بنے۔ آمین یا الہ العلمین

اللھم اَرِ نا الحق حقاً وارزقنا اتباعهٗ وارنا الباطل باطلاً
وارزقنا اجتنابه وصلی اللّٰه تعالیٰ علی خیر خلقه سیدنا
محمد و آله وصحبه اجمعین برحمتک یا ارحم الرامین

جاوید حسین عفا اللہ عنہ
جامعہ عبیدیہ فیصل آباد
۸ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

پیر طریقت رہبر شریعت، مخدوم العلماء

حضرت پیر ناصر الدین خاکوانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

خلیفہ وجانشین حضرت پیر سید علاء الدین شاہ صاحب رحمہ اللہ

دار السلام، شیخوپورہ

بسم اللّٰه الرحمن الرحیم

الحمد للّٰه رب العالمین والصلوٰة والسلام علیٰ
سید المرسلین وعلیٰ آلهٖ واصحابهٖ اجمعین

عزیزم بھائی رضوان نفیس صاحب زید مجدہ جو کہ قطب الاقطاب حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمہ اللہ کے مجاز ہیں نے ایک کتاب بنام ''یزید اکابر علماءِ اہل سنت دیوبند کی نظر میں'' پر کچھ لکھنے کے لیے اس فقیر کو حکم فرمایا ہے یہ فقیر اس میدان کا نہیں ہے۔ یہ علماء کا کام ہے لیکن ان کے حسن ظن اور حسب الحکم یہ فقیر یزید کے متعلق اپنے عقیدہ کو بیان کرتا ہے کہ ''یہ فقیر تمام عقائد میں عقائد اہل سنت والجماعت کو واحد ذریعہ نجات جانتا اور مانتا ہے چنانچہ یزید کے متعلق جو عقیدہ میرے اَکابر کا ہے وہی میرا عقیدہ ہے جو عقیدہ میرے آقا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ہے اور جو عقیدہ اس کتاب میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی وحضرت مولانا رشید احمد گنگوہی وحضرت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہم اللہ تعالیٰ کا درج ہے اس فقیر کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ ''یزید کا فسق تو مسلم ہے لیکن اس پر لعنت کرنے میں سکوت اختیار کیا جائے''۔

اپنے عقائد کو اہل سنت شکر اللہ تعالیٰ سعیھم کی بے خطا آراء کے موافق درست کریں، احکام شرعیہ فقہیہ کے موافق عمل کریں اور صوفیہ کرام قدس سرہم کے بلند طریقہ پر سلوک (طے) کریں:

ومن وفق لهذا فقد فاز فوزا عظيما ومن تخلف عن هذا فقد خسر خسرانا مبينا

جن کو ان سب کی توفیق حاصل ہوگی وہ دونوں جہان میں بڑا کامیاب ہوگیا اور جو ان سے محروم رہا اُس کو بڑا خسارہ حاصل ہوا۔

دعا گو، دعا جو

بندہ محمد ناصر الدین عفی عنہ

۱۲؍جنوری ۲۰۱۴ء

شاہین ختم نبوت، مجاہد ملت، خطیبِ بے بدل

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم العالیہ

مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

خلیفہ ومجاز قطب الاقطاب حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد!

جگر گوشہ بتولؓ، اولادِ علیؓ، نواسہ نبیؐ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی مسلمانوں کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ وہ بہت بلند و بالا نسبتوں کے امین تھے، جو شخص ان نسبتوں کا لحاظ رکھے گا قیامت کے دن اس کے اجر سے مالا مال ہوگا۔

کیا کِیا جائے اس ظلم وزیادتی کا کہ بعض محروم القسمت، بد باطن وبدنصیب افراد یا گروہ سیدنا امیر معاویہؓ کی آڑ میں یزید کی وکالت ودفاع اور سیدنا حسینؓ کی ذاتِ گرامی پر تنقید وتنقیص کا بازار گرم کیے ہوئے ہیں اور "چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد" اور وہ اپنے آپ کو دیوبندی کہلا کر حق وانصاف کا خون کرتے ہیں۔ جیسے ان کے قلوب اس جرم کے باعث سیاہ ہو چکے ہیں وہ تاریخ کو بھی سیاہ کرنا چاہتے ہیں۔

ہمارے حضرت قاری ضیاء الحق صاحب نے ''یزید اکابر دیو بند کی نظر میں'' ایک رسالہ شائع کر کے بہت بڑی گمراہی کو روکا۔اس رسالے کو ہمارے مخدوم قطب الاقطاب حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمہ اللہ کے خادمِ خاص،خلیفہ ومجاز محترم رضوان نفیس اب دوبارہ اضافوں کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔جوملعون یزیدی گروہ کی دسیسہ کاریوں کے خلاف انشاء اللہ العزیز سدِ سکندری ثابت ہوگا۔

آمین بحرمت النبی الکریم ﷺ

محتاج دعا

فقیر اللہ وسایا

خادم ختم نبوت،ملتان

۱۵ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ

عالم با عمل،استاذ الاساتذہ

حضرت مولانا نعیم الدین صاحب دامت برکاتہم العالیہ

خلیفہ ومجاز حضرت مولانا قاری شریف احمد رحمہ اللہ

اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ،کریم پارک

ومدیر صُفّہ ٹرسٹ،موہنی روڈ،لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اللہ تعالیٰ نے اِس دور میں اَکابر دیو بند رحمہم اللہ کو معرفتِ حق کا معیار بنایا ہے اور اُنہیں اُن تمام صفات سے متصف فرمایا ہے جو معرفتِ حق کا ذریعہ بنتی ہیں،یہی وجہ کہ دین وشریعت کی کوئی بھی لائن ہو الحمدللہ ہمارے اَکابر اُس لائن میں راہِ حق وصواب پر نظر آتے ہیں،اَب اَصاغر کا یہ حق بنتا ہے کہ وہ ہر معاملہ میں اپنے اَکابر پر اعتماد واعتبار کریں کہ اِسی میں اُن کی سلامتی اور اِسی میں اُن کی نجات ہے۔

آج کل حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کا معاملہ عجیب سی صورت اختیار کر گیا ہے،عوام تو عوام خواص بھی اِس نازک معاملہ میں اِفراط وتفریط کا شکار ہو رہے ہیں،ہمارے اَکابر نے ہمیں اس معاملہ میں صحیح راہ دِکھلائی ہے،ہمیں چاہیے کہ ہم اِدھر اُدھر دیکھنے کی بجائے اَکابر پر اعتماد کرتے ہوئے اَکابر کی متعین کردہ صحیح راہ کو اپنائیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا ڈاکٹر قاری ضیاء الحق صاحب مدظلہ العالی کو جزائے خیر مرحمت فرمائیں کہ اُنہوں نے اکابر کی تحریرات کو جمع کر کے رسالہ کی شکل میں شائع کیا جس سے اکابر دیوبند کا مسلک بھی سامنے آگیا اور اُن کا موقف سمجھنے میں بھی آسانی ہوگئی، آج کل یہ رسالہ نایاب تھا، جناب رضوان نفیس صاحب زید مجدہم کی خواہش ہوئی کہ اس رسالہ کو دوبارہ شائع کیا جائے تا کہ اِس سے اِستفادہ آسان ہو جائے، چنانچہ اُنہوں نے اِس کی نئی کمپوزنگ کروا کر اِن تحریرات کے ساتھ مزید کچھ اکابر علماء کی تحریرات بھی شامل کر دیں جس سے یہ رسالہ مفید سے مفید تر ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ سے دُعاء ہے کہ وہ موصوف کی اِس کاوِش کو قبول ومنظور فرما کر مزید کی توفیق عطا فرمائیں۔

نعیم الدین

۲۶/ذوالقعدہ ۱۴۳۲ھ

استاذ العلماء محبوب المشائخ والصلحاء
نبیرہ خیر الامت حضرت مولانا خیر محمد جالندھری صاحب قدس سرہ
حضرت مولانا قاری محمد حنیف صاحب جالندھری دامت برکاتہم العالیہ

مہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان، ناظمِ اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

خلیفہ ومجاز قطب الاقطاب حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ والصلاۃ والسلام

علیٰ نبی الانبیاء و علیٰ آلہ وصحبہ الاتقیاء

اما بعد!

اس دورِ پُر فتن میں مسلک اہلِ سنت یعنی مسلکِ اعتدال پر رہنا بہت مشکل ہے۔ بالخصوص اُن حضرات کے لیے جو فنِ مناظرہ میں کسی گروہ کی تردید کرتے ہیں اُن کا حد سے بڑھ جانا اکثر مشاہدہ میں آرہا ہے۔ حضرت مولانا منظور احمد نعمانی نور اللہ مرقدہٗ امامِ اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنویؒ کے ”غیر معمولی اعتدال“ کے عنوان کے تحت فرماتے ہیں: ”مناظرہ کے میدان میں رہنے کے بعد اعتدال پر قائم رہنا بڑی مشکل بات ہے، اللہ ہی اگر توفیق دے اور دستگیری فرمائے تو آدمی اعتدال پر قائم رہ سکتا ہے ورنہ اس میدان میں قدم رکھنے والے کا افراط یا تفریط میں مبتلا ہو جانا

ایک عام بات اور اکثری تجربہ ہے ناچیز نے اس پہلو سے حضرت مولانا عبدالشکورؒ کو بہت ہی باتوفیق پایا ہے۔صرف ایک مقولہ نقل کرتا ہوں جو مولانا سے میں نے خود اپنے کانوں سے سنا ہے ایک موقع پر حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت امیر معاویہ ؓ کے درجات کا فرق بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:''حضرت علی المرتضیٰ ؓ سابقین اوّلین کی پہلی صف کے بھی اکابر میں ہیں اور حضرت معاویہ ؓ اگرچہ صحابی ہونے کی حیثیت سے ہمارے سر کا تاج ہیں لیکن حضرت علی المرتضیٰ سے اُن کو کیا نسبت؟ اُن کی مجلس میں اگر صفِ نعال میں بھی حضرت معاویہ ؓ کو جگہ مل جائے تو اُن کے لیے سعادت اور باعثِ فخر ہے۔'' (تحدیث نعمت:ص ۳۴۶،۳۴۷) مقصد یہ ہے کہ روافض جس طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو حد سے بڑھا دیتے ہیں اسی طرح اُن کی تردید کرنے والے حضرت امیر معاویہ ؓ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے بڑھانے یا کم از کم حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے برابر قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں۔مگر مولانا لکھنویؒ باوجود روافض کی تردید کے اس افراط وتفریط سے بچتے تھے۔اسی افراط وتفریط کی ایک صورت یہ چل رہی ہے کہ بعض اعدائے صحابہ کرام ؓ حبِ حسین ؓ میں یزید کو بُرا کہتے ہیں،اور یزید کو برا کہتے کہتے حضرت معاویہ ؓ اور دوسرے صحابہ کرام ؓ جنھوں نے یزید کی ولی عہدی کا مشورہ دیا کو لعن طعن کرتے ہیں۔جبکہ اہلِ سنت کا اعتدال والا مسلک یہ ہے کہ یزید کی تردید کرتے ہیں اور حضرت امیر معاویہ ؓ کے صحابی ہونے کی بنا پر فرقِ مراتب کے ساتھ ساتھ صفائی دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔اسی طرح بعض حضرات نے یزید کو کافر قرار دیکر اس پر لعنتِ شخصی کو جائز قرار دیا اور بعض نے اس کے مقابلے میں اس کو امیر المؤمنین سیدنا خلیفہ راشد بنانے کی کوشش شروع کردی جبکہ اکابرین علمائے دیوبند کا اس بارہ میں مسلکِ اعتدال ہے کہ یزید حضرت حسین ؓ پر ظلم کیا،مدینہ پر چڑھائی کرائی اور کعبہ پر سنگ باری کرائی اس لیے یہ سنگین گناہ ہیں مگر کفر اور لعنت میں سکوت کو راجح قرار دیا۔

اس وقت ملک میں یہ افراط وتفریط والا سلسلہ عروج پر ہے اس لیے مسلکِ اعتدال کو عام کرنے کی ضرورت تھی۔حضرت مولانا قاری محمد ضیاء الحق صاحب مدظلہٗ نے اکابرین کے مشورہ سے اس ضرورت کو پورا کرتے ہوئے رسالہ ''یزید،اکابر علمائے اہل سنت دیوبند کی نظر میں'' شائع کیا۔اس پر مزید اضافہ کرکے حضرت اقدس سید نفیس الحسینی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے خادم خاص وخلیفہ مجاز میاں رضوان نفیس صاحب مدظلہٗ نے اس رسالہ کو دوبارہ شائع کیا ہے اور مزید حوالہ جات کا اضافہ بھی کیا ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کو مسلکِ حقہ پر قائم رہنے کا اور مخالفین کے شبہات کے ازالے کا ذریعہ بنائیں۔ آمین

حنیف جالندھری
۱۱ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ
۲۲رفروری ۲۰۱۳ء

استاذ العلماء والصلحا، نمونۂ اسلاف

حضرت مولانا مفتی شیر محمد صاحب علوی دامت برکاتہم العالیہ

رئیس دارالافتاء جمیلی لاہور: سابق مفتی جامعہ اشرفیہ، لاہور

خلیفہ ومجاز حضرت اقدس حافظ محمد طیب صاحب مدظلہم، دیوبند (خلیفہ ومجاز حضرت مدنیؒ)

وخلیفہ ومجاز قطب العصر حضرت مولانا سید محمد امین شاہ صاحب رحمہ اللہ

مبسملا ومحمد لا ومصليا ومسلما

اما بعد!

بندہ نے کتاب مستطاب ''یزید اکابر علماءِ اہلِ سنت دیوبند کی نظر میں'' مؤلفہ مولانا قاری ضیاء الحق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بغور ملاحظہ کی اللہ تعالیٰ موصوف کو بہت بہت جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے یزید کے بارہ میں علماء حق کا صحیح مسلک اور نقول صحیحہ یکجا کر کے اہل علم پر احسانِ عظیم فرمایا ہے۔ **فجزاہ اللہ احسن الجزاء**

اکابر علماء دیوبند **کثر اللہ سوادھم** نے ہمیشہ مسلک اعتدال کو اختیار فرمایا ہے یزید کے بارہ میں بھی ان اکابر کا مسلک ہی عین حق اور اعتدال ہے کہ نام لے کر تکفیر کرنا یا لعن کرنا تو مناسب نہیں سمجھتے البتہ فاسق سبھی کہتے ہیں جیسا کہ قطب الارشاد حضرت مولانا گنگوہی، حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی، شیخ الاسلام حضرت مولانا مدنی، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب **قدس اللہ اسرارھم** کی کتابوں میں اس کی صراحت ہے۔

گو بعض اکابر نے نام لے کر تکفیر اور لعنت بھی کی ہے جیسا کہ رئیس المفسرین علامہ آلوسی، بیہقی، حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی، علامہ ابن جوزی، امام المتکلمین علامہ تفتازانی **رحھم اللہ جمیعا** وغیرہم نے کی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں حق جل شانہ حق سمجھنے کی اور اس پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور اکابرین دیوبند کے ساتھ محشور فرمائے۔

نیز مؤلف سلمہٗ اور بالخصوص کتاب کے ناشر عزیز القدر میاں رضوان نفیس سلمہ اللہ خادم خاص مخدوم العلماء رئیس الخطاطین حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب قدس سرہٗ کی اس سعی وکوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرماتے ہوئے اُمت کو یزیدیت کے فتنہ سے محفوظ فرمائے۔

ایں دعا از من وجملہ جہاں آمین باد

لان هذا هو الحق والحق احق ان يتبع فما ذا بعد الحق الا الضلال والله الموفق وهو يهدى السبيل .

اور اس کتاب کو قبولیت عامہ وتامہ عطا فرمائے۔

آمين بجاه سيد المرسلين سيدنا ومولانا محمد ﷺ

فقط. کتبہ مفتی شیر محمد علوی

مدیر مدرسہ خدام اہل سنت تعلیم القرآن

کرم آباد وحدت روڈ، لاہور

۱۲؍ ربیع الاول ۱۴۳۵ھ یوم الثلثاء

فقیہ العصر، ترجمان اہل سنت

حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب اوکاڑوی دامت برکاتہم العالیہ

رئیس شعبہ الدعوۃ والارشاد، جامعہ خیر المدارس ملتان

امیر اتحاد اہل سنت والجماعت پاکستان

برادرِ خورد متکلم اسلام حضرت مولانا امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ

خلیفہ ومجاز قطب الاقطاب حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریفیں خالق کائنات کے لیے ہیں اور درودو سلام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے ہے جنہوں نے ہمیں وہ دین اسلام عنایت فرمایا جو اِفراط وتفریط سے خالی ہے اور اہل سنت والجماعت کے نسب سے وابستہ رہنے کا حکم دیا جو تمام مذاہب سے معتدل ہے، جس طرح حب صحابہ کرامؓ کو وہ جزوِ ایمان سمجھتے ہیں اسی طرح حب اہل بیتؓ کو بھی جزو ایمان سمجھتے ہیں، اہل تشیع کی تردید کرتے کرتے خارجیوں کی طرح حضرت علیؓ اور اہل بیتؓ کی توہین نہیں کرتے نہ خارجیوں کی تردید کرتے ہوئے وہ حضرت امیر معاویہؓ کی توہین کرتے ہیں اور نہ یزید کو حد سے بڑھاتے ہیں مگر پاکستان بننے کے بعد رافضیت کی تردید کے نام سے محمود احمد عباسی نے ایک ایسی تحریک چلائی کہ رافضیت کے ساتھ ساتھ اہل سنت کی بھی تردید ہو جائے، اہل سنت والجماعت

حضرت امیر معاویہؓ اور دوسرے صحابہ کرامؓ جن کا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے اختلاف ہوا حضرت علیؓ کو خلیفۂ راشد ہونے کی وجہ سے حق پر اور دوسرے صحابہ کرامؓ سے خطائے اجتہادی کے صدور کے قائل ہیں جس پر ایک اجر ملتا ہے مگر حضرت امیر معاویہؓ کی صفائی کے ساتھ یزید کی صفائی کے اہل سنت قائل نہیں ہیں مگر محمود عباسی اور اس کی پارٹی نے یزید کو امیر المومنین بلکہ خلیفۂ راشد بنانے کی کوششیں شروع کیں تو اہل سنت نے اس فتنہ کی سرکوبی کی لیے مختلف طریقوں سے کام شروع کیا، حضرت مولانا قاری ضیاء الحق صاحب زیدہ مجدہٗ نے ایک رسالہ ''یزید اکابر علماء اہل سنت دیوبند کی نظر میں'' تحریر فرمایا اور بتایا کہ اکابر اہل سنت ہمیشہ یزید کو فاسق کہتے رہے ہیں، حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمہ اللہ کے خادم خاص، خلیفہ ومجاز میاں رضوان نفیس صاحب نے اس پر مزید اضافہ کے ساتھ اس کو شائع کیا ہے اللہ تعالیٰ اس کو یزیدیت سے عوام کی حفاظت کا ذریعہ بنائیں۔ (آمین)

کتبہ: محمد انور اوکاڑوی غفرلہٗ

۵؍جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ

استاذ العلماء، شیخ الحدیث

فرزندِ ارجمند شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمد صاحب رحمہ اللہ

حضرت مولانا مفتی محمد زاہد صاحب دامت برکاتہم العالیہ

نائب رئیس جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرات اہل بیت رضی اللہ عنہم بالخصوص حضراتِ حسنین رضی اللہ عنہما اہل سنت والجماعت کے نزدیک اُمت کی انتہائی برگزیدہ شخصیات میں سے ہیں ان سے محبت ومودت ہمارے ایمان کا حصہ اور رسول اللہ ﷺ سے محبت کی نشانی ہے۔گذشتہ کچھ عرصہ سے علمائے دیوبند کی طرف منسوب بعض لوگوں کی طرف سے ایسے افراد کی بے جا وکالت سامنے آرہی ہے جو یا تو اس عظیم خانوادے کے لیے ایذاء کا باعث ہے جس سے تأثر پیدا ہونے کا خطرہ رہتا ہے کہ شاید علمائے اہل سنت والجماعت بالخصوص علمائے دیوبند کی سوچ کا رُخ بھی یہی ہے۔ اس غلط تأثر کے ازالے کے لیے حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمہ اللہ کے خادمِ خاص جناب رضوان نفیس صاحب نے قاری ڈاکٹر ضیاء الحق صاحب کی کتاب ''یزید اکابر دیوبند کی نظر میں'' اور ابن جوزیؒ کی ایک عربی کتاب کا ترجمہ اور اس طرح کی دیگر کتب شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے، جو کہ انتہائی مستحسن قدم ہے۔ان کتابوں کو عام کرنا امید ہے کہ فکری اعتدال کی ترویج کا ذریعہ بنے گا۔اللہ تعالیٰ ان کوششوں کو مزید نافعیت اور مقبولیت سے نوازیں۔آمین

محمد زاہد ۱۶ربیع الاول۱۴۳۴ھ

خادم طلبہ، جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد

پیر طریقت، رہبر شریعت

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب سومرو دامت برکاتہم العالیہ

خلیفۂ اجل قائدِ اہل سنت حضرت قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ

شیخ الحدیث جامعہ مدینۃ العلم، جنھان سومرو، حیدرآباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً، اما بعد!

مخدوم ومکرم قاری محمد ضیاء الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا رسالہ ''یزید اکابر علماء اہل سنت دیوبند کی نظر میں'' احقر کی نظر سے گذرا مسلکی کام پر قاری صاحب کی خدمات قابلِ تحسین اور ان کا جذبہ قابلِ دید ہے۔اکابر کی آرا کو اس طرح جمع کیا کہ کوئی گوشہ تشنہ نہیں، اکابر کے افکار کو جس نے بھی چھوڑا اس سے اس باب میں ادب کا دامن چھوٹ جاتا ہے جو حبط اعمال کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں عقائد و اعمال میں اپنے اکابر سے وابستہ رکھے، آمین

محترم برادرم میاں محمد رضوان نفیس صاحب حضرت سید نفیس شاہ صاحب رحمہ اللہ کے افکار کے امین ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جلیلہ کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

خادم اہل سنت حبیب الرحمٰن

وارد لاہور

۲۶ربیع الاول۱۴۳۴ھ

۸فروری۲۰۱۳ء

فقیہ جلیل، محدث نبیل

حضرت مولانا مفتی سید نجم الحسن صاحب امروہوی دامت برکاتہم العالیہ

مہتمم وشیخ الحدیث جامعہ دارالعلوم یاسین القرآن، کراچی

خلیفہ ومجاز محقق العصر حضرت مولانا عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ

نحمدہ ونصلیٔ علی رسولہ الکریم

ہمارے اکابر علماءِ دیوبند نوراللہ مرقدہم نے دین کے ہر شعبہ خصوصاً عقائد میں جس میانہ روی کو اختیار فرمایا ہے، اصاغر کی نجات وکامیابی بھی انہیں اکابر کی اتباع میں ہے۔ زیرنظر کتاب میں فاضل مصنف زیدمجدہٗ نے حجۃ الاسلام بانی دارالعلوم دیوبند حضرت قاسم نانوتوی نوراللہ مرقدہٗ سے لے کر حضرت اقدس مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم العالیہ تک تمام اکابر کی آراء کو دربارۂ یزید تفصیل وضاحت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ جس کے بعد اس مسئلہ میں کسی شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں راہِ اعتدال نصیب فرمائے اور تمام فتن سے محفوظ و مامون فرمائے۔ آمین

فقط

سید نجم الحسن امروہی عفی اللہ عنہ

خادم ـ جامعہ دارالعلوم یاسین القرآن کراچی

۱۱رمحرم الحرام ۱۴۳۵ھ

استاذ العلماء، ابنِ مفسر قرآن

حضرت مولانا محمد فیاض خان صاحب سواتی دامت برکاتہم العالیہ

مہتمم جامعہ نصرت العلوم گوجرانوالہ

خلیفہ ومجاز قطب الاقطاب حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

’’یزید اکابر علماءِ اہل سنت دیوبند کی نظر میں‘‘ بترتیب وحواشی حضرت مولانا ڈاکٹر قاری ضیاء الحق مد ظلہ العالی مع اضافات جدیدہ وبسعی واہتمام جناب برادرِ عزیز میاں رضوان نفیس حفظہ اللہ تعالیٰ کا مطالعہ نصیب ہوا اور اسے عین اکابر علماءِ اہل سنت دیوبند کے فکر کے مطابق پایا، اللہ تعالیٰ مرتب کو اور برادرم رضوان صاحب کو اس کارہائے مفیدہ پر اجر جزیل عنایت فرمائے۔

یزید صحابی رسول خلیفۃ المسلمین کاتب وحی حضرت امیر معاویہؓ کا فرزند تھا، اس لیے اس کے حامی فرقہ کے لوگ اسے محض اسی لیے بہرصورت اچھا کہنے اور لکھنے میں سرگرداں وکوشاں ہیں حالانکہ اسلام میں کسی بڑے آدمی کا فرزند ہونا اس کے اپنے اچھا ہونے کا معیار نہیں بلکہ یہ زمانہ جاہلیت کا معیار ہے، دوسری طرف یزید کے مخالفین اس کی بداعمالیوں، بدکرداریوں اور ظلم وجور کی بناء پر ان کے والد حضرت امیر معاویہؓ کی شانِ اقدس میں بھی گستاخیاں روا رکھتے ہیں حالانکہ اسلام میں محض کسی کا باپ ہونا اس کی برائی کا معیار نہیں بلکہ یہ بھی زمانہ جاہلیت کا معیار ہے، اللہ رب العزت نے قرآن

پاک میں بالکل واضح فرما دیا ہے :ان اکرمکم عنداللہ اتقکم اور لَاتَزِرُوَازِرَۃٌ وِزْرَ اُخْرٰی اور جناب مخبر صادق ﷺ نے تو اپنے خطبہ حجۃ الوداع میں اس نظریہ کی مکمل تردید فرمائی ہے فرمایا :الا لا یجنی جان الا علی نفسه ولا یجنی والد علی ولده ولا ولد علی والده: اسی لیے اکابر علماء دیوبند جو حقیقت میں اہل السنۃ والجماعت کے صحیح افکار کا تسلسل ہیں انہوں نے اس بابت افراط وتفریط سے ہٹ کر راہ اعتدال کو اختیار کیا ایک طرف حضرت امیر معاویہؓ کے مقام ومرتبہ کا مکمل لحاظ رکھتے ہوئے ان کی خدمات کا اعتراف کیا ہے تو دوسری طرف یزید کے فسق وفجور کا بھی برملا اظہار کیا ہے۔

زیرنظر کتاب میں اکابر علماء دیوبند کی تحریرات کے آئینہ میں یزید کی شخصیت کی شرعی حیثیت کو بڑے دلنشین، احسن اورشستہ انداز میں جمع کیا گیا ہے۔احقر اس کتاب کے مندرجات کی تائیدوتصویب کرتا ہے کیونکہ اس نظریہ کے اظہار میں میرے مرشد ومولیٰ حضرت سید نفیس الحسینی برد اللہ مضجعه نے اس آخری دور میں اپنی متعدد تحریرات اور منظوم کلام میں اہل حق کو راہ مستقیم دیکھاتے ہوئے تمام اہل اسلام کو اس پر کاربند رہنے کی تلقین فرمائی ہے اللہ رب العزت اس کتاب کو نافع بنائے اور جمیع امت کو اس سے استفادہ کی توفیق رحمت فرماتے ہوئے اکابر علماء دیوبند کے دامن سے وابستہ رکھے۔ آمین یارب العالمین۔

خاکپائے حضرت سید نفیس الحسینی رحمہ اللہ
احقر محمد فیاض خان سواتی
مہتمم جامعہ نصرت العلوم گوجرانوالہ
۲۰۱۳/۳/۱۷ء

رائے گرامی بر کتاب
”یزید اکابر علماءِ اہل سنت دیوبند کی نظر میں“
پیر طریقت رہبر شریعت
حضرت مولانا پیر محمد شاہ صاحب قریشی ہاشمی دامت برکاتہم العالیہ
سجادہ نشین خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ فضلیہ، مسکین پور شریف

نحمدهٗ ونصلی علی رسوله الکریم... امابعد!

امام عالی مقام حضرت امام حسینؓ اور ان کے جملہ رفقاء (علیہم الرضوان) کا یزید کے مظالم کے خلاف علم جہاد اُٹھانا ترین انصاف تھا اور تعلیمات محمدی کے عین مطابق تھا۔

ہمارے اسلاف نے ہمیشہ اپنے آپ کو نواسۂ رسول کے ساتھ نسبت جوڑے رکھنے کو سعادت دارین سمجھا اور کسی طرح بھی تحریر وتقریر کے ذریعہ یزید کو قابل تعریف نہ سمجھا۔

لہذا مجھے بھی حسینی ہونے پر فخر ہے،اور اسی کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتا ہوں۔

وماتوفیقی الا باللہ
العبد الفقیر محمد شاہ غفرلہٗ
خادم سلسلہ و خانقاہ نقشبندہ فضلیہ
مسکین پور شریف تحصیل جتوئی
ضلع مظفرگڑھ

شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمٰن صاحب درخواستی دامت برکاتہم العالیہ

مہتمم جامعہ عبداللہ بن مسعود، خان پور۔ امیر جمعیت علماءِ اسلام پنجاب

امیر مجلس علماءِ اہل السنّت والجماعت، پاکستان

خلیفہ ومجاز قطب الاقطاب حضرت اقدس سید نفیس الحسینی رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہمارے محترم محبوب العلماء والصلحاء حضرت میاں رضوان نفیس صاحب مدظلہٗ خلیفہ ومجاز حضرت اقدس سید نفیس الحسینی شاہ صاحب نوراللہ مرقدہٗ نے حضرت مولانا قاری ڈاکٹر ضیاء الحق صاحب مدظلہٗ کی قابلِ ستائش کاوش "یزید اکابر علماءِ اہلِ سنت دیوبند کی نظر میں" نامی کتاب کو اضافات مفیدہ کے ساتھ شائع کرکے اکابر علماءِ اہل السنّت والجماعت دیوبند کا نقطۂ نظر مسلمانانِ عالم کے سامنے پیش کرنے کی سعی جمیل فرمائی ہے اور فقیر کو بھی اس بارے میں اپنا نظریہ بیان کرنے حکم فرمایا ہے۔

حضرت امیر معاویہؓ نے جب یزید کو امارت کے لیے مقرر فرمایا تو اس میں جو نقائص تھے وہ مخفی تھے ظاہر نہ تھے اقتدار ملنے کے بعد اُس کے نقائص بالکل عیاں اور کھل کر سامنے آئے ذاتی وانفرادی بھی مزید پیدا ہوگئے تھے اور اجتماعی نظام حکومت کے

حوالے سے بھی بہت سی غلطیاں ہوئیں مثلاً خانوادۂ نبوت کا قتل عام اس کے دور حکومت میں ہونا، امر بالقتل یا اسباب قتل یعنی اہل بیت رسول اللہ ﷺ پر لشکر کشی، معتدل حاکم کو ہٹا کر سخت گیر حاکم کو مقرر کرنا اور لشکر اس کے حوالے کرنا جو اہل بیتؓ کا سخت مخالف تھا (جیسے آج کل اہل سنت مسلمانوں پر مظالم ڈھانے کے لیے شیعہ فوجی یا پولیس کو تعینات کیا جاتا ہے) یہ سب جو کچھ ہوا شرعاً، قانوناً، عرفاً یزید ہی اس کا ذمہ دار ہے اور یہ کام اکبر الکبائر میں سے ہے۔

پھر واقعہ حرہ وہ بھی یزید کا حکم، شامی فوجیوں کا لشکر مدینۃ الرسول پر چڑھانا، مسجد نبوی اور ریاض الجنۃ کی توہین، سو سے زیادہ اصحاب رسولؐ اور ان کی اولادوں کا ناحق قتل عام، اہلیان مدینۃ الرسول کی جان ومال اور عزتوں کو لوٹنا۔ مؤرخین نے اتنا تو لکھ دیا ہے شامی افواج کو تین دن رات کھلا چھوڑ دیا گیا اور بے دریغ مدینہ شریف کے باسیوں کی عزتوں کو تاراج کیا گیا اس کی تفصیل تحریر کرنے سے قلم ساتھ چھوڑ جاتا ہے، اگر یزید کی فوج اس کے کنٹرول سے نکل گئی تھی تو پھر یا تو اس فوج کو معزول کرتا یا خود مستعفی ہو جاتا خود بھی اقتدار پر براجمان رہا اور پیاری فوج بھی۔

پھر آخری عمر میں مکۃ المکرّمہ والوں پر چڑھائی، کعبۃ اللہ پر منجنیق نصب کرنا جس سے کعبۃ اللہ کو آگ لگ گئی۔ حضرت ابن زبیرؓ کا محاصرہ ہوا، حرم بیت اللہ کا تقدس پامال ہوا اس کے علاوہ بھی بہت سے نقائص ہوئے جس کے پیش نظر علماءِ امت نے یزید کے فاسق وفاجر ہونے پر اتفاق کیا ہے۔ سب نے یہ نقائص ظاہر ہونے کے بعد یزید کو فاسق کہا ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ نے تو یزید پر کفر کا فتویٰ دیا ہے اور اس پر لعنت کو جائز کہا ہے۔ امام مالکؒ و امام شافعیؒ نے بھی اس کو فاسق کہا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ نے اس کے کفر اور اس پر لعنت کرنے میں توقف کا احتیاطی پہلو اپنایا ہے کہ اس کے خاتمہ کا یقینی علم نہیں ہے اور یہ ضابطہ بھی فاسق کے لیے ہے۔

کسی صحابی یا کسی تابعی نے یزید کو ان واقعات کے بعد عادل یا رجل صالح نہیں کہا۔ ہم بھی وہی کہتے ہیں جو امیر شریعت سید عطا اللہ شاہ بخاریؒ نے اپنی ایک نظم میں فرمایا:

ہر کہ بد گفت خواجۂ ما را   هست او بے گمان یزید پلید

اس نے قتل مسلم، قتل صحابہ واہل بیتؓ کو جائز سمجھ کر یہ سب کچھ کیا تھا یا گناہ سمجھ کر یا حرام سمجھ کر، اس کا خاتمہ کیسا ہوا، کس طرح ہوا یہ معاملہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے ساتھ خاص ہے۔ واللہ اعلم بالصواب، البتہ یزید کے فاسق وفاجر ہونے میں کوئی شک نہیں ہے اور نہ ہی اس کو حضرت حسینؓ سے شرف وعظمت میں کوئی نسبت ہے۔

بہر حال حضرت حسین رضی اللہ عنہ نفوس قدسیہ کے سرخیل، جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں اور یزید فاسق و فاجر مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، حرمین شریفین میں فساد پھیلانے اور اہل بیت رسولؐ اور صحابہؓ کے قتل عام کا سبب، ظاہر ہے اُن کی شان اپنی اور اِس کا کردار اپنا، دونوں کو ایک ترازو میں رکھنا ایک نظر سے دیکھنا بہت بڑا ظلم ہے حضرت حسین کو رضی اللہ عنہ کہنا ضروری ہے اور یزید کے کفر اور اس پر لعنت کرنے میں بحث ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں افراط وتفریط سے محفوظ فرمائے اور جمہور اہل السنّت والجماعت کے مسلک پر قائم رکھے۔ آمین ثم آمین

حبیب الرحمان

۱۹/اپریل ۲۰۱۳ء

پیر طریقت رہبر شریعت

حضرت مولانا مفتی محمود الحسن شاہ صاحب مسعودی دامت برکاتہم العالیہ

خلیفہ ومجاز حضرت مولانا غلام رسول رحمہ اللہ

(خلیفہ ومجاز امام التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ)

جامعہ سیدنا ابوھریرہؓ، مظفر آباد، آزاد کشمیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ

اللّٰھم صلِ علیٰ محمد و آلہٖ بقد ر حسنہٖ و کمالہٖ.

اما بعد!

اس سفر ملتان و لاہور میں عزیزم مفتی رضا علی جعفری صاحب سلمہٗ ومکرمی ومخدومی جناب میاں رضوان نفیس صاحب زید مجدہم سے ملاقات پر حضرت مولانا ڈاکٹر قاری محمد ضیاء الحق صاحب مدظلہٗ کی کتاب ''یزید اکابر علماء اہل سنت دیوبند کی نظر میں'' کا تذکرہ ہوا جسے رضوان نفیس صاحب اب موجودہ اکابر کی مبارک آراء کے ساتھ شائع کررہے ہیں ہے۔ بلاشبہ یہ وقت کی اہم ضرورت ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ناصبی اور یزیدی حضرات کے پھیلائے ہوئے مسموم شبہات کا تریاق ثابت ہوگی۔ دو(۲) رکعت نماز ادا کرکے دعا بھی کی ہے حضرت حق جل شانہٗ حضرت مرتب مدظلہٗ وحضرت ساعی زید مجدہٗ کو اجر جزیل عطا فرمائے اس پرفتن دور میں مسلک اہل السنّت والجماعت پر

قائم رہنا دشوار معلوم ہوتا ہے اس کی ایک بڑی وجہ خود رائی کا مرض پیدا ہونا اور اکابر پر اعتماد کا نہ ہونا ہے۔ ایک مجلس میں دوران گفتگو جب یہ بات کہی گئی کہ اب بڑے نہیں رہے تو بندۂ عاجز نے عرض کیا کہ اللہ جل جلالہٗ کے فضل وکرم سے بڑے اب بھی موجود ہیں اور رہیں گے لیکن مسئلہ پریشانی کا یہ ہے کہ اب چھوٹے نہیں رہے بلکہ ہر ایک بڑا بن گیا ہے۔

اس رسالہ نافعہ مفیدہ میں اکابر کثر اللہ سوادہم کی آراء مبارکہ کو اس انداز سے ترتیب دیا گیا ہے کہ تشنگی باقی نہ رہی ہے اللہ جل جلالہٗ اپنے بڑوں کے ساتھ جڑ کر عقائد واعمال میں ان کے ساتھ وابستگی نصیب فرماویں اور اس سعی مبارک کو نہایت مقبول ونافع بناویں۔ یہ چند سطور اپنی نجات کی امید پر تحریر کیں ہیں۔

بندہ محمود الحسن مسعودی عفی عنہ

۱۷ر جمادی الثانیہ ۱۴۳۴ھ

ولی ابن ولی، شیخ الحدیث

حضرت مفتی سید عبدالقدوس صاحب ترمذی دامت برکاتہم العالیہ

فرزند دلبند و جانشین فقیہ العصر حضرت مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ

مہتمم جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

خلیفہ ومجاز

حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

بانی ومہتمم جامعہ فاروقیہ کراچی، صدر وفاق المدارس العربیہ

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

بعد الحمد والصلوٰۃ: رسالہ ''یزید اکابر علماء اہل سنت دیوبند کی نظر میں'' مرتبہ جناب قاری محمد ضیاء الحق صاحب مع ضمیمہ از جناب محترم میاں رضوان نفیس صاحب زید مجدہم دیکھا اس بات سے خوشی ہوئی کہ اصلی رسالہ اور ضمیمہ میں فسق یزید کے مسئلہ پر حضرات اکابر علماء دیوبند کثر اللّٰہ فینا امثالھم کے ارشادات عالیہ اور عبارات کو باحوالہ جمع کر دیا گیا ہے، جس سے واضح ہے کہ یزید کے فسق پر اکابر واصاغر میں اتفاق ہے۔ اہل السنۃ والجماعۃ علماء دیوبند کا حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی اور قطب الارشاد ابوحنیفہ وقت حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہم اللہ تعالیٰ سے لے کر موجودہ اکابر واصاغر تک سب ہی امام عالی مقام سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو حق پر مانتے ہیں اور یزید کے فاسق ہونے میں

ان کے ہاں کوئی کلام نہیں، اختلاف اگر ہے تو وہ لعنت میں ہے، بعض حضرات کے نزدیک اس پر لعنت کرنا بھی جائز ہے جبکہ محققین اس کے حق میں نہیں، اسلم واحوط مسلک اس بارہ میں سکوت کا ہے لیکن لعنت میں سکوت سے یہ لازم نہیں آتا کہ اسے فاسق بھی نہ کہا جائے۔

دور حاضر میں جہاں اور بہت سے فتنے ہیں ایک فتنہ سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دفاع کی آڑ میں یزید کی بے جا حمایت کا فتنہ بھی تیزی سے پھیل رہا ہے، جو سراسر اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کی مخالفت اور مسلک اہل سنت سے بغاوت ہے اس لیے اس فتنہ کی سرکوبی بھی انتہائی ضروری ہے۔

حق تعالیٰ ہمارے مخدوم ومکرم جناب میاں رضوان نفیس صاحب زید مجدہم کو بہت بہت جزائے خیر عطا فرمائیں کہ وہ اپنے شیخ مکرم حضرت سید نفیس الحسینی رحمہ اللہ کے طرز پر اہل سنت والجماعۃ کے مسلک ''محبت اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم'' کے فروغ اور فتنہ خارجیت کی سرکوبی میں خوب سرگرم ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول اور امت کے لیے نافع فرمائیں، آمین۔

خارجیت اور یزید کی حمایت کے فتنہ کی ہمہ گیری اور خفیہ اثر انگیزی کا اندازہ اس واقعہ سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ احقر کے والد گرامی حضرت اقدس مفتی عبدالشکور ترمذی صاحب قدس سرہ کا رسالہ ''فسق یزید اور اکابر علماء امت'' شاہ نفیس اکیڈمی کا جب پہلا ایڈیشن شائع ہوا، اس کے بعد احقر ناکارہ کو حرمین شریفین حاضری کی سعادت حاصل ہوئی اس رسالہ کے کچھ نسخے ہمراہ تھے، مدینہ منورہ میں ایک دعوت کے موقع پر سہارنپور کے ایک عالم فاضل بلکہ مفتی صاحب کو ایک نسخہ اس رسالہ کا پیش کیا گیا تو وہ اسے دیکھتے ہی فرمانے لگے کہ یزید کے فسق کا مؤقف غلط ہے اور پھر انہوں نے یزید کی بے جا حمایت کی اور اپنے اس غلط مؤقف پر وہ آخر تک قائم رہے، ہمارے کہنے سننے کے بعد وہ

بمشکل اس بات پر آمادہ ہوئے کہ وہ اس مسئلہ پر دوبارہ مطالعہ کریں گے اور اپنے مؤقف پر نظر ثانی بھی، احقر کو ان کے مؤقف سے سخت افسوس ہوا، شاید کسی نے ایسے ہی موقع کے لیے کہا ہے

ع چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

اس لیے احقر ضروری سمجھتا ہے کہ اس مسئلہ پر بھی اہل علم واہل حق کو اپنے اکابر کے مسلک کے مطابق جہاں خود مضبوطی سے قائم رہنے کی ضرورت ہے وہیں اس کی بھی ضرورت ہے کہ وہ اس حق مسلک کو اپنے طلبہ اور متعلقین واحباب میں بھی پہنچائیں تاکہ ہمارے دینی مدارس کے طلبا وعلما اس فتنہ سے محفوظ رہیں، وفقنا اللہ تعالیٰ لما یحب ویرضیٰ، آمین.

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

احقر عبدالقدوس ترمذی غفرلہ
جامعہ حقانیہ ساہی وال سرگودھا
۵ رمحرم الحرام ۱۴۳۵ھ

پیرطریقت، رہبرشریعت، ولی ابن ولی

حضرت مولانا مفتی سعید حسن صاحب دہلوی دامت برکاتہم العالیہ

فرزندار جمند وجانشین شیخ المشائخ حضرت مولانا جمیل احمد دہلوی رحمہ اللہ

خانقاہ جمیلیہ رائے ونڈ

وخلیفہ ومجاز قطب الاقطاب حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد!

شیخ المشائخ حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ کے خلیفہ ومجاز عزیزم رضوان نفیس سلمہٗ نے محترم قاری ضیاء الحق صاحب زیدمجدہ کے رسالہ ''یزید اکابر علماء اہل سنت دیو بند کی نظر میں'' کومفید اضافات کر کے کتابی شکل میں تبدیل کیا ہے اور افادہ عام کے لیے شائع کر کے ایک قابل تحسین کاوش فرمائی ہے جسے اللہ پاک اپنی بارگاہ میں مقبول فرمائے۔

حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ جو بانی دارالعلوم دیوبند قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے پوتے ہونے کے شرف سے مشرف ہیں اور چالیس سال دارالعلوم دیو بند کے مہتمم رہے اور اکابر کے مزاج شناس اور اُن کے مسلک کے ترجمان ہیں آپ یزید کے بارہ میں اکابرواسلاف کا نظریہ بہت واضح

طور پر تحریر فرماتے ہیں:

''بہر حال یزید کے فسق و فجور پر جب کہ صحابہ کرامؓ سب کے سب ہی متفق ہیں خواہ مانعین ہوں یا مخالفین، پھر ائمہ مجتہدین بھی متفق ہیں اور ان کے بعد علمائے راسخین، محدثین، فقہاء مثل علامہ قسطلانی، علامہ بدر الدین عینی، علامہ ہیثمی، علامہ ابن جوزی، علامہ سعد الدین تفتازانی، محقق ابن ہمام، حافظ ابن کثیر، علامہ الکیا الہراسی جیسے محققین یزید کے فسق پر علماءِ سلف کا اتفاق نقل کر رہے ہیں اور خود بھی اسی کے قائل ہیں پھر بعض ان میں سے اس فسق کے قدر مشترک کو متواتر المعنیٰ بھی کہہ رہے ہیں جس سے اس کا قطعی ہونا بھی واضح ہے۔ پھر اوپر سے ائمہ اجتہاد میں سے امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ کا یہی مسلک الکیا الہراسی نقل کر رہے ہیں اور وہ خود شافعی ہیں اور فتویٰ دے رہے ہیں تو انکی نقل ہی سے یہ مسلک امام شافعیؒ اور فقہ شافعی کا بھی ثابت ہوتا ہے تو اس سے زیادہ یزید کے فسق کے متفق علیہ ہونے کی شہادت اور کیا ہوسکتی ہے؟ اس سے یہ بھی واضح رہے کہ یہ تاریخی نظریہ نہیں جسے مؤرخین نے بطور تاریخی ریسرچ کے پیش کردیا ہو، بلکہ ایک فقہی اور کلامی مسئلہ ہے جو عقیدہ اور مسئلہ کی لائن سے ان اَربابِ حدیث وفقہ نے اپنی کتب عقائد و مسائل میں اس کا ذکر کیا ہے الخ''

(شہید کربلا اور یزید: ص ۱۵۲)

اللہ پاک ہم سب کو ہمارے اَکابر کے نقش قدم چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سعید حسن

۸ر جمادی الثانیہ ۱۴۳۵ھ

محقق العصر، صاحب تصانیف کثیرہ

حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب حقانی دامت برکاتہم العالیہ

بانی ومہتمم جامعہ ابو ہریرہؓ، خالق آباد، نوشہرہ

خلیفہ ومجاز حضرت مولانا قمر الزمان الہٰ آبادی، دہلی

وصوفی محمد مالک صاحب دامت برکاتہم مدینہ منورہ

الحمد لحضرة الجلالة والصلوٰة والسلام علیٰ خاتم الرسالة

تاریخ اسلام میں واقعہ کربلا ایک اصولِ حیات ایک زاویہ فکر اور پیغام حرم کا نام ہے۔حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اسلام کے سیاسی نظام میں یزید کی حکومت سے جو رخنہ پڑ گیا تھا اُسے بند کرنے کوشش کی تھی انہوں نے جبر وظلم کی آندھی میں ایک چراغ روشن کیا تھا یہ چراغ جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے لہو کا تیل فراہم کر کے روشن کیا انشاء اللہ صبح ابد تک روشن رہے گا ہمارے اکابر حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور اہل بیت سے محبت کو محبت رسول کا لازم سمجھتے ہیں یہی سلف صالحین کا مسلک بھی ہے اور مشرب بھی۔

رب ذوالجلال نے یہ عظیم سعادت قاری محمد ضیاء الحق اور میاں رضوان نفیس کے لیے مقدر فرمائی جو ہمارے علم کی حد تک محبت اہل بیت کی صفت سے متصف ہیں اور یہی صفت پیش نظر کتاب کی تالیف وترتیب کی بنیادی شرط اور باعث بھی بنی ہے۔

کتاب میں فکر سلیم کی روشنی بھی ہے اور علم وتحقیق کی سنجیدگی بھی، جب قلم ہوش مند کے

ساتھ فکر ارجمند کی آمیزش ہو جاتی ہے تو ایسی علمی تحقیقی کتاب منصۂ شہود پر آجاتی ہے اور جب اس میں مرتبین کتاب (قاری ضیاء الحق صاحب اور میاں رضوان نفیس صاحب) کا دل درد مند بھی شامل ہو جائے تو تحریر کی تاثیر میں شتابہ لگ جاتا ہے یقین نہ آئے تو کتاب کے ورق اُلٹیے مطالعہ کیجیے آپ کو میرے مؤقف سے اتفاق کرنا پڑے گا۔

کتاب میں اضافات کا کام شیخ المشائخ حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ کے خلیفہ ومجاز میاں رضوان نفیس صاحب نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے کیا ہے جس سے کتاب کی علمی وقعت میں اضافہ ہوگیا ہے، ان حضرات نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کے حوالے سے جمہور اکابر دیوبند کی سنت کے مطابق پورے اعتدال، حزم واحتیاط کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔ جس سے قلب کو اطمینان نصیب ہوتا ہے اس پر ہم ان حضرات کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔

عبدالقیوم حقانی

۱۸ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ

۱۹ فروری ۲۰۱۴ء

ولی کامل، نمونۂ اسلاف

حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب دامت برکاتہم العالیہ

اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ جدید، امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، لاہور

خلیفہ ومجاز قطب الاقطاب حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمہ اللہ

وخلیفہ ومجاز شیخ المشائخ حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم العالیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یزید کے بارے میں اعتدال والاعقیدہ یہ ہے کہ یزید فاسق و فاجر تھا کیونکہ واقعہ کربلا، واقعہ حرّہ، مدینہ منورہ و مسجدِ نبویؐ اور خانہ کعبہ کی بے حرمتی جیسے دلخراش واقعات اس کے دورِ حکومت میں پیش آئے اور اسی طرح جو لوگ حضرت امام حسینؓ اور اہل بیتؓ کے شہید کرنے میں شریک ہوئے ان سے کوئی انتقام بھی نہیں لیا تو معلوم ہوا کہ جو کچھ ہوا اس کے اشارے پر ہوا، اور یہ فاسق فاجر والاعقیدہ یہ بھی یزید کے بارے میں اعتدال والاعقیدہ ہے ورنہ بعض اکابرِ اُمت تو اُس کے کفر کے قائل اور اس پر لعنت کو جائز سمجھتے ہیں۔

لہٰذا جب یزید فاسق فاجر تھا تو حضرت امام حسینؓ کا اس کے خلاف خروج برحق تھا، باقی یزید کے فسق و فجور کی وجہ سے حضرت امیر معاویہؓ کی شان میں ایک ذرے کا فرق لازم نہیں آتا وہ صحابی رسول ﷺ ہیں، کاتب وحی ہیں، ہدایت کے آسمان پر چمکتے ہوئے ستارے ہیں اور یزید تو تابعی بھی نہیں کیونکہ تابعی کی تعریف یہ ہے کہ

''من تبعھم باحسان'' جو اخلاص کے ساتھ صحابہؓ کی پیروی کرے'' اور حضرت امیر معاویہؓ نے جب اس کو خلیفہ مقرر کیا تھا اس وقت ان کے سامنے یزید کے فسق وفجور کے وہ حالات نہیں تھے جو بعد میں ظاہر ہوئے اور عالم الغیب اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

الغرض ہم حسینی ہیں یزیدی نہیں ہیں۔ حضرت امام حسینؓ شیعوں کے نہیں وہ سنیوں کے امام ہیں کیونکہ حسینی وہ ہے جو حضرت امام حسینؓ کی راہ پر چلے اور ان کی راہ پر چلنے والے سُنّی ہیں نہ کہ کوئی اور حضرت امام حسینؓ نواسہ رسول ﷺ ہیں اللہ پاک کے پیارے حبیب ﷺ کو حضرات حسنین کریمینؓ اپنے پیارے نواسوں سے بڑی محبت تھی، تمام صحابہ کرامؓ اور اہل بیت عظامؓ کی محبت ہمارے ایمان کا مرکز ہے اور اس نیک محبت کا حُسنِ خاتمہ میں بہت دخل ہے۔

زیر نظر کتاب ''یزید اکابر علماءِ اہل سنت دیوبند کی نظر میں'' جس کو حضرت ڈاکٹر قاری ضیاء الحق صاحب مدظلہٗ نے ترتیب دیا ہے اور ہمارے مخدوم ومکرم قطب الاقطاب حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب قدس سرہٗ کے خادم خاص، خلیفہ ومجاز محترم بھائی رضوان نفیس صاحب سلمہٗ نے اس میں اضافات کر کے اس کو مزید پر اثر بنایا اور شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ بندہ اس کتاب میں مندرج موقف سے متفق ہے اور اس کی پوری طرح تائید وحمایت کرتا ہے۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ اس کتاب کو لوگوں کے لیے عقائد کی درستگی اور اصلاح کا ذریعہ بنائے۔ آمین

محتاج دعا

محمد حسن عفی عنہ

۸؍رجب المرجب ۱۴۳۴ھ

حسنِ ترتیب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولانا محمد عابد، ناظم صُفّہ ٹرسٹ لاہور

اَکابر علماءِ دیو بند کثر اللہ سواد ہم کا مسلک کوئی نیا مسلک نہیں ہے اور ''دار العلوم دیو بند'' کی تحریک کوئی نئی تحریک نہیں ہے بلکہ یہ تحریک ''قرونِ ثلٰثہ مَشْھُوْدٌ لَھَا بِالْخَیْر'' کی مقدس وراثت کی امین ہے اور ''مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ'' کی کامل اتباع اور اسی عقیدہ و نظریہ کی تعلیم واشاعت اکابر دیو بند کا مابہ الامتیاز فخر ہے۔

یہ تمام حضرات عقائد میں اہل سنت والجماعت اور فروعات میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کے مسلک پر مضبوطی سے عامل ہیں اور اسی کو ذریعہ نجات سمجھتے ہیں اسی کے ساتھ ساتھ ہر ہر مسئلہ میں اعتدال اور میانہ روی کی ایسی راہ اختیار کرتے ہیں جو غلو وانتہا پسندی سے ہٹ کر ہے۔

ڈیڑھ صدی پہلے کے حالات پر نظر ڈالیں تو یہ بات واضح ہو گی کہ اَکابر علماءِ دیو بند نے عوام و خواص کے عقائد و اَعمال بچانے کے لیے جو خدمات انجام دیں اُن کی بدولت آج حضور خاتم النبیین ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نام لیوا حضرات اِفراط و تفریط کی راہ سے بچ کر صحیح اور صاف ستھرے عقائد و اعمال اپنائے ہوئے ہیں۔

افسوس صد افسوس! اُن چند اَفراد پر جو اِنہی اَصحابِ رسول اور اَکابر علماء سے محبت کا دم بھرتے ہیں لیکن خود ساختہ نظریات کی آڑ میں زیغ و ضلال کے جال میں خود بھی پھنس چکے ہیں اور سادہ لوح عوام کو بھی پھنسا رہے ہیں حیرت تو یہ ہے کہ بہت سے اَئمہ و خطباء بھی اِن اَفراد کے نظریات کو اپنانے لگے ہیں چنانچہ آج کل ضرورت اس کی متقاضی ہے کہ اَکابر علماءِ دیو بند کے عقائد و نظریات کو صاف اور کھل کر بیان کیا جائے تا کہ عوام و خواص اور علماء و خطباء ہر ایک راہِ حق اور مسلکِ اعتدال کو اپنا کر نورِ ایمان بچالیں کیونکہ اگر یہ نور باقی رہا تو کل قیامت کے دن ''نُوْرُھُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ'' کا مصداق ہو گا ورنہ ناکامی و خسران ہو گا۔

اِن عقائد و نظریات میں سے ایک عقیدہ ''یزید'' کے بارہ میں ہے۔ یزید کی شخصیت کے بارہ میں ہمارے اَکابر علماء ہمیشہ سے ہی مسلکِ اعتدال پر ہیں، قاری ضیاء الحق صاحب مد ظلہم نے آج سے بائیس برس قبل ایک رسالہ ترتیب دیا تھا جس میں اَکابر علماءِ دیو بند کی تحریرات سے اُن کا مسلک دربارۂ یزید واضح کیا تھا۔ عرصہ ہوا یہ رسالہ حضرت مولانا محمد عبد الرشید نعمانی رحمہ اللہ کے برادرِ خورد مظفر لطیف صاحب مرحوم نے چھپوایا تھا۔ جس کا حصول اب مشکل ہو چکا ہے۔

حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ (م:۱۴۲۹ھ) کے خادم خاص و معتمد اور خلیفہ و مجاز محترم میاں رضوان نفیس صاحب مد ظلہم کو اللہ تعالیٰ اپنے شایانِ شان جزا عطا فرمائے کہ آپ نے اِس کی جدید اشاعت کا ارادہ فرمایا اور ساتھ ہی یہ خواہش بھی ظاہر فرمائی کہ اگر مزید چند اَکابر کی تحریرات جمع کر دی جائیں تو حامیانِ یزید کے لیے حجت بن سکیں گی۔ چنانچہ مندرجہ ذیل اکیاون علماءِ کرام و مشائخ عظام کی تحریرات کو آپ نے نہایت جانفشانی اور محنت سے جمع کیا جو قاری

ضیاء الحق صاحب مدظلہم کے مضمون کے بعد مستقلاً اس ترتیب سے درج کی گئی ہیں:

۱۔ حضرت مولانا علامہ عبدالحی لکھنویؒ (م:۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء)

۲۔ حضرت مولانا عبدالحقؒ (م:۱۳۳۶ھ/۱۹۱۸ء)

۳۔ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ (م:۱۳۴۶ھ/۱۹۲۷ء)

۴۔ حضرت مولانا علامہ سید سلیمان ندویؒ (م:۱۳۷۳ھ/۱۹۵۳ء)

۵۔ حضرت مولانا محمد عبدالشکور لکھنویؒ (م:۱۳۸۱ھ/۱۹۶۲ء)

۶۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ (م:۱۳۸۱ھ/۱۹۶۲ء)

۷۔ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ (م:۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء)

۸۔ حضرت مولانا سید احمد شاہ بخاری چوکیرویؒ (م:۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء)

۹۔ حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ (م:۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء)

۱۰۔ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ (م:۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء)

۱۱۔ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ (م:۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء)

۱۲۔ حضرت مولانا مفتی بشیر احمد پسروریؒ (م:۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء)

۱۳۔ حضرت مولانا مفتی سید محمد مہدی حسنؒ (م:۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء)

۱۴۔ حضرت مولانا محمد احمد تھانویؒ (م:۱۳۹۷ھ/۱۹۷۶ء)

۱۵۔ حضرت مولانا مفتی محمودؒ (م:۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء)

۱۶۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ (م:۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء)

۱۷۔ حضرت مولانا سید شمس الحق افغانیؒ (م:۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء)

۱۸۔ حضرت مولانا عبدالعزیزؒ (م:۱۴۰۵ھ/۱۹۸۴ء)

۱۹۔ حضرت مولانا محمد عبداللہؒ (م:۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء)

۲۰۔ حضرت مولانا فاضل حبیب اللہ رشیدیؒ (م:۱۴۰۶ھ/۱۹۸۵ء)

۲۱۔ حضرت مولانا سید حامد میاںؒ (م:۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء)

۲۲۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، ٹوبہ ٹیک سنگھ (۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء)

۲۳۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق حقانیؒ (م:۱۴۰۹ھ/۱۹۸۸ء)

۲۴۔ حضرت مولانا محمد مالک کاندھلویؒ (م:۱۴۰۹ھ/۱۹۸۸ء)

۲۵۔ مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ (م:۱۴۰۹ھ/۱۹۸۹ء)

۲۶۔ حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانویؒ (م:۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء)

۲۷۔ حضرت مولانا قاضی اطہر مبارکپوریؒ (م:۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء)

۲۸۔ حضرت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہیؒ (م:۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء)

۲۹۔ حضرت مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ (ش:۱۴۱۷ھ/۱۹۹۷ء)

۳۰۔ حضرت مولانا عبداللطیف جہلمیؒ (م:۱۴۱۸ھ/۱۹۹۸ء)

۳۱۔ حضرت مولانا محمد عبدالرشید نعمانیؒ (م:۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء)

۳۲۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ (م:۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء)

۳۳۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ (ش:۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء)

۳۴۔ حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ (م:۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء)

۳۵۔ حضرت مولانا ضیاء القاسمیؒ (م:۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء)

۳۶۔ حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذیؒ (م:۱۴۲۱ھ/۲۰۰۱ء)

۳۷۔ حضرت مولانا مجاہد الاسلام قاسمیؒ (م:۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء)

۳۸۔ حضرت مولانا محمد اجمل خانؒ (م:۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء)

۳۹۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ (م:۱۴۲۴ھ/۲۰۰۴ء)

۴۰۔ حضرت مولانا سید محمد امین شاہؒ (م:۱۴۲۸ھ/۲۰۰۷ء)

۴۱۔ حضرت سید نفیس الحسینی شاہؒ (م:۱۴۲۹ھ/۲۰۰۸ء)

۴۲۔ حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ (م:۱۴۲۹ھ/۲۰۰۸ء)

۴۳۔ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ (م:۱۴۳۰ھ/۲۰۰۹ء)

۴۴۔ حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ (ش:۱۴۳۰/۲۰۰۹ء)

۴۵۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ (م:۱۴۳۱ھ/۲۰۱۰ء)

۴۶۔ حضرت مفتی محمد فریدؒ(م:۱۴۳۲ھ/۲۰۱۱ء)

۴۷۔ حضرت مولانا محمد حنیف صاحبؒ(م:۱۴۳۳ھ/۲۰۱۲ء)

۴۸۔ حضرت علامہ عبد الستار تونسویؒ(م:۱۴۳۴ھ/۲۰۱۲ء)

۴۹۔ حضرت مولانا عبد المجید لدھیانوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

۵۰۔ حضرت مولانا محمد نافع صاحب دامت برکاتہم العالیہ

۵۱۔ حضرت مولانا مفتی محمد تقی صاحب عثمانی دامت برکاتہم العالیہ

اِن اکیاون علماءِ کرام اور مشائخ عظام کی تحریرات کو سنینِ وفات کی ترتیب پر رکھا گیا ہے جس سے یہ بات سامنے آئے گی کہ یہ علماء اپنے اَکابر و اَسلاف کی لڑی میں مسلسل جڑے ہوئے ہیں۔

بانی دار العلوم حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے لے کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے موجودہ مرکزی امیر حضرت مولانا عبد المجید صاحب لدھیانوی دامت برکاتہم تک کے تمام اَکابر علماء کی روشن تحریرات سے واضح ہو گا کہ ان تشریحات کے مقابلہ میں یزید کے بارہ میں ایک بدعی عقیدہ کی حیثیت تارِ عنکبوت سے زیادہ نہیں ہے۔

جو حضرات موجودہ زمانہ میں تردیدِ رفض کی راہ میں یزیدیت کے کانٹوں میں اُلجھ کر بوئے حسینی سے دور ہو رہے ہیں اُن کے لیے یہ روشن تحریرات گلدستۂ ایمان ثابت ہوں گی۔

اللہ پاک ہم سب کو حفظ ایمان کی دولت سے نوازیں اور دنیا و آخرت میں اَکابر علماءِ دیوبند کے دامن سے وابستہ رکھ کر حضور خاتم النبیین ﷺ کے جھنڈے تلے جمع فرمائیں۔ آمین بحرمۃ خاتم النبیین ﷺ

محمد عابد ۱۶/۱۰/۱۴۳۲ھ

اسلامی تاریخ پر شب خون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ڈاکٹر محسن عثمانی ندوی صاحب کی چشم کشا تحریر جس کا اُسلوب بہت ہی سادہ، عمدہ اور دلنشیں ہے۔اس سے ایک اقتباس پیشِ قارئین ہے۔

یزید بن معاویہ ایسا باطل نہ تھا جس کے خلاف مقاومت ضروری تھی یہ سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش جو پاکستان میں محمود عباسی صاحب کی کتاب سے شروع ہوئی تھی، اب ہندوستان میں ایک مخصوص حلقے میں کی جارہی ہے۔چنانچہ لکھنؤ سے ایک کتاب شائع ہوئی ہے،جس میں حضرت امام حسین ؓ کے اقدام کو غلط ثابت کیا گیا ہے اور یزید کی طرف سے بیانِ صفائی دینے کی کوشش کی گئی ہے۔یہ ایک خطرناک اقدام ہے کیونکہ اگر اس کو صحیح تسلیم کرلیا جائے تو رسول اللہ ﷺ سے ہمارا تعلق اور محبت کا رشتہ یقینی طور پر کمزور ہوتا ہے۔مزید برآں فاسق اور برسر باطل اقتدار کے خلاف مزاحمت اور مقاومت کی تمام کوششوں پر اس کا اثر پڑتا ہے۔کیونکہ صدر اوّل میں حضرت امام حسین ؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ کی کوششیں بعد کی صدیوں کے لیے نمونہ اور معیار کا کام کرتی رہی ہیں اور آئندہ بھی کام کرتی رہیں گی۔

واقعۂ کربلا کی اہمیت کو کم کرنے اور اس کی واقعی اہمیت کو گھٹا کر دکھانے اور یزید کے کردار کو بلند و بالا ثابت کرنے کا واضح مطلب یہ ہے کہ نعوذ باللہ رسولِ اکرم ﷺ نے اپنے اَفرادِ خاندان کی کامیاب تربیت نہیں کی ورنہ وہ اپنے ذاتی اقتدار کے

حریص بن کر اقتدارِ وقت سے ٹکرانے کی کوشش نہ کرتے پیغمبرِ برحق جن کو اللہ نے مامور فرمایا تھا کہ بنی نوعِ انسان کے لیے ہدایت کا سامان بہم پہنچائیں اور دعوت کا سلسلہ خود اپنے قریب کے اعزاء و اقرباء سے شروع کریں۔"وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ"(اور ڈرائیے اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو) انھوں نے خود اپنے گھرانے کو فراموش کردیا۔اور ان کی دعوت اور ان کی تربیت کا اور رات دن کی صحبت کا ان کے گھر والوں پر کوئی اثر نہ پڑا اور وہ سب حبِ جاہ کا شکار ہوگئے۔

ایک سچے اور اچھے مسلمان خاندان کی یہ خصوصیت ہر جگہ دیکھی جاسکتی ہے کہ اس کے تمام افراد عقیدہ و عمل کے لحاظ سے ایک رنگ میں رنگے ہوئے ہوتے ہیں۔آدمی جس ماحول میں آنکھیں کھولتا ہے اور جو باتیں بچپن میں اس کے کانوں میں پڑتی ہیں جو نمونے اپنے خاندان میں دیکھتا ہے اُسی کی مطابق وہ قدرتی طور پر ڈھل جاتا ہے۔عصبیت میں بھی اور محبت میں بھی اس کے دل و دماغ پر اسی نمونے کی چھاپ ہوتی ہے۔بہت ہی شاذ و نادر لاکھوں کروڑوں میں دو چار ایسے ہوتے ہیں جو اس اصول سے مستثنیٰ ہوں۔حضور اکرم ﷺ کو جو تعلق اپنے نواسوں یعنی حضرات حسنین ؓ سے تھا اور جس طرح کی شفقت کے واقعات صحیح احادیث میں موجود ہیں اور حضرات حسنین ؓ کے والدین حضرت فاطمۃ الزہراؓ اور سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ سے آنحضرت ﷺ کو جو گہرا تعلق تھا اس کے مطابق اور قرین عقل و قیاس اور موافق کتب تاریخ و احادیث و رجال یہ بات ہوگی کہ اہلِ بیت لوگوں کے لیے ایک نمونہ اور چراغ راہ کی حیثیت رکھتے ہوں۔اب ان احادیث کا انکار جن سے ان اہلِ بیت سے آپ کی گہری محبت کا اظہار ہوتا ہو درحقیقت نادانی اور صحاح و سنن کے تمام مجموعہ کو مشکوک اور ناقابل اعتبار ٹھہرانا ہے۔ان عظیم حضرات کے مقابلے میں ایک ایسے شخص کو میدان میں لانا اور اسے ہیرو بنانا جس کے سیاہ کارناموں پر اُمت کے تمام اَکابر متفق ہوں بڑی جسارت کی بات ہے۔

یزید کی کردار سازی اور اسے حاکمِ برحق قرار دینا درحقیقت ملتِ اسلامیہ کے دلوں سے اسلام کی اور اہلِ بیت کی محبت و عظمت کو نکالنے کی کوشش کرنا ہے۔ یہ کون نہیں جانتا کہ یزید کی ولی عہدی کے وقت سے اسلام کی تاریخ میں غیر شرعی موروثی نظام حکومت کا سلسلہ شروع ہوا اور اتنا دراز ہوا کہ ترکی کی خلافت کے خاتمہ کے وقت ہی وہ ختم ہوسکا۔ یہ کون نہیں جانتا کہ واقعہ حرہ میں مدینہ میں اَنصار و مہاجرین پر جو قیامت ٹوٹی اس کا ذمہ دار بھی یزید تھا۔ جس نے تین روز تک شام کے لشکریوں کو یہ آزادی دے دی کہ جس کو چاہیں قتل کریں اور جس گھر کو چاہیں لوٹ لیں اور جس کی ناموس و عزت چاہیں تاراج کریں۔ کون نہیں جانتا کہ یزید ہی کے حکم سے مسجدِ نبوی کی حرمت پامال کی گئی۔ وہ بقعہَ پاک جہاں جبرائیل امین اُترتے تھے اور جس کے ایک حصے کو جنت کی کیاریاں یعنی ”ریاض الجنتہ“ کہا گیا ہے وہاں گھوڑے باندھے گئے۔ اب جو شخص بھی ان اعمال سے راضی ہو، اس کی تاویل کرے اور ان اعمال کا ذمہ دار یزید کا وکیل بن کر کھڑا ہو، اس کے دل میں آنحضرت ﷺ اور آپ کے اہل بیت کی کیا عزت و وقعت باقی رہ سکتی ہے۔

جو لوگ یزید کے اعمال کی تاویل کرتے ہیں اور اس کی طرف سے دفاع کرتے ہیں اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ ان صحابہ کرام کے قتل سے بھی راضی ہیں جو کعبۃ اللہ میں پناہ لیے ہوئے تھے اور یزید کی حکومت کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں اور مدینہ منورہ میں پیدا ہونے والے پہلے صحابی ہیں اور جن کو سب سے پہلی غذا رسول اللہ ﷺ کے اپنے دستِ مبارک سے ملی۔ حضور ﷺ نے اپنے دندانِ مبارک سے کھجور چبا کر ان کے منہ میں رکھا تھا گویا اس عالمِ وجود میں آنے کے بعد حضور ﷺ کا لعابِ دہن تھا جو آپ کی غذا بنا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بعد وہ یزید کی مخالفت میں صف آراء ہوئے اب کوئی شخص ان کے عمل کو غلط کہے اور ان کو غلط کار ثابت کرنے کی کوشش کرے اور جابر حکومت کے فوجیوں کو برسرِ حق سمجھے اور یزید کی کردار سازی کرے تو یہ

تاریخ اسلام پر شب خون مارنا ہے۔ کوئلہ کو کافور اور کافور کو کوئلہ ثابت کرنے کی کوشش مسلمانوں کے شجرۂ نسب و محبت کو رسول اللہ ﷺ سے کاٹ دے گی اور اس سے یہ بات ثابت ہوگی کہ حضور ﷺ کی نہ تو نگاہ میں کوئی تاثیر تھی نہ آپ ﷺ کے اُسوہ میں نہ عمل میں نہ تربیت میں۔ وہ اپنے افرادِ خاندان اور قریب ترین صحابہ کی تربیت نہ کر سکے۔

مدینے کے لوگ جو یزید کی مخالفت پر کمر بستہ ہوئے تھے یہ وہ انصار مدینہ تھے جنھوں نے بدر کے موقع پر کہا تھا ہم آپ ﷺ کے دائیں سے لڑیں گے اور آپ ﷺ کے بائیں سے لڑیں گے آپ کے لیے سمندر میں کود جائیں گے۔ کیا وہ اس لائق تھے کہ ان کے گھروں میں گھس کر ان کو قتل کر دیا جائے کیا اس واقعہ کے بعد بھی یزید کی کردار سازی کی کوئی گنجائش باقی رہ سکتی ہے۔

مقدّمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحمدُ للّٰہ الذی لآ الٰہ ھو رب العرش رب العالمین والصلوٰۃ
والسلام علٰی سید الانبیاء والمرسلین محمدٍ والہٖ وصَحبہٖ
وعلٰی عبادِاللّٰہ المصطفین الصالحین اجمعین اِلٰی یوم الدین.

امابعدُ! اس دور میں جس طرح رِفض کا فتنہ چل رہا ہے اسی طرح اس کے بالمقابل ناصبیت بھی فروغ پا رہی ہے اور افسوس یہ ہے کہ رفض کے مقابلہ میں بجائے اس کے کہ اُن اُصولی مباحث میں گفتگو کی جاتی کہ جن میں اہل سنت اور شیعوں کا بنیادی اختلاف ہے، جیسے ایمان بالقرآن کا مسئلہ، عصمتِ ائمہ کی بحث، اثباتِ تقدیر اور رؤیتِ باری کے مسائل اور حضرات خلفاء ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر مطاعن کے رد کے بجائے اب جب سے محمود احمد عباسی کی کتاب ''خلافتِ معاویہ ویزید'' چھپ کر آئی ہے، بحث اس پر ہوتی ہے کہ یزید جنتی تھا یا نہیں؟ مروان صحابی تھا یا نہیں؟ حضرت معاویہؓ، حضرت علیؓ کے مقابلہ میں حق پر تھے یا نہیں؟ حالانکہ یہ مسائل اہل سنّت اور شیعوں کے درمیان اہم نزاعی مسائل ہیں۔

اہل سنت یزید کو کبھی اچھا نہیں کہتے، علماء حق کی تصریح کے مطابق وہ فاسق تھا، اس کی حیثیت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ علمائے اسلام میں اس کے بارہ میں یہ اختلاف ہے کہ آیا یزید اپنے برے کرتوتوں کی وجہ سے اسلام پر مرا یا کفر پر؟ اور اس پر لعنت کرنا روا ہے یا نہیں؟

اکابر علمائے دیو بند کا جو معتدل اور محتاط فیصلہ یزید کے بارہ میں ہے، ہم ناظرین کی معلومات کے لیے اس کو منظر عام پر لانا مناسب خیال کرتے ہیں تاکہ لوگ اس کے بارہ میں افراط اور تفریط سے بچیں اور ان نواصب پر اتمام حجت ہو جائے جو حضرت اکابر علماءِ دیو بند کا نام لے کر نہ صرف یزید کی براءت کا اظہار کرتے ہیں بلکہ اس کے خود ساختہ فضائل اور مناقب پر بھی اپنا زورِ قلم خرچ کرتے ہیں۔ اس رسالہ میں ہم نے ایسے تمام نام نہاد معتقدین اکابر علماءِ دیو بند کی تلبیس کا پردہ چاک کیا ہے جو اپنی عقیدت کا اظہار کر کے اَکابر واَسلاف پر کھلم کھلا الزام تراشیاں کر رہے ہیں۔

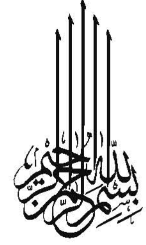
معزز ناظرین کو اس رسالہ کے مطالعہ سے بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ اکابر دیو بند کے فتاوٰی اور اُن کی تحریریں کس حد تک یزید کے ساتھ ہیں۔

و اللّٰہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

محمد ضیاء الحق

۲۵ر رجب المرجب ۱۴۰۹ھ

۳ر مارچ ۱۹۸۹ء یوم الجمعہ



حجۃ الاسلام، قاسم العلوم والخیرات

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ کی تصریحات

اقتباسات از مکتوبات قاسمی رحمۃ اللہ علیہ

(۱) پس ممکن که امیر معاویه رضی الله عنه یزید رالائق خلافت خود،چنانکه مذکور خواهد شد،دیدندو برخبث افعال اومطلع نشده باشندو دیگران اور اقابلِ خلافت ندیدند یادید ند وباز حال اومتبّدل شد۔ازین وجه ازبیعتش انکار کردند ۔ (ص:۳۵و۳۶)

پس ممکن ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یزید کو اپنی جگہ خلافت کے لائق دیکھا جیسا کہ ذکر آئے گا اور یزید کے برے افعال کی انہیں کچھ خبر نہ ہو، اور دوسروں نے اس کو خلافت کے قابل نہ پایا اور بعد ازاں اس کی حالت بدل گئی ہو اس وجہ سے انہوں نے اس کی بیعت سے انکار کر دیا ہو۔

(۲) غایتِ مافی الباب بسبب خرابیهائی پنهانی که داشت همچو منافقان که دربیعت الرضوان شریك بودند وبوجه نفاق رضوان الله نصیب اوشان نشد یزید هم از فضائل این بشارت محروم شد۔(ص:۳۸)

زیادہ سے زیادہ اس کے بارے میں ہے کہ ان پوشیدہ خرابیوں کے

باعث کہ یزید رکھتا تھا۔منافقوں کی طرح جو بیعت رضوان میں شریک تھے اور نفاق کی وجہ سے ان کو اللہ کی رضا نصیب نہ ہوئی اسی طرح یزید بھی اس بشارت کی فضیلتوں سے محروم رہا۔

(۳) هاں پس ازانتقال اوشان یزید پای خود ازشکم بر آوردودل بکام ودست بجام سپرد اعلان فسق نمودو ترك صلوة داد بحکم بعض مقدمات سابقه قابل عزل گردید واین قسم تحول احوال گفته آمده ام که ممکن است محال نیست۔ (ص:۳۹و۴۰)

ہاں ان کے انتقال کے بعد یزید نے پر پرزے نکالنے شروع کیے اور دل کو خواہش نفس اور ہاتھ کو جام شراب پر لے گیا کھلم کھلا فسق کرنے لگا اور نماز چھوڑ دی بعض سابقہ تمہیدوں کی بنا پر معزول کرنے کے لائق ہو گیا اور یزید کے اس قسم کے حالات کی تبدیلی بیان کرتا آیا ہوں کیونکہ ممکن ہے محال نہیں۔

(۴) تاهم هیچ صعوبتی براصول اهل سنت نیست۔چه یزیداندرین صورت یافاسق معلن بود،تارك صلوة وغیره یامبتدع بودچه ازرؤسای نواصب است باین همه عموم خلا فتش غیر مسلم۔ (ص:۵۲)

تاہم اہل سنت کے اصول پر کوئی دشواری باقی نہیں رہی ہے کیونکہ یزید اس صورت میں یا کھلم کھلا فاسق تھا، نماز کا ترک کرنے والا وغیرہ یا بدعت کا مرتکب تھا کیونکہ وہ نواصب کے سرداروں میں سے تھا، ان سب پہلوؤں کے پیش نظر اس کی عام خلافت کا منعقد ہونا مسلم نہیں۔

"ہدیۃ الشیعہ" سے اقتباسات

چنانچہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سید الشہداء کی جان نازنین پر جو کچھ گذرا وہ سب جانتے ہیں، باعث اس کا فقط حق گوئی تھا ورنہ یزید کا کلمہ کہہ دیتے تو جان کی جان بچتی اور الٹی مال و دولت اور اعزاز واکرام ہوتا۔ (ص:۱۷۳)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ یزید پلید سے خلافتِ مغصوبہ کے طالب ہوئے یہاں تک کہ نوبت شہادت کو پہنچی۔ (ص:۲۸۱)

"اَجوبہ اَربعین" سے اقتباس

اوروں کی بیعت سے یزید کی بیعت ان کے ذمہ لازم نہ ہوئی تھی جو کوئی عقل کا پورا جس کو دھتورے کے پینے کی حاجت نہیں بوجہ بیعت اہل شام جو یزید پلید کے ہاتھ پر کر چکے تھے، حضرت امام ہمام پر اعتراض کرے، یا مذہب اہل سنت پر آوازہ پھینکے۔

(ج:۱،ص:۳۷)

یزید کے بارہ میں استاذ الاساتذہ، منبع العلوم والحکم حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ کی ان تصریحات سے مندرجہ ذیل امور مستفاد ہوئے۔

۱۔ یزید فاسقِ معلن یعنی کھلا فاسق تھا اور مبتدع۔

۲۔ اس لیے اس کی خلافت ناقابلِ تسلیم تھی، اور اس کو معزول ہو جانا چاہئے تھا۔

۳۔ یزید کو پلید کہنے میں کوئی قباحت نہیں۔

۴۔ وہ مے نوش بھی تھا اور تارک صلوٰۃ بھی۔

۵۔ یزید کے برے کرتوتوں کی اس کے والد کو اطلاع نہ ہوسکی۔

Ö Ö Ö

قطب العالم، فقیہ النفس

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ کی تصریحات

فتاوٰی رشیدیہ سے اقتباسات

یزید کو کافر کہنا :

سوال : یزید کہ جس نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا ہے وہ یزید آپ کی رائے شریف میں کافر ہے یا فاسق؟

جواب : کسی مسلمان کو کافر کہنا مناسب نہیں، یزید مؤمن تھا بسبب قتل کے فاسق ہوا کفر کا حال دریافت نہیں کافر کہنا جائز نہیں کہ وہ عقیدۂ قلب پر موقوف ہے۔

(کتاب ایمان اور کفر کے مسائل، ص:۳۲۲)

یزید پر لعنت کرنا :

سوال : یزید کہ جس نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرایا وہ قابلِ لعن ہے یا نہیں گو کہ لعن کرنے میں احتیاط کرے، بہت سے اکابر دین در باب لعن یزید تحریر فرما چکے ہیں چنانچہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ شب شہادت کو میں نے ایک آواز غیب سے سنی کہ کوئی کہتا تھا۔ شعر

ایھا القاتلون جھلا حسینا

بشرو ابالعذاب والتذلیل

قد لعنتم علی لسان ابن داؤد

و موسیٰ و حامل الانجیل

(کذا فی تحریر الشہادتین وصواعق محرقہ)

(ترجمہ: اے وہ لوگوں جنہوں نے حسین کو جہالت سے قتل کیا، عذاب اور ذلت کی خوشخبری حاصل کرو، تم ابن داؤد کی زبان پر لعنت کیے گئے ہو اور موسیٰ اور صاحب انجیل کی زبان پر۔ (تحریر الشہادتین میں اسی طرح لکھا ہے)

اور امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تاریخ الخلفاء میں تحریر فرماتے ہیں:

قال صلی اللہ علیہ وسلم من اخاف اہل المدینۃ اخافہ اللہ وعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین (رواہ مسلم) وکان سبب خلع اہل المدینۃ ان یزید اسرف فی المعاصی.

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: ''جس نے اہل مدینہ کو ڈرایا اللہ تعالی اس کو ڈرائے گا اور اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی (اس کو مسلم نے روایت کیا ہے) اور اہل مدینہ نے بیعت کو اس لیے توڑ دیا کہ یزید نے گناہوں میں بے حد زیادتی کر دی تھی۔

اور دوسری جگہ فرماتے ہیں:

وقتل وجیء براسہ فی طست حتی وضع بین یدی ابن زیاد لعن اللہ قاتلہ وابن زیاد معہ ویزید ایضا .

پس حسین قتل کیے گئے اور ان کا سر طشت میں لایا گیا حتی کہ ابن زیاد کے سامنے رکھا گیا اللہ تعالی اس پر اور قاتل حسینؓ اور اس کے ساتھ یزید پر لعنت کرے۔

اور بعض محققین مثل امام جوزی اور ملا سعد الدین تفتازانی وغیرہ بھی لعن کے قائل

ہیں چنانچہ مولانا قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمہ اللہ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں:

وجہ قول جواز لعن آنست کہ ابن جوزی روایت کردہ کہ قاضی ابویعلی درکتاب خود "معتمد الاصول" بسند خود از صالح بن احمد بن حنبل روایت کردہ کہ گفتم پدر خود را کہ اے پدر مردم گمان می برند کہ ما مردم یزید را دوست می داریم احمد گفت کہ اے پسر کسے کہ ایمان بخدا و رسول داشتہ باشد او را دوستی یزید چگونہ روا باشد و چرا لعنت نہ کردہ شود برکسیکہ خدا بروے درکتاب خود لعنت کردہ، گفتم درقرآن کجا بریزید لعنت کردہ است، احمد گفت فہل عسیتم ان تولیتم الخ (سورہ: محمد پارہ:۲۶)

''لعنت کے جواز کا قول اس بنا پر ہے کہ ابن جوزی نے روایت کی ہے کہ قاضی ابویعلی اپنی کتاب ''معتمد الاصول'' میں اپنی سند کے ساتھ صالح بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے کہا کہ اے ابا جان لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم یزید کے لوگوں کو دوست رکھتے ہیں۔ امام احمد نے فرمایا کہ اے بیٹے جو شخص کہ خدا اور سول پر ایمان رکھتا ہو اس کی دوستی یزید کے ساتھ کس طرح جائز ہو سکتی ہے۔ اور کیوں نہ لعنت کی جائے اس شخص پر جس پر اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں لعنت فرمائی ہو، میں نے کہا قرآن میں یزید پر لعنت کہاں ہے تو امام احمدؒ نے فرمایا فہل عسیتم ان تولیتم الخ میں (ترجمہ) سو اگر تم کنارہ کش ہو تو آیا تم کو یہ احتمال بھی ہے کہ تم دنیا میں فساد مچا دو اور آپس میں قطع قرابت کر دو۔''

اور نیز مکتوبات ۲۰۳ میں ہے:

غرضیکہ کفر بریزیداز روایت معتبر ہ ثابت می شود پس اومستحق لعن است اگرچہ درلعن گفتن فائدہ نیست لیکن الحب فی اللہ والبغض فی اللہ مقتضی آنست۔ واللہ اعلم

"غرضکہ یزید پر کفر معتبر روایات سے ثابت ہوتا ہے پس وہ مستحق لعنت ہے اگرچہ لعنت کرنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے لیکن اللہ کے لیے محبت اور اللہ کے لیے دشمنی کا مقتضی یہی ہے، واللہ اعلم

ان عبارات مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض حضرات کفر کے بھی قائل تھے اور بعض حضرات اکابردین لعن کو جائز نہیں فرماتے ہیں۔ اس واسطے کہ یزید کے کفر کا حال متحقق نہیں پس وہ قابل لعن نہیں لہذا یزید کو کافر کہنا اور لعن کرنا جائز ہے یانہیں مدلل ارقام فرمائیں۔

جواب: حدیث صحیح ہے کہ جب کوئی شخص کسی پر لعنت کرتا ہے، اگر وہ شخص قابل لعن کا ہے تو لعن اس پر پڑتی ہے ورنہ لعنت کرنے والے پر رجوع کرتی ہے پس جب تک کسی کا کفر پر مرنا محقق نہ ہوجائے اس پر لعنت کرنا نہیں چاہئے کہ اپنے اوپر عود لعنت کا اندیشہ ہے لہذا یزید کے وہ افعال ناشائستہ ہرچند موجب لعن کے ہیں مگر جس کو محقق اخبار اور قرائن سے معلوم ہوگیا کہ وہ ان مفاسد سے راضی وخوش تھا اور ان کو مستحسن اور جائز جانتا تھا اور بدون توبہ کے مرگیا تو وہ لعن کے جواز کے قائل ہیں اور مسئلہ یوں ہی ہے اور جو علماء اس میں تردد رکھتے ہیں کہ اول میں وہ مؤمن تھا اس کے بعد ان افعال کا وہ مستحق تھا یانہ تھا اور ثابت ہوا یانہ ہوا تحقیق نہیں ہوا، پس بدون تحقیق اس امر کے لعن جائز نہیں، لہذا وہ فریق علماء کا بوجہ حدیث منع لعن مسلم کے لعن سے منع کرتے ہیں اور یہ مسئلہ بھی حق ہے پس جواز

لعن اور عدم جواز کا مدار تاریخ پر ہے اور ہم مقلدین کو احتیاط سکوت میں ہے کیونکہ اگر لعن جائز ہے تو لعن نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں لعن نہ فرض ہے نہ واجب نہ سنت نہ مستحب محض مباح ہے اور جو وہ محل نہیں تو خود مبتلا ہونا معصیت کا اچھا نہیں فقط، واللہ تعالی اعلم۔

(فتاویٰ رشیدیہ کتاب ایمان اور کفر کے مسائل، ص: ۳۴۸ تا ۳۵۰)

حضرت معاویہؓ کا یزید کو خلیفہ بنانا:

سوال: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے روبرو یزید پلید کو ولی عہد کیا ہے یانہیں؟

جواب: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو خلیفہ کیا تھا اس وقت یزید اچھی صلاحیت میں تھا۔ فقط واللہ اعلم

حضرت معاویہؓ کا وعدہ حضرت حسینؓ سے:

سوال: جبکہ حضرت معاویہؓ نے حضرت امام حسینؓ سے اقرار نامہ لکھا تھا کہ تازندگی یزید پلید کو ولی عہد نہ کروں گا پھر حضرت معاویہؓ اپنے قول سے کیوں پھر گئے اور یزید پلید کو کیوں ولی عہد کیا صحابی سے اقرار توڑنا بعید معلوم ہوتا ہے۔ قمار باز اور شراب خور یزید پہلے ہی سے تھا یا ولی عہدی کے وقت نہ تھا مفصل صحیح کس طور پر ہے؟

جواب: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کوئی وعدہ عہد یزید کے خلیفہ کرنے کا نہیں کیا یہ واہیات وقائع ہیں۔ فقط یزید اول صالح تھا بعد خلافت کے خراب ہوا تھا۔

کیا شمر حافظ قرآن تھا؟:

سوال: وعظ میں سنا ہے کہ شمر قاتل امام حسین علیہ السلام بڑا حافظ قرآن تھا بروقت قتل کرنے امام ہمام کے نوسیپارہ ذرا دیر میں پڑھ لیے تھے یہ سچ ہے یا غلط؟

جواب: یہ قصہ ڈھکوسلا جہال واعظین کا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ مسائل منثورہ ص: ۵۵۲)

ہدایۃ الشیعہ سے اقتباس

یزید کی امامت اجماعی نہ تھی، خواص نے رد کیا عوام کا اعتبار نہیں۔

مگر جیسا اجماع پانچ پہلوں (یعنی حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان حضرت علی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہم) پر ہوا تھا یزید پر کون سا اجماع اہل حق ہوا تھا وہ تو متغلب بزور ہو گیا تھا، اور اجماع عوام کچھ معتبر نہیں، اس کو اس پر قیاس کرنا کمال بلادت ہے۔ اس اجماع (اہل حق) کو حضرت امیر ؓ (امیر المومنین حضرت علی ؓ) نے جائز رکھا اس کو حضرت حسین ؓ اور عبداللہ بن زبیر ؓ نے رد کیا" کجا زمین کجا آسمان "ہوش درکار ہے۔ (ہدایۃ الشیعہ، ص:۹۵)

اب حقیقت خلفاء خمسہ (حضرات ابوبکر و عمر و عثمان و علی و حسن رضی اللہ عنہم) کی اور تغلب یزید پلید مثل آفتاب روشن ہو گیا اگر کور باطن نہ سمجھے تو کسی کا کیا قصور؟

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمہ آفتاب راچہ گناہ

(ہدایۃ الشیعہ، ص:۹۵)

یزید کو کافر کہنے میں احتیاط ہے:

السلام علیکم۔ آپ کا یہ پرچہ آیا بعض ائمہ نے جو یزید کی نسبت کفر سے کفِ لسان کیا ہے وہ احتیاط ہے کیونکہ قتل حسین ؓ کو حلال جاننا کفر ہے، مگر یہ امر کہ یزید قتل کو حلال جانتا تھا محقق نہیں ہے لہذا کافر کہنے سے احتیاط رکھے مگر فاسق بے شک تھا علیٰ ہذا دیگر قتلہ حسین ؓ کا حال ہے۔

اور جس شخص کو تحقیق ہو گیا ہے کہ اس نے اس فعل کو برا جان کر کیا اور توبہ نہیں کی وہ کافر نہیں کہتے احتیاطاً مگر فاسق پر لعن کرنے کو جائز کہتے ہیں سو یہ مسئلہ تاریخ دانی سے تعلق

رکھتا ہے مسئلہ میں سب کو اتفاق ہے فقط والسلام رشید احمد عفی عنہ

(۲۲ محرم بروز جمعہ بنام رفیع اللہ صاحب شاہجہانپوری (فتاویٰ رشیدیہ ص:۴۹)

حضرت گنگوہی ؒ کی تصریحات سے حسب ذیل امور واضح ہوئے:

(۱) یزید فاسق تھا۔

(۲) اس کے افعال موجب لعن تھے۔

(۳) تغلب یزید پلید مثل آفتاب روشن ہے۔

(۴) یزید پہلے مؤمن تھا بسبب قتل حسین ؓ کے فاسق ہوا کفر کا حال دریافت نہیں۔

(۵) اس پر جواز لعن کی معقول وجہ ہو سکتی ہے مگر ہم مقلدین کو احتیاط سکوت میں ہے کیونکہ لعن نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ اعلم

ö ö ö

یزید کی فوج کے کمانڈر انچیف کا اظہارِ فسق یزید

یزید کے خاص الخاص شریک کار اس کے برادر عم (بشرطیکہ استلحاق زیاد بن ابیہ صحیح ہو) عبیداللہ بن زیاد جو معرکہ کربلا میں یزیدی فوج کا کمانڈر انچیف تھا اُس کے الفاظ ملاحظہ ہوں جن کو امام اہل السنہ امام ابن جریر طبریؒ اور حافظ ابن کثیر محدثؒ نے نقل فرمایا ہے:

یزید نے ابن مرجانہ (عبیداللہ بن زیاد) کو لکھا کہ جا کر حضرت ابن زبیر ؓ سے جنگ کرو تو ابن زیاد نے کہا کہ میں اس فاسق (یزید) کی خاطر دونوں برائیاں اپنے نامہ اعمال میں کبھی جمع نہیں کر سکتا کہ رسول اللہ ﷺ کے نواسے کو قتل کر چکا اب خانہ کعبہ پر بھی چڑھائی کر دوں؟

[البدایہ والنہایہ: ج۸، ص:۲۱۹۔ تاریخ طبری: ج۵، ص:۴۸۳-۴۸۴]

حکیم الامت مجدد الملت

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ

کی تصریحات

رفع شبہ در شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ :

امداد الفتاویٰ سے اقتباسات :

سوال : امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت محض تقلیداً للشیعہ حضرات اہل سنت والجماعت مانتے ہیں یا اس پر کوئی دلیل شرعی بھی ہے، میرے خیال ناقص میں تو اس پر کوئی دلیل شرعی نہیں اور محض شیعوں کی تقلید سے یہ بات مانی جاتی ہے کیونکہ صرف جان دینا شہادت نہیں بلکہ جان دینا واسطے اعلاءِ کلمتہ اللہ کے شہادت ہے کما قال علیہ الصلوۃ والسلام من قاتل فی سبیل اللّٰہ لتکون کلمتہ اللّٰہ ھی العلیٰ ۔اور کربلا کے معرکے میں یہ بات کہاں پائی جاتی ہے وہاں تو صرف یہ بات تھی کہ یزید کے لشکر نے بحکم یزید یہ چاہا کہ آپ یزید کی سلطنت میں داخل ہو جائیں اور یزید کو بادشاہ وقت تسلیم کرلیں مگر امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کو بادشاہ وقتی تسلیم نہیں کیا اور صاف انکار کرکے یہ فرمایا کہ "ماعندی لھذا جواب" پس ایسی صورت میں یزید کے لشکر اگر سیاست سے کام نہیں لیتے تو کیا کرتے کیونکہ اسلام میں بھی تو سیاسی احکام موجود ہیں اور سیاست کا اقتضاء تو یہی ہے کہ جو کوئی بادشاہ وقتی کی سلطنت سے انکار کرے اور بادشاہ کا مدمقابل بننا چاہے

تو اس کو مارڈالو چنانچہ صحاح ستہ میں تقریباً انہی الفاظ کی حدیث موجود ہے یعنی جبکہ امر سلطنت کسی ایک پر مجتمع ہو اور سلطنت کی باگ ڈور کسی ایک کے قبضہ میں آوے اور اس کے بعد کوئی دوسرا شخص مدمقابل بننا چاہے تو اس کی گردن ماردو اور اس میں شک نہیں کہ احکام شریعت عام ہیں اہل بیت وغیرہ سب اس میں یکساں شامل ہیں پس اگر یزید کے لشکر نے اس حدیث پر عمل کیا اور امام حسین رضی اللہ عنہ جو ان کے مدمقابل بننا چاہتے تھے تو انہوں نے جو کیا بے جا کیا؟ کیونکہ امام حسین رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ سے اسی خیال پر گئے تھے کہ تخت نصیب ہوگا، باوجودیکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ تجربہ کار اصحاب ان کو منع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ آپ اہل کوفہ وغیرہ کے خطوط پر اعتماد نہ کیجیے مگر امام حسین رضی اللہ عنہ نے نہیں مانا اور اہل کوفہ نے جو متعدد خطوط انہیں لکھے تھے کہ آپ آئیے جب آپ تشریف لائیں گے تو ہم سب تمہارے ساتھ ہو جائیں گے اور یزیدیوں کو نکال کر آپ کو تخت سلطنت پر بٹھائیں گے۔ چنانچہ آپ نے ان کے خطوط پر بھروسہ کیا اور گئے، مگر اہل کوفہ نے وفا نہیں کی اور کسی نے ساتھ نہیں دیا اور اس لیے کُوفِیُ لَایُوْفِیُ مشہور ہے چونکہ یزیدیوں کو خبر لگی کہ امام حسین رضی اللہ عنہ ہمارے مدمقابل بننے کے لیے آئے ہیں اس لیے انہوں نے یہ چالاکی کی کہ آپ کو کوفہ میں آنے ہی نہ دیا بلکہ راہ میں رُودِفرات کے اُس پار آپ کو روک رکھا طرح طرح کی کوشش کی کہ امام حسین رضی اللہ عنہ یزید کو بادشاہ وقت تسلیم کرلیں اور قتال کی نوبت نہ آئے چنانچہ پانی بند کیا اور قسم قسم کی تکالیف دیں تاکہ امام صاحب کسی طرح مان جائیں اور قتال کا موقعہ درمیان میں نہ آئے جب یزیدی مجبور ہوئے تو انہوں نے عملاً بالحدیث المذکور سیاست سے کام لیا، پس شہادت کیوں ہوئی؟ اور یہ بھی نہیں کہا جاسکتا ہے کہ یزید کو بادشاہ وقت تسلیم کرنا ناجائز تھا اس لیے

امام حسین رضی اللہ عنہ نے تسلیم نہیں کیا اور جان دے دی کیونکہ یزید کو بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بادشاہ وقت مان لیا تھا اور ان میں بہت سے ایسے بھی تھے جو مرتبے میں بحکم قرآن امام حسین رضی اللہ عنہ سے بڑے تھے

قال اللّٰہ تعالٰی لایستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل.

یعنی فتح مکہ سے قبل جنہوں نے جہاد مالی ونفسی کیا ہے ان کا مرتبہ بہت بڑا ہے ان لوگوں سے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد جہاد مالی ونفسی کیے ہیں۔

اوراس میں کوئی شک نہیں کہ امام حسن وامام حسین رضی اللہ عنہما نے جہاد مالی ونفسی قبل فتح مکہ نہیں کیے کیونکہ یہ دونوں حضرات تو قبل فتح مکہ کے کم سن بچے تھے پس وہ اصحاب کرامؓ جنہوں نے قبل فتح مکہ کے جہاد مالی ونفسی کیے ہیں بحکم قرآن مرتبے میں بڑھے ہوئے ہیں اوراس میں کوئی شک نہیں کہ ان حضرات صحابہ میں سے بہت سے یزید کی سلطنت میں شامل تھے اوراس کو بادشاہ وقت تسلیم کرلیا تھا اس لیے یہ کہنا بھی غیر ممکن ہے کہ یزید کو بادشاہ وقت ماننا گناہ کبیرہ تھا اوراس حدیث پر "**لاطاعة لمخلوق فی معصیته الخال**" امام حسین رضی اللہ عنہ نے عمل کیا اور جان دے دی کیونکہ ایسا جانا جائے گا تو ان صحابہؓ پر فسق کا الزام عائد ہوگا جس کو کوئی سنی کہہ نہیں سکتا۔ پس معلوم ہوا کہ یزید کو بادشاہ وقت تسلیم نہ کرنا گناہ نہ تھا کیونکہ دو حالتوں سے خالی نہیں یا تو فاسق مسلمان مانا جائے گا یا کافر مانا جائے گا اگر کافر مانا جائے گا تو کافر کی اطاعت بھی فی غیر معصیۃ اللہ دروقت مجبوری جائز ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے۔

قال اللّٰہ تعالٰی :لا یتخذ الموء منون الکافرین اولیاءَ من دون المؤمنین و من یفعل ذالک فلیس من اللّٰہ فی شیء الا ان تتقو منھم تقٰة. (القرآن)

(ترجمہ) نہ بناویں مسلمان کافروں کو دوست مسلمانوں کو چھوڑ کراور جو کوئی یہ کام کرے تو نہیں اس کو اللہ سے کوئی تعلق ،مگر اس حالت میں کہ کرنا چاہو تم ان سے بچاؤ۔ (آل عمران آیت:۲۸)

اوراس میں کوئی شک نہیں کہ واقعہ کربلا میں یزید کے غلبہ کو دیکھ کر ضرور یہ کہنا صحیح ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو اس آیت پر عمل کرنا جائز تھا مگر انہوں نے کیوں عمل نہ کیا یہ دوسری بات ہے کہ ان کی شان میں وارد ہے "سیدا شباب اھل الجنة" کیونکہ اس سے اور شہادت سے کوئی تعلق نہیں اور یہ حدیث بھی بر تقدیر صحت کے بطور عموم کے قابل نہیں کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بہت سے شاب ہوں گے جو "من انفق من قبل الفتح" میں داخل ہیں پس ان کا مرتبہ یقیناً امام حسینؓ سے بڑا ہے اور یہ بھی نہیں کہ شہادت پر اجماع ہے کیونکہ اجماع کے لیے سند درکار ہے (وَاَینَ ھُوَ؟) یہ البتہ ممکن ہے کہ کہا جائے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ سے اجتہادی غلطی ہوئی ہے اس لیے انہوں نے جان دے دی مگر اس میں میرا کلام نہیں ،میرا کلام تو اس میں ہے کہ ہم لوگ کس دلیل کی بنا پر ان کو شہید سمجھیں گے؟ کیونکہ مجتہد کی غلطی صرف اس کے حق میں کام آنے والی ہے کہ کم از کم ایک اجر ان کو ملا ،غیروں کے لیے حجت نہیں ہوسکتی۔فقط

جناب کی عادت شریفہ یہ ہے کہ ضرور جواب دیتے ہیں ،مگر نہ معلوم کس وجہ سے آپ مجھے جواب نہیں دیتے بہر حال ملتمس ہوں کہ جواب سے ارشاد فرمائیے (بیرنگ ارسال فرمادیجیے) جواب تفصیلی ہوتا کہ دوبارہ تکلیف دینے کی ضرورت نہ پڑے۔

جواب : میں بعض مصلحتوں سے بیرنگ خط بھیجتا نہیں جب آپ کو جواب منگانا ہو ٹکٹ بھیج دیا کیجیے۔

یزید فاسق تھا اور فاسق کی ولایت مختلف فیہ ہے دوسرے صحابہ نے جائز سمجھا

حضرت امام نے ناجائز سمجھا اور گو اِکراہ میں اِنقیاد جائز تھا مگر واجب نہ تھا اور متمسک بالحق ہونے کے سبب یہ مظلوم تھے اور مقتول مظلوم شہید ہوتا ہے شہادت غزوہ کے ساتھ مخصوص نہیں بس ہم اسی بنائے مظلومیت کی بنا پر ان کو شہید مانیں گے، باقی یزید کو اس قتال میں اس لیے مظلوم نہیں کہہ سکتے کہ وہ مجتہد سے اپنی تقلید کیوں کراتا تھا۔ خصوص جبکہ حضرت امام آخر میں فرمانے بھی لگے تھے کہ میں کچھ نہیں کہتا، اس کو تو عداوت ہی تھی چنانچہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے قتل کی بنا یہی تھی۔[1] (مسائل شتیٰ)

اور مسلط کی اطاعت کا جواز الگ بات ہے مگر مسلط ہونا کب جائز ہے، خصوص نا اہل کو اس پر خود واجب تھا کہ معزول ہو جاتا پھر اہل حل وعقد کسی اہل کو خلیفہ بناتے۔

(۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ تتمہ خامسہ ص:۵۱) (از امداد الفتاوی جلد چہارم ص:۴۶۳ تا ص ۴۶۵)

سوال : یزید کو لعنت بھیجنا چاہیے یا نہیں، اگر بھیجنا چاہیے تو کس وجہ سے اور اگر نہ بھیجنا چاہیے تو کس وجہ سے؟ بیّنوا توجروا

---

[1] جیسا کہ حضرت تھانوی قدس سرہ العزیز نے خود بہشتی زیور حصہ آٹھ، صفحہ ۴۷ پر (ملاحظہ فرمائیں اصلی مدلل و مکمل بہشتی زیور مع بہشتی گوہر طبع کتب خانہ اصلی بہشتی زیور ناظم آباد کراچی ۱۳۸۳ھ) بری عورتوں کے تذکرے میں جعدہ بنت اشعب کے تذکرے کے ذیل میں لکھا ہے: یہ حضرت امام حسنؓ کی بیوی ہے یہ ایسی ڈوبی کہ یزید جو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا دشمن تھا اس کے بہکانے سے اپنے ایسے پیارے مقبول خاوند کو زہر دیا۔ یزید کم بخت نے اس بد بخت کو یہ چکمہ دیا تھا کہ تجھ سے نکاح کر لوں گا اور ایک لاکھ درہم دوں گا۔ جب زہر دیا گیا اس کی تیزی سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی آنتیں اور کلیجہ کٹ کٹ کر دستوں کی راہ نکل گیا اور چالیس روز یہی تکلیف اُٹھا کر انتقال فرمایا۔ اس وقت اس عورت نے یزید کو کہلا بھیجا کہ اب وعدہ پورا کرو اس نے صاف جواب دیا کہ میں تجھ کو اپنے پاس نہیں رکھ سکتا۔ غرض بد نصیب کو گناہ کا گناہ ہوا اور دنیا کی مراد بھی پوری نہ ہوئی۔ (ض۔ح)

جواب : یزید کے بارہ میں علماء قدیماً وحدیثاً مختلف رہے ہیں بعض نے تو اس کو مغفور کہا ہے بدلیل حدیث صحیح بخاری:

ثم قال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم اوّل جیش من امتی یغزون مدینة قیصر مغفور لهم مختصرا من حدیث الطویل بروایته ام حرام. قال القسطلانی کان اول من غزا مدینة قیصر یزید بن معاویه ومعه جماعة من سادات الصحابة کابن عمر وابن عباس وابن الزبیر وابی ایوب الانصاری وتوفی بها ابوایوب سنة اثنتین وخمسین من الهجرة کذاقاله فی خیر الجاری وفی الفتح قال المهلب فی هذا الحدیث منقبة لمعاویة لانه اول من غزا البحر ومنقبة لولده لا نه اول من غزا مدینة قیصر.

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں پہلا وہ لشکر جو مدینہ قیصر (روم) پر لشکر کشی کرے گا بخشا ہوا ہوگا۔ (یہ حضرت اُم حرام کی روایت کردہ طویل حدیث کا اختصار ہے) چنانچہ قسطلانی (شارح بخاری) فرماتے ہیں کہ مدینہ قیصر پر پہلا لشکر کشی کرنے والا یزید بن معاویہ ہے اور اس کے ساتھ کبار صحابہ کی جماعت تھی جیسے ابن عمر، ابن عباس ابن زبیر اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہم اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا تو اسی مقام پر ۵۲ھ میں وصال ہوا۔ اسی طرح خیر جاری میں ہے اور فتح الباری میں ہے مہلب کہتے ہیں کہ اس حدیث میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت ہے کیونکہ وہ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے بحری جنگ کی اور ان کے بیٹے کی بھی

منقبت ہے اس لیے کہ وہی ہے جس نے پہلے پہل مدینہ قصیر پر لشکر کشی کی۔
اور بعضوں نے اس کو ملعون لکھا ہے (لقولہٖ تعالیٰ) کیونکہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فهل عسيتم ان توليتم ان تفسدو افى الارض وتقطعوا ارحامكم اولئك الذين لعنهم اللّٰه فاصمهم واعمى ابصارهم

(الآیہ) (پارہ۔۲۶۔سورۃ محمد۔آیت،۲۳)

پھر تم سے یہ بھی توقع ہے کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو خرابی ڈالو ملک میں اور قطعی کرو اپنی قرابتیں یہ ایسے لوگ ہیں جن پر لعنت کی اللہ نے پھر کر دیا ان کو بہرا اور اندھی کر دیں ان کی آنکھیں

(پارہ ۲۶ سورہ محمد آیت ۲۳)

فى التفسير المظهرى قال ابن الجوزى انه روى القاضى ابويعلى فى كتابه (معتمد الاصول) بسنده عن صالح بن احمد بن حنبل انه قال قلت لابى ياابت يزعم بعض الناس انا نحب يزيد بن معاوية فقال احمديابنى هل يسوغ لمن يؤمن بالله ان يحب يزيد ولم لايلعن رجل لعنه الله فى كتابه قلت ياابت اين لعن الله يزيد فى كتابه قال حيث قال فهل عسيتم........... الاية

چنانچہ تفسیر مظہری میں ہے کہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قاضی ابویعلی نے اپنی کتاب معتمد الاصول میں اپنی سند کے ساتھ جو صالح بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے ہے، روایت کیا ہے کہ میں نے اپنے والد سے عرض کیا کہ ابا جان بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم یزید بن معاویہ

سے محبت کرتے ہیں، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بیٹے جو اللہ پر ایمان رکھتا ہے اس کو یہ بات زیب دیتی ہے کہ یزید بن معاویہ سے دوستی رکھے؟ اور ایسے شخص پر کیونکر لعنت نہ کی جائے جس پر خود حق تعالیٰ نے اپنی کتاب میں لعنت فرمائی ہے میں نے کہا ابا جان! اللہ نے اپنی کتاب میں یزید پر کہاں لعنت کی ہے؟ فرمایا اس موقع پر جہاں یہ ارشاد ہے **فهل عسيتم** .

مگر تحقیق یہ ہے کہ چونکہ معنی لعنت کے ہیں اللہ کی رحمت سے دور ہونا اور یہ ایک امر غیبی ہے جب کہ شارع بیان نہ فرمائے کہ فلاں قسم کے لوگ یا فلاں شخص خدا کی رحمت سے دور ہے کیونکر معلوم ہو سکتا ہے اور تتبع کلام شارع سے معلوم ہوا کہ نوع ظالمین و قاتلین پر تو لعنت وارد ہوئی ہے **کما قال تعالیٰ:**

الا لعنة الله على الظلمين. (ہود:پ:۱۲)

''سن لو پھٹکار ہے اللہ کی نا انصاف لوگوں پر''

ومن يقتل مؤمنا متعمدا فجزآ ؤ ه جهنم خالدافيهاو غضب الله عليه ولعنه واعدله عذابا عظيما . (النساء:پ:۵)

(اور فرمایا) جو کوئی قتل کرے کسی مسلمان کو جان کر اس کی سزا دوزخ ہے، پڑا رہے گا اسی میں اور اللہ کا اس پر غضب ہوا اور اس کو لعنت کی اور اس کے واسطے تیار کیا بڑا عذاب۔

پس اس کی تو ہم کو بھی اجازت ہے، اور یہ علم اللہ تعالیٰ کو ہے کہ کون اس نوع میں داخل ہے اور کون خارج؟ اور خاص یزید کے باب میں کوئی اجازت منصوصہ ہی نہیں پس بلا دلیل اگر دعوی کریں کہ وہ خدا کی رحمت سے دور ہے اس میں خطر عظیم ہے البتہ اگر نص ہوتی تو مثل فرعون، ہامان و قارون وغیرہم کے لعنت جائز ہوتی، **و اذليس فليس** (جب

نص نہیں تو لعنت نہیں) اگر کوئی کہے کہ جیسے کسی شخص معین کا ملعون ہونا معلوم نہیں تو کسی خاص شخص کا مرحوم ہونا بھی تو معلوم نہیں، پس صلحاء، مظلومین کے واسطے رحمۃ اللہ علیہ کہنا کیسے جائز ہوگا کہ یہ بھی اخبار عن الغیب بلا دلیل ہے؟

جواب یہ ہے کہ رحمۃ اللہ علیہ سے اخبار مقصود نہیں بلکہ دعا مقصود ہے اور دعا کا مسلمانوں کے لیے حکم ہے۔ اور لعن اللہ میں یہ نہیں کہہ سکتے اس واسطے کہ وہ بددعا ہے اور اس کی اجازت نہیں۔ فافھم

اور آیت مذکورہ میں نوع مفسدین وقاطعین پر لعنت آئی ہے اس سے لعن یزید پر کیسے استدلال ہوسکتا ہے۔ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے جو استدلال فرمایا ہے اس میں تاویل کی جائے گی یعنی ان کان منھم (اگر یزید ان میں سے ہو) یا مثل اس کے لحسن الظن بالمجتھد البتہ یوں کہہ سکتے ہیں کہ قاتل وآمر وراضی بقتل حسین رضی اللہ عنہ پر وہ لعنت بھی مطلق نہیں بلکہ ایک قید کے ساتھ یعنی اگر بلاتوبہ مرا ہو، اس لیے کہ ممکن ہے ان سب لوگوں کا قصور قیامت میں معاف ہوجائے کیونکہ ان لوگوں نے کچھ حقوق اللہ تعالیٰ کے ضائع کیے اور کچھ ان بندگان مقبول کے۔ اللہ تعالیٰ تو تواب اور رحیم ہے ہی یہ لوگ بھی بڑے اہل ہمت اور اولوالعزم تھے۔ کیا عجب کہ بالکل معاف کردیں بقول مشہور

ع صد شکر کہ ہستم میان دو کریم

پس جب یہ احتمال قائم ہے تو ایک خطر عظیم میں پڑنا کیا ضرور۔

یزید کو بلا نص صریح مغفور کہنا بھی سخت نادانی ہے:

رہا استدلال حدیث مذکور سے تو وہ بالکل ضعیف ہے کیونکہ وہ مشروط ہے بشرط وفات علی الایمان کے ساتھ اور وہ امر مجہول ہے۔ چنانچہ قسطلانی میں بعد نقل قول مہلب کے لکھا ہے:

وتعقبه ابن التين وابن المنير بما حاصله انه لايلزم من دخوله في ذلک العموم ان لايخرج بدليل خاص

اذلایختلف اهل العلم ان قوله علیه السلام مغفور لهم مشروط بان یکونوا من اهل المغفرة حتی لوارتد واحد ممن غزاها بعدذلک لم یدخل فی ذلک العموم اتفاقا فدل علی ان المراد مغفور لهم لمن وجد شرط المغفرة فیه منهم .

(حاشیہ بخاری: ج۱، ص۴۱۰، مطبوعہ احمدی)

"اور ابن التین اور ابن المنیر نے مہلب کے بیان پر اعتراض کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اس حدیث کے عموم میں داخل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ کسی خاص دلیل کی بنا پر وہ اس عموم سے خارج نہ ہو۔ اب اہل علم کا اس امر میں کوئی اختلاف نہیں کہ حدیث پاک میں جو مغفرت کا وعدہ ہے وہ اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ یہ لوگ مغفرت کے اہل بھی ہوں چنانچہ ظاہر ہے کہ اس غزوہ میں شریک ہونے والا اگر کوئی شخص اس کے بعد مرتد ہوگیا تو وہ بالاتفاق اس مغفرت کے عموم میں داخل نہ ہوگا جس سے معلوم ہوا کہ مغفرت کی شرط موجود ہو (اور جس میں یہ شرط مفقود ہو وہ اس مغفرت میں داخل نہ ہوگا)۔"

پس توسط اس میں یہ ہے کہ اس کے حال کو مفوض بعلم الٰہی کرے اور خود اپنی زبان سے کچھ نہ کہے لان فیه خطرًا (کیونکہ اس میں خطرہ ہے) اور کوئی اس کی نسبت کچھ کہے تو اس سے کچھ تعرض نہ کرے لان فیه نصرًا (کیونکہ اس میں یزید کی حمایت ہے) اس واسطے خلاصہ میں لکھا ہے:

انه لاینبغی اللعن علیه ولاعلی الحجاج لان النبی علیه ا لسلام نهی عن لعن المصلین ومن کان من اهل القبلة

وما نقل من النبی علیه السلام من اللعن لبعض من اهل القبلة فلما انه یعلم من احوال الناس مالایعلمه غیره .

"یزید اور حجاج پر لعنت مناسب نہیں کیونکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے نمازیوں اور اہل قبلہ پر لعن کرنے سے روکا ہے اور جو نبی علیہ السلام سے بعض اہل قبلہ پر لعن منقول ہے وہ تو محض اس وجہ سے ہے کہ آپ لوگوں کے حالات کے ایسے جاننے والے تھے جو دوسرے نہیں جانتے۔"

اور احیاء العلوم ج ثالث باب آفة اللسان ثامنه میں لعنت کی خوب تحقیق لکھی ہے خوف تطویل سے عبارت نقل نہیں کی گئی۔ **من شاء فلیراجع الیه**

اللّٰھم ارحمنا ومن مات ومن یموت علی الایمان واحفظنا من آفات القلب واللسان یارحیم یارحمٰن .

(امداد الفتاوی جلد خامس ص: ۴۲۵ تا ۴۲۷)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی ان تصریحات سے معلوم ہوا کہ :

(۱) یزید فاسق تھا۔

(۲) اس کو اہل بیت سے عداوت تھی چنانچہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دے کر قتل کرنے کی بنا بھی یہی تھی۔

(۳) اس پر واجب تھا کہ خود معزول ہوجاتا تا کہ اہل حل وعقد اس کی جگہ کسی اہل کو خلیفہ بناتے۔

(۴) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید مظلوم تھے۔

(۵) اس کو مغفور کہنا سخت زیادتی ہے کیونکہ اس میں کوئی تصریح نہیں۔

(۶) توسط اس میں یہ ہے کہ اس کے حال کو مفوض بعلم الٰہی کرے اور خود اپنی زبان سے کچھ نہ کہے کیونکہ اس میں خطرہ ہے اور کوئی اس کی نسبت کچھ کہے تو اس سے

تعرض نہ کرے کیونکہ اس میں یزید کی حمایت ہے۔

ö ö ö

مفتی اعظم ہند

حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ

کی تصریحات

کفایت المفتی سے اقتباسات :

سوال : کیا یہ حدیث صحیح ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بعد میرے بارہ خلیفہ ہوں گے۔ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو ان کے نام تحریر فرمادیں۔ دوسرے یہ کہ یزید بن معاویہ کو کافر یا ملعون کہنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے یا نہیں؟

(المستفتی ۲۴۰۷ عبدالغفار مالیر کوٹلہ) (۵ رجب ۱۳۵۷ھ یکم ستمبر ۱۹۳۸ء)

جواب : بارہ خلیفوں والی روایات صحیح ہیں مگر ان کا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ نے بارہ خلیفوں تک اسلام کی قوت وشوکت قائم رہنے کی خبر دی ہے۔ مطلب یہ نہیں کہ بارہ خلیفہ خلفائے راشدین ہوں گے، خلافت راشدہ یا خلافت نبوت کی مدت تو تیس سال تک بیان فرمائی ہے۔

یزید بن معاویہ کو کافر وملعون کہنے والے خاطی ہیں اس کو کافر کہنا بھی نہیں چاہیے۔

(محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دھلی) (کفایت المفتی کتاب العقائد ج:۱ ص:۱۳۲)

سوال : حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی نسبت غصب خلافت کا الزام نیز یزید کو آپ کا ولی عہد

سلطنت باوجوداس کے فسق وفجور کے بنانا جس کو بعض سنی بھی کہتے ہیں۔ کس حد تک صحیح ودرست ہے؟ (المستفتی سید خلیل حیدر۔ کانپور)(۵صفر۱۳۵۶ھ)

جواب : حضرت امیر معاویہ ؓ نے حضرت امام حسن ؓ سے صلح کرلی اوراس کے بعد وہ جائز طور پر خلافت کے حامل تھے۔انہوں نے یزید کے لیے بیعت لینے میں غلطی کی کیونکہ یزید سے بہتر اور اولیٰ وافضل افراد موجود تھے لیکن اس غلطی کے باوجود یزید کے اعمال وافعال کی ذمہ داری ان پر عائد نہ ہوگی کیونکہ اسلام اور قرآن پاک کا اصول ہے لاتزروازرۃ وزراخریٰ اس لیے حضرت معاویہ ؓ کی شان میں گستاخی اور درشتی نہیں کرنا چاہیے۔

(محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی) (کفایت المفتی ص:۲۲۸،ج:۱)

سوال : جنگ کربلا جہاد تھا یا کوئی سیاسی جنگ تھی؟

جواب : جنگ کربلا یزید کی طرف سے محض سیاسی تھی اور حضرت امام حسین ؓ کی طرف سے بھی سیاست حقہ کا پہلو غالب تھا مسلمانوں اور کافروں کی جنگ نہ تھی مسلمانوں مسلمانوں ہی کی باہمی لڑائی تھی۔ایک فریق باطل پر تھا اوراس کی طرف سے انتہائی ظلم وفساد اور خونخواری کا مظاہرہ ہوا اور امام مظلوم کی طرف سے حقانیت،مظلومیت اور صبر ورضا کا انتہائی درجہ ظہور میں آیا۔

(محمد کفایت کان اللہ لہ۔ دہلی) (کفایت المفتی ج:۱ص:۲۸۷)

سوال : قاتلان حسین ؓ اور یزید پلید کو گالیاں دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب : قاتلان حسین ؓ کے متعلق اتنا کہنا تو جائز ہے کہ انہوں نے بہت بڑا گناہ اور ظلم کیا مگر گالیاں دینا درست نہیں اور لعنت کرنا جائز نہیں۔ المؤمن لا یکون لعانا.

(محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی) (کفایت المفتی ص:۲۸۸،ج:۱)

سوال : ایک روز چند اشخاص اہل السنّت والجماعت کے ایک جگہ بیٹھے تھے اس میں تذکرہ مذہب کا تھا تفضیل الشیخین پر فریقین متفق ہیں۔

(۱) احمد کا دعوٰی ہے کہ اولاد رسول اللہ ﷺ کی شان اعلیٰ ہے محمود کا دعوٰی ہے کہ صحابہؓ کی شان اہل بیت اطہارؓ سے بڑھی ہوئی ہے اور یہ کہ صحابہؓ کی شان میں حدیث آئی ہے کہ جو کوئی ان کی پیروی کرے گا ہدایت پائے گا اس کے علاوہ قرآن کی آیت سے بھی ان کے شان ومرتبہ کا پتہ چلتا ہے احمد نے کہا کہ اہل بیت کی شان میں بھی حدیثیں آئی ہیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں دو چیزیں اپنے بعد موجب نجات اپنی امت میں چھوڑے جاتا ہوں، ان میں سے ایک قرآن پاک اور دوسری اہل بیت ہے جو ان دونوں کو اختیار کرے گا نجات پائے گا محمود نے کہا کہ وہ حدیث جو صحابہؓ کی شان میں ہے اس کے مقابل میں اہل بیتؓ کی شان کی حدیث نہیں ہے۔

(۲) اسی مجلس میں ذکر حضرت معاویہ ؓ کا آیا، اس پر محمود نے کہا کہ وہ عشرہ مبشرہ میں ہیں۔ احمد نے کہا کہ مجھے عشرہ مبشرہ کی تو تحقیق نہیں لیکن آپ صحابی ضرور ہیں مگر آپ سے کچھ غلطی ہوئی چنانچہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب ؒ نے تحفہ اثناعشریہ میں لکھا ہے کہ ان سے خطا ضرور ہوئی۔ محمود نے کہا کچھ بھی ہو لیکن حضرت امیر معاویہ ؓ کا درجہ حضرت سیدہ فاطمہ زہراء ؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت امام حسین علیہ السلام یعنی اہل بیت سے بڑھا ہوا ہے براہ کرم اپنی رائے سے مطلع فرمائیں۔

(۳) بعدہٗ ایک مولوی صاحب نے فرمایا کہ ایسا اعتراض حضرت علی ؓ کے ایمان پر بھی ہے کیونکہ وہ نابالغی کی حالت میں ایمان لائے تھے نابالغی کے ایمان اور فعل کا اعتبار نہیں ہے۔

(۴) حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر کن کن صحابہؓ کو فضیلت ہے؟

(۵) ایک بار تذکرہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا آیا تو کسی نے کہا کہ ان کی شہادت تو مروان کے فعل سے ہوئی جیسا کہ مشہور ہے کہ فاقبلو اکی جگہ فاقتلو ا لکھ دیا جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خبر ملی کہ دشمنوں نے حضرت خلیفہ سوم کے مکان کو گھیر لیا ہے اور حملہ آور ہیں تو اپنے دونوں صاحبزادوں کو مسلح کر کے بھیجا اور سمجھادیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دشمنوں کے آزار سے بچانا اس پر محمود نے کہا کہ یہ کام حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا صرف دکھانے کا تھا حقیقۃً ان کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حفاظت منظور نہ تھی۔

حضرات علماء کرام سے دریافت کیا جاتا ہے کہ کیا واقعی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ظاہر کچھ تھا اور باطن کچھ؟ (المستفتی شیخ شفیق احمد ضلع مونگیر)

(۷ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ م ۹ جولائی ۱۹۳۵ء)

جواب: صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان بھی رفیع اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کی شان بھی بہت بلند ہے اہل بیت میں داخل ہونے کا شرف جدا ہے اور فضیلت صحبت جدا ہے۔ دونوں کے متعلق صحیح حدیثیں موجود ہیں جن لوگوں کو دونوں شرف حاصل ہوئے یعنی وہ اہل بیت میں بھی ہیں اور صحابی بھی ہیں جیسے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما ان کی فضیلت دونوں جہت سے ثابت ہے اور جو اہل بیت میں شامل ہیں مگر صحابی نہیں ہیں ان کو ایک شرف حاصل ہے دوسرا نہیں جو صحابی ہیں مگر اہل بیت میں شامل نہیں ان کو بھی ایک شرف حاصل ہے دوسرا نہیں، اس کے بعد علم وتقوی اور دیگر صفات کی وجہ سے فضیلت کے مراتب کم وبیش ہوتے ہیں اس لیے اس بارہ میں اسی قدر اعتقاد پر اکتفا کرنا اسلم ہے، شیخین کی فضیلت کلیہ باوجود اہل بیت میں داخل نہ ہونے کے صرف صحابی ہونے کی بنا پر نہیں بلکہ ان

کے اوصاف کاملہ علم وتقوی اور خدمات دینیہ کی بنا پر ہے جن میں وہ خاص امتیازی شان رکھتے ہیں۔

(۲) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں عشرہ مبشرہ میں داخل نہیں ہیں اور یہ کہنا بھی درست نہیں کہ وہ حضرت سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں ان کے لیے وہ مناقب جو احادیث میں آئے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی تھے اور حضور نے ان کو اپنا کرتہ مرحمت فرمایا تھا اور دعا دی تھی، اور ان کے پاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے (آگے کچھ عبارت رجسٹر میں منقول نہیں)

(۳) یہ اعتراض مہمل اور لغو ہے یہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فطری اور طبعی صلاحیت کی دلیل ہے کہ بچپنے میں ہی ان کو معرفت حق اور قبول صداقت کی توفیق مبداءِ فیاض سے عطا ہوئی تھی۔

(۴) ترتیب فضیلت ترتیب خلافت کے موافق ہے یعنی حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں، ان تینوں کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ باقی صحابہ سے افضل ہیں۔

(۵) یہ خیال کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صرف دکھاوے کے لیے حضرت حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) کو بھیجا تھا حفاظت منظور نہ تھی بدگمانی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے ایسی بدگمانی کرنا مناسب نہیں۔

(محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی) (کفایت المفتی ج ۲ ص ۱۳۰ تا ۱۳۲)

حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ کی تصریحات سے حسب ذیل امور واضح ہوئے۔

(۱) یزید خلیفہ راشد نہ تھا مگر اس کو کافر نہیں کہنا چاہیے اور نہ ملعون۔

(۲) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کے لیے بیعت لینے میں (اجتہادی) غلطی کی

کیونکہ یزید سے بہتر واولیٰ وافضل افراد موجود تھے۔ بایں ہمہ ان کی شان میں گستاخی سے پرہیز لازم ہے۔

(۳) جنگ کربلا یزید کی طرف سے محض سیاسی تھی۔

(۴) قاتلان حسین رضی اللہ عنہ نے بہت بڑا گناہ اور ظلم کیا۔

(۵) حضرت امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما اہل بیت ہونے کے ساتھ ساتھ صحابی رسول بھی ہیں۔

(۶) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ کہنا درست نہیں کہ حضرت فاطمہ زہراء اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔

واللہ سبحانہ اعلم.

ö ö ö

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی یزید کی امارت سے اللہ کی پناہ مانگنا

مسند احمد اور سنن نسائی میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے بایں الفاظ مروی ہے :

ترجمہ: میری امت کی تباہی قریش کے چند بے وقوف لونڈوں کے ہاتھوں ہوگی۔

[فتح الباری: ج ۱۳، ص ۸]

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بازار میں جاتے جاتے یوں دعا کرنے لگتے: ''اے اللہ مجھے ۶۰ھ کا زمانہ نہ آنے پائے اور نہ لونڈوں کی امارت کا۔''

[فتح الباری: ج ۱۳، ص ۱۳]

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اور حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ ان لونڈوں میں سب سے پہلا لونڈا ۶۰ھ میں برسر اقتدار آیا جو بالکل واقع کے مطابق ہے کیونکہ یزید بن معاویہ ۶۰ھ میں بادشاہ بنا اور پھر ۶۴ھ تک زندہ رہ

کر مر گیا۔ [فتح الباری: ج ۱۳، ص ۸]

چنانچہ حق تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی دعا قبول فرمائی، اور وہ یزید کے بادشاہ ہونے سے ایک سال پہلے ہی دنیا سے رحلت فرما گئے۔

امام العصر خاتم المحدثین والمفسرین، زبدۃ الفقہاء والمتکلمین مولانا السید محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ کی تصریح

قوله عمرو بن سعيد الخ لايتمسك بقوله هذا فانه عامل يزيد ويزيد فاسق بلاريب وفى شرح الفقه الاكبر لملا على القارى روى عن احمد بن حنبل ان يزيد كافر وكان عمرو بن سعيد جمع العساكر ليكرّعلى ابن الزبير معاونا ليزيدعلى عبدالله بن الزبير

(عرف الشذی علی جامع الترمذی)(باب ماجاء فی حرمتہ مکہ: ص۲، ۳۳۲، مطبع قاسمیہ دیوبند)

عمرو بن سعید الخ اس کے قول سے احتجاج درست نہیں کیونکہ یہ شخص یزید کا عامل تھا اور یزید بلاشبہ فاسق تھا اور شرح فقہ اکبر مصنفہ ملا علی قاری رحمہ اللہ میں ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ یزید کافر ہے اور عمرو بن سعید نے تمام لشکروں کو جمع کیا تا کہ یزید کی طرفداری میں عبداللہ بن زبیر پر لشکر کشی کرے۔

حضرت شاہ کشمیری قدس اللہ سرہ وبرد مضجعہ کی تصریح سے معلوم ہوا کہ عمرو بن سعید کے اس قول سے محض اس لیے احتجاج درست نہیں کہ وہ یزید جیسے شخص کا مقرر کردہ

عامل تھا جس کے فسق میں ذرا بھی شک نہیں۔

گویا حضرت شیخ اجل کے نزدیک بھی فسقِ یزید ناقابلِ تردید ہے۔

ööö

شیخ العرب والعجم

حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمہ اللہ کی تصریحات

مکتوبات شیخ الاسلامؒ سے اقتباسات:

۱۔ اس کے فسق وفجور کا اعلانیہ ظہور ان (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) کے سامنے نہ ہوا تھا اور خفیہ جو بداعمالیاں وہ کرتا تھا اس کی اطلاع ان کو نہ تھی۔

(ص:۲۵۰، ج:۱ مکتبہ دینیہ دیوبند ضلع سہارنپور)

۲۔ پھر یزید کا بعد از ظہور فسق وفجور وہ حال ہی نہیں رہا تھا جو ابتداء میں تھا یعنی اس کے اعمال شنیعہ درجۂ کفر کو اگر پہنچ گئے تھے جیسا کہ امام احمد رحمہ اللہ اور ایک جماعت کی رائے ہے تب تو وہ یقیناً معزول عن الخلافتہ ہو ہی گیا تھا۔ اب امام حسین رضی اللہ عنہ کا ارادہ جنگ خروج ہی نہیں شمار ہو سکتا اور اس کی حرکات ناشائستہ درجہ کفر کو پہنچی تھیں (جیسا کہ جمہور کا قول ہے) تو اول یہ مسئلہ مختلف فیہا ہے ممکن ہے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی رائے یہی ہو جو کہ حضرت امام احمد رحمہ اللہ اور ان کے موافقین کی ہے علاوہ ازیں فاسق ہونے کے بعد خلیفہ معزول ہو جاتا ہے یا نہیں؟ یہ مسئلہ اُس وقت تک مجمع علیہ نہیں ہوا تھا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے متبعین کی رائے یہ تھی کہ وہ معزول ہو گیا اور اس بنا پر اصلاح امت کی غرض سے انہوں نے جہاد کا ارادہ فرمایا۔ پھر باوجود اس کے خلع کا مسئلہ تو آج بھی متفق

علیہ ہے یعنی اگر خلیفہ نے ارتکاب فسق کیا تو اصحاب قدرت پر اس کو عزل کر دینا اور کسی عادل متقی کو خلیفہ کرنا لازم ہو جاتا ہے بشرطیکہ اس کے عزل اور خلع سے مفاسد مصالح سے زائد نہ ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور ان کے اَتباع کی رائے میں مفاسد زیادہ نظر آئے، وہ اپنی بیعت پر قائم رہے اور اہل مدینہ نے عموماً بعد از بیعت اور واپسی وفد از شام ایسا محسوس نہیں کیا اور سبھوں نے خلع کیا جس کی بنا پر وہ قیامت خیز واقعہ حرہ نمودار ہوا جس سے مدینہ منورہ اور مسجد نبوی اور حرم محترم کی انتہائی بے حرمتی اور تذلیل ہوئی۔ کیا مقتولین حرہ کو شہید نہیں کہا جائے گا۔

پھر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اہل کوفہ کے مواعید پر مطمئن ہوئے بالخصوص حضرت مسلمؒ بن عقیلؒ کے خطوط کے بعد جن میں پورا اطمینان اہل کوفہ کی طرف سے دلایا گیا تھا اس لیے ان کا ارادہ جہاد یقیناً صحیح تھا اور خلع کرنے اور خروج کرنے میں کسی طرح باغی قرار نہیں دیے جا سکتے ان کو صاف نظر آ رہا تھا کہ اس حالت میں مفاسد کا قلع قمع ہو جائے گا اور خلل بہت کم ہوگا۔ اپنی ظفر مندی کے لیے متیقن تھے۔ پھر آپ اس کو بھی نظر انداز نہ فرمائیں کہ اہل تاریخ لکھتے ہیں کہ میدان کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو معلوم ہو گیا کہ اہل کوفہ نے غدر کیا ہے اور مسلمؒ بن عقیلؒ شہید کر دیے گئے اور یزید کی فوج یہاں آ پہنچی ہے تو یہ کہلا بھیجا کہ میں کوفہ نہیں جاتا اور نہ تم سے لڑنا چاہتا ہوں مجھ کو مکہ معظمہ واپس جانے دو، دشمن اس پر راضی نہ ہوا اور اصرار کیا کہ اس کے ہاتھ پر یزید کے لیے بیعت کریں آپ نے فرمایا کہ اگر مکہ معظّمہ واپس نہیں جانے دیتے تو مجھ کو چھوڑ دو کسی دوسری طرف چلا جاؤں گا وہ اس پر راضی نہ ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اچھا مجھے یزید کے پاس لے چلو میں خود اس سے گفتگو کرلوں گا وہ اس پر بھی راضی نہ ہوا اور جنگ یا بیعت پر مصر رہا، یہ تاریخی واقعہ بتلاتا ہے کہ

حضرت امام رضی اللہ عنہ ہر طرح مجبور و مظلوم قتل کیے گئے ہیں اگر اس کے بعد بھی شہادت میں کلام کیا جائے تو تعجب خیز نہیں تو کیا ہے۔ (ص: ۲۶۸ و ۲۶۹)

حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کی تصریحات سے مندرجہ ذیل امور واضح ہوئے۔

(۱) یزید کا فسق ظاہر ہونے کے بعد پہلے جیسا حال نہ رہا۔

(۲) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید مظلوم ہیں۔

(۳) حضرت شیخ نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے موقف کی وضاحت انتہائی جامعیت اور اختصار سے فرمادی ہے کہ کوئی منصف مزاج جو ذرا بھی بصیرت رکھتا ہو مزید اس پر اعتراض نہیں کرسکتا جس کا حاصل یہ ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ وغیرہ اکابر کے قول کے مطابق اگر یزید کا فسق و فجور درجہ کفر تک پہنچ گیا تھا تو پھر وہ معزول ہوگیا جس کی بنا پر اس کے خلاف قتال کرنا جائز تھا بصورت دیگر اگر اس کے کرتوت درجہ کفر تک نہیں پہنچے تھے تو اس صورت میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی اجتہادی رائے یہ تھی کہ وہ اس صورت میں بھی قابل عزل ہے جس کے بعد قتال جائز ہے۔

ایک تیسری صورت بھی ہوسکتی ہے کہ بوجہ فسق کے اس کو معزول کرنا اور خلع بیعت ضروری تھا لیکن یہ مشروط ہے فتنہ وفساد نہ ہونے کے ساتھ ایسی صورت میں جبکہ اتنی پیچیدگیاں موجود تھیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجتہاد میں اختلاف ہونا ناگزیر تھا حضرت امام مظلوم رضی اللہ عنہ اپنے خاص موقف کی بنا پر شہید ہوئے تھے۔

علماءِ اہل سنت کے اقوال میں جو اختلاف نظر آتا ہے وہ درحقیقت مبنی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین اجتہادی اختلاف پر، لیکن یہاں یہ بات واضح طور پر ذہن میں رہنی چاہیے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا اختلاف اس بنا پر نہیں ہوا تھا کہ ان میں سے بعض یزید کو صالح اور عادل سمجھتے تھے اور بعض فاسق و فاجر، وجہ یہ ہے کہ جن صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو یزید

کے خلاف جنگ سے روکا تھا انہوں نے یہ کہہ کر نہیں روکا تھا کہ چونکہ یزید ایک صالح اور عادل شخص ہے لہٰذا آپ اس کی مخالفت ترک کردیں بلکہ انہوں نے تفریق بین المسلمین کے اندیشہ سے منع کیا، یا اہل کوفہ پر بوجہ کوفی لا یوفی کے عدم اعتماد کا اظہار کیا تھا اس لیے ان کو روکنا چاہتے تھے تاکہ نقصان نہ اٹھائیں۔ واللہ اعلم

ö ö ö

سند العلماء مفتی اعظم ہند و صدر مفتی دار العلوم دیوبند
حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ کا فتوی

حکم لعنتِ یزید :

سوال : گروهے می گوید که یزید حاکم و والی مسلمین به بیعت اکثر اهل اسلام مقرر شده بود واگر چه فسق وفجور وی معروف است لیکن والی ازفسق معزول نمی شود وگروهے دیگر می گوید که اگر دراول امر ولایت وامارت وے تسلیم هم کرده شود تاهم چون عامه مسلمین ازطاعت وے برآمدند وخلع بیعت او کردند اووالی ایشان نماند وبوجه آن افعال شنیعه که ازو صادر شده اند لعنت بروے جائز است پس فیصلهٔ شمادرین باب چیست ؟

یزید پر لعنت کا حکم :

سوال : ایک گروہ کہتا ہے کہ یزید حاکم اور والی مسلمانان اکثر اہل اسلام کی بیعت سے

مقرر ہوا تھا، اگر چہ اس کا فسق وفجور معروف ہے لیکن حاکم فسق سے معزول نہیں ہوتا۔ اور دوسرا گروہ کہتا ہے کہ اگر چہ شروع شروع میں اس کی ولایت وامارت تسلیم کر لی گئی تھی تاہم چونکہ عام مسلمانوں نے اس کی اطاعت سے عدول کیا تھا اور خلع بیعت کردی تو وہ ان کا والی نہ رہا اور اس وجہ سے کہ برے افعال اس سے صادر ہوئے اس پر لعنت کرنا جائز ہے لہٰذا آپ لوگوں کا فیصلہ اس بارہ میں کیا ہے؟

جواب: راجح عند اهل السنة والجماعة عدم تكفير وعدم لعن يزيد است اگرچه درظلم وجوروتعدی وفسق اوكلام نيست ليكن اين امور موجب كفر وارتداد اونمی تواند شد واگر باشد تا وقتيكه يقين او حاصل نه شود تكفير نبايد كرد "والحق ماقاله ابن الحاج ونقل عنه فی شرح الفقه الاكبر وحقيقة الامر التوقف فيه ومرجع امره الی الله سبحانه" واين توقف هم حكم عدم تكفير وعدم لعن می كند وقصه خلافت ديگر است خليفه ازفسق معزول نمی شود۔ پس درين چنين مسائل مختلف فيها نزاع وجدال مناسب شان علماء نيست وسكوت بهتراست۔

جواب: اہل السنۃ والجماعت کے نزدیک راجح عدم تکفیر اور عدم لعن ہے اگر چہ اس کے ظلم وجور اور تعدی وفسق میں کوئی کلام نہیں ہے لیکن یہ امور موجب کفر وارتداد نہیں ہوسکتے اگر یہ امور موجب کفر وارتداد بھی ہو جائیں تو جب تک اس کا یقین نہ ہو جائے تکفیر نہیں کرنی چاہیے اور جو کچھ ابن امیر الحاج نے کہا بالکل حق ہے اور شرح فقہ اکبر میں نقل کیا کہ حق بات تو یہ ہے کہ اس بارہ میں توقف کیا جائے اور

اس کا معاملہ اللہ سبحانہ وتعالےٰ کے سپرد ہے اور یہ توقف بھی عدم تکفیر اور عدم لعن کا حکم کرتا ہے اور خلافت کا قصہ دوسرا ہے کہ خلیفہ فسق سے معزول نہیں ہوتا اور بعض کے نزدیک معزول ہو جاتا ہے لہٰذا ان جیسے مختلف فیہ مسائل میں جنگ وجدال علماء کی شان کے مناسب نہیں بلکہ سکوت بہتر ہے۔

فقط بندہ عزیز الرحمٰن مفتی دارالعلوم دیوبند

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۸۔ے ج:۱، طبع کتب خانہ عزازیہ دیوبند)

مفتی عزیز الرحمٰنؒ کے فتویٰ سے مندرجہ ذیل امور واضح ہوئے:

(۱) یزید کے ظلم وجور وتعدی وفسق میں کوئی کلام نہیں بایں ہمہ لعنت توقف بہتر ہے۔

(۲) اس قسم کے مختلف فیہ مسائل میں جنگ وجدال علماء کی شان کے مناسب نہیں۔

احتیاط (لعنت پر) سکوت میں ہے۔ نہ یزید کی حمایت میں سرگرم ہونا چاہیے اور نہ ہی اس پر لعنت اور طعن وتشنیع کو اپنا شعار بنانا چاہیے، لیکن اس سے مراد یہ نہیں کہ وہ قابل لعنت نہیں۔ (ضیاء)

ö ö ö

صحابہ کرامؓ اور یزید

یزید کے دور حکومت میں یا تو صحابہ کرامؓ اس سے برسرِ پیکار نظر آتے ہیں جیسے حضرت حسینؓ، حضرت عبداللہ بن زبیر اور وہ صحابہ جو جنگ حرہ میں اس کے خلاف لڑے (رضی اللہ عنہم) اور یا پھر اس کو یا اس کے عمال کو ان کے ظلم وستم پر روکتے ٹوکتے، جیسے (۱) حضرت عبداللہ بن عباس (۲) حضرت عبداللہ بن عمر (۳) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر (۴) حضرت جابر بن

عبداللہ (۵) حضرت ابو شریح خزاعی (۶) حضرت معقل بن یسار مزنی (۷) حضرت انس بن مالک (۸) حضرت زید بن ارقم (۹) حضرت عبداللہ بن مغفل (۱۰) حضرت عائذ بن عمرو (۱۱) حضرت ابو برزہ اسلمی وغیرہ رضی اللہ عنہم۔ کوئی صحابی ہمیں یزید کا ثناء خواں اور اس کی تعریف میں رطب اللسان نہیں ملتا اور نہ اس کی حمایت میں کسی معرکہ میں لڑتا ہوا نظر آتا ہے۔

(حادثہ کربلا کا پس منظر: ص ۳۲۲)

امیر شریعت حضرت مولانا
سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمہ اللہ
کی تصریحات

امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمہ اللہ نے ۲۸ رجون ۱۹۳۹ء کو لالہ موسیٰ میں ایک تقریر کی تھی جس پر آپ کے خلاف گورنمنٹ برطانیہ کی بغاوت کا جھوٹا مقدمہ قائم کیا گیا تھا۔ اس میں سرکاری رپورٹر لدھارام اپنی شہادت سے منحرف ہو گیا تھا، جس سے جھوٹی رپورٹ لکھوائی گئی اس لیے ہائی کورٹ نے آپ کو بتاریخ ۵ راپریل ۱۹۴۰ء بری کر دیا۔ لاہور ہائی کورٹ میں چیف جسٹس کے ایک سوال پر آپ نے یہ جواب دیا تھا کہ:

”آپ کے سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ میں نے اپنے آپ کو یزید اور انگریزوں کو حسین کہا۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کوئی مسلمان اپنے آپ کو یزید نہیں کہہ سکتا نہ ہی میں برداشت کر سکتا ہوں کہ کوئی مسلمان اپنے آپ کو یزید کہے۔“

(مقدماتِ امیر شریعت ص: ۲۵۷، مرتبہ ابن امیر شریعت سید عطاء المنعم بخاری صاحب)

امیر شریعت اپنی ایک فارسی نظم میں لکھتے ہیں:

ہر کہ بد گفت خواجۂ ما را
ہست او بے گمان یزید پلید

(شاہ جی کے علمی و تقریری جواہر پارے ص: ۱۴۸ در مدح خواجہ غلام فرید)

ماخوذ از ”خارجی فتنہ“ مصنفہ قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ ص: ۶۰۲ حصہ دوم (بحث فسق یزید)

فاسق اور پلید کے الفاظ:

یزید کا فاسق ہونا اہل السنت والجماعت کے مسلک میں متفق علیہ ہے۔

اکابر اسلام مثلاً حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی اور فخر المتکلمین حضرت مولانا حیدر علی صاحب فیض آبادی (مصنف منتہی الکلام وازالۃ الغین وغیرہ) نے یزید کو بعض جگہ فاسق اور بعض جگہ پلید لکھا ہے۔ لفظ پلید پر حامیان یزید زیادہ برافروختہ ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ فاسق اور پلید کا ایک ہی مطلب ہے چنانچہ فسق اور فسوق کے لغوی معنیٰ یہ ہیں: نافرمانی، بدکاری کی زندگی، اللہ کی نافرمانی، سرکشی اور بدی، نیک بختی کے راستے سے دوری اور فاسق کے معنیٰ بدکار، نافرمان، گنہگار، پاپی، سرکش، زناکار۔ (المعجم الاعظم جلد: ۴)

فسق کے درجات ہیں اور عموماً فسق بمعنیٰ نافرمانی اور گناہ استعمال ہوتا ہے۔

یزید پر حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ وغیرہ اصحاب مدینہ نے شراب پینے اور نماز ترک کرنے کا کھلم کھلا الزام لگایا تھا جیسا کہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے البدایہ والنہایہ جلد: ۸، ص: ۲۳۲ میں لکھا ہے۔ تو جب اصحاب مدینہ نے یزید کو پلید کہہ دیا تو اگر حضرت نانوتویؒ وغیرہ اکابر امت یزید کو پلید کہہ دیں تو اس میں کیا حرج ہے۔ افسوس ہے کہ جو لوگ اکابر دیوبند کی گرد

کو بھی نہیں پہنچ سکتے وہ دیوبندی کہلوا کر بھی ان حضرات پر جرح کرتے ہیں۔

(ماخوذ از ''خارجی فتنہ'' بتغییر یسیر ص: ۷۰۳-۷۰۵)

تحریکِ ختم نبوت کے چلانے سے ایک مہینہ اور کچھ دن پہلے کراچی کے دفتر تحفظ ختمِ نبوت میں شاہ صاحب (امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ) تشریف فرما تھے۔ مولانا ابوالحسنات مرحوم، ماسٹر تاج الدین صاحب انصاری، مولانا لال حسین اختر کچھ احباب اور راقم الحروف ان کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے۔ تحریک کے مختلف پہلوؤں پر بات چل رہی تھی کہ اتنے میں جناب کفایت حسین صاحب تشریف لے آئے۔ علیک سلیک مصافحہ و معانقہ کے بعد شاہ صاحب نے حافظ کفایت حسین کو اپنی جگہ بٹھانا چاہا۔ حافظ احتراماً وہاں نہ بیٹھے۔ بالآخر جب شاہ صاحب کا اصرار حد سے بڑھا تو حافظ صاحب یہ کہتے ہوئے ''حضرت واللہ میں تو آپ کو اپنے باپ کی جگہ سمجھتا ہوں''۔ بچوں کی طرح سمٹ سمٹا کر ادب سے بیٹھ گئے۔ خیر کچھ دیر باتیں ہوئیں۔ پھر حافظ صاحب اجازت لے کر واپس چلے گئے۔ بعد میں سے حاضرین میں سے کسی نے مزاحاً کہا شاہ صاحب آپ نے حافظ صاحب کی بڑی آؤ بھگت کی، شاہ جی مجھے تو اس میں ایک اور پہلو بھی نظر آتا ہے فرمایا کیا؟ کہا سید کوئی بھی ہو اندر سے آدھا شیعہ ہوتا ہے۔ شاہ جی نے قہقہہ لگایا پھر فرمایا ''مگر تمہیں یہ معلوم نہیں کہ جو سنّی ہوتے ہوئے اندر سے سادات کا دشمن ہو وہ پورا یزید ہوتا ہے''۔

(بخاری کی باتیں: ص ۶۸، تالیف: سید امین گیلانی رحمہ اللہ)

ö ö ö

یزید کی شراب نوشی اور زنا کے متعلق صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی

مستدرک ج ۳ ص ۵۲۲ میں روایت آتی ہے کہ حضرت معقل رضی اللہ عنہ بن

سنان رضی اللہ عنہ اور حضرت مسلم رضی اللہ عنہ بن عقبہ رضی اللہ عنہ کی آپس میں ایک مرتبہ ملاقات ہوئی، حضرت معقل رضی اللہ عنہ نے یزید کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

انی خرجت کرھا لبیعة ھذا الرجل .

میں اُس شخص کی بیعت کرنے کے لیے مجبور اُنکلا ہوں۔

حالانکہ وہ شراب بھی پیتا اور حرم میں زنا بھی کرتا ہے۔

(آنکھوں کی ٹھنڈک: تالیف: امامِ اہلِ سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ: ص ۱۴۶)

مفتی اعظم پاکستان
حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کی تصریحات
والدِ گرامی قدر حضرت مفتی تقی عثمانی، حضرت مفتی رفیع عثمانی مدظلہم

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ اپنی تصنیف لطیف ''شہید کربلا'' میں تحریر فرماتے ہیں:

تنبیہ:

یزید کی یہ زود پشیمانی اور بقیہ اہل بیت کے ساتھ بظاہر اکرام کا معاملہ محض اپنی بدنامی کا داغ مٹانے کے لیے تھا یا حقیقت میں کچھ خدا کا خوف اور آخرت کا خیال آگیا، یہ تو علیم و خبیر ہی جانتا ہے مگر یزید کے اعمال اور کارنامے اس کے بعد بھی سیاہ کاریوں ہی سے لبریز ہیں، مرتے مرتے بھی مکہ مکرمہ پر چڑھائی کے لیے لشکر بھیجے ہیں۔ اسی حال میں مرا ہے۔ عامله الله بماھو اھله (مؤلف) (ص: ۹۴-۹۵ طبع، دارالاشاعت، کراچی)

ہلاکت یزید:

شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے بعد یزید کو بھی ایک دن چین نصیب نہ ہوا تمام اسلامی

ممالک میں خون شہداء کا مطالبہ اور بغاوتیں شروع ہوگئیں ، اس کی زندگی اس کے بعد دوسال آٹھ ماہ اور ایک روایت میں تین سال آٹھ ماہ سے زائد نہیں رہی۔ دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس کو ذلیل کیا اور اسی ذلت کے ساتھ ہلاک ہوا۔ (ص:۱۰۳)

قاتلانِ حسینؓ کا یہ عبرت ناک انجام معلوم کر کے بے ساختہ یہ آیت زبان پر آتی ہے۔

کذٰلک العذاب ولعذاب الاخرة اکبر لو کانو یعلمون .

عذاب ایسا ہی ہوتا ہے اور آخرت کا عذاب اس سے بڑا ہے کاش وہ سمجھ لیتے۔ (سورۃ القلم) (ص:۱۰۵)

آگے فرماتے ہیں:

''حضرت ابوہریرہ ؓ کو شاید اس فتنہ کا علم ہوگیا تھا وہ آخر عمر میں یہ دعا فرماتے تھے کہ یا اللہ میں آپ سے پناہ مانگتا ہوں ساٹھویں سال اور نوعمروں کی امارت سے، ہجرت کے ساٹھویں سال ہی یزید جیسے نوعمر کی خلافت کا قضیہ چلا اور یہ فتنہ پیش آیا انا للّٰہ وانا الیہ راجعون (ص:۱۰۶)

حضرت مفتی صاحبؒ کی عبارات سے یہ بات واضح ہورہی ہے کہ یزید اپنے افعال ناشائستہ کی بنا پر اس لائق نہیں کہ اس کی تعریف وتوصیف کی جائے جیسا کہ نواصب ~~اپنے جلسوں اور تقاریر میں امیر المومنین یزید رحمۃ اللہ علیہ زندہ باد کے نعرے لگواتے ہیں~~ اور اس طرح حضور انور ﷺ کی روح مبارک کو مزید اذیت پہنچانے کا سامان کرتے ہیں ایسے لوگ بنص قرآنی اپنے کو لعنت خداوندی کا مستوجب بنا رہے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

ان الذین یؤذون اللّٰہ ورسولہ لعنھم اللّٰہ فی الدنیا والاخرة واعدلھم عذابا مھینا۔

بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت پہنچاتے ہیں

ان پر خدا کی پھٹکار ہے دنیا اور آخرت میں اور ان کے لیے رُسوا کن عذاب تیار کیا ہوا ہے، (الاحزاب پارہ ۲۲)

ö ö ö

ائمہ کرامؒ اور لعن بر یزید

یزید پر لعن کے سلسلہ میں امام احمدؒ کی جو رائے ہے وہی حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ سے ''مطالب المومنین'' میں منقول ہے۔ [ملاحظہ ہو: زجر الشبان والشیبہ عن ارتکاب الغیبہ'' ص،۲۰] اکابر حنفیہ میں امام ابوبکر احمد بن علی جصاص رازیؒ المتوفی ۳۷۰ ہجری نے ''احکام القرآن میں یزید کو ''لعین'' ہی لکھا ہے۔

حکیم الاسلام

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ

نبیرہ قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ

سابق مہتمم دار العلوم دیوبند کی تصریحات

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ کی شخصیت تعارف کی محتاج نہیں، ہم نے رسالہ کے آغاز میں جس کتاب کا ذکر کیا تھا وہ خلافت معاویہ ویزید نامی کتاب ہے جس کے مصنف محمود احمد عباسی صاحب ہیں۔ اس کتاب میں عباسی صاحب نے حتی الامکان اپنا زورِ قلم یزید کے مناقب وفضائل کے بیان پر صرف کردیا ہے بقول ان کے یہ ان کی ایک تاریخی ریسرچ ہے کہ یزید کو نہ صرف خلیفہ برحق بلکہ عمر ثانی بنا کر لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے یزید کا ذاتی وسیاسی کردار بے عیب ظاہر کیا جائے جس کا لازمی اثر یہ ظاہر ہوا کہ حضرت سیدنا حسین ؓ کا ذاتی کردار مشکوک ہوگیا۔ چنانچہ موجودہ دور کے نواصب کے

سرخیل عباسی صاحب نے اہل بیتِ رسول کی توہین، ان کی تحمیق وتجہیل میں کوئی دقیقہ نہیں اُٹھارکھا یہاں تک کہ حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی صحابیت سے بھی انکار کر بیٹھے اور یزید کو حضرت امام کے مقابلے پر لا کھڑا کیا۔ عباسی صاحب کے خیال میں انہوں نے دین کی ایک بہت بڑی خدمت انجام دی کہ تحقیق انیق کا ایک نیا باب امت کے سامنے آیا، اب جبکہ اہل علم وفضل حضرات میں ایسے لوگ کم ہیں جو اسلامی تاریخ پر وسیع نظر رکھتے ہوں تو عوام میں پڑھا لکھا طبقہ اسلامی تاریخ سے کب واقف ہوسکتا ہے؟ خصوصاً بعض پروفیسرز اور لیکچرار حضرات اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور اب ایک ذہنی انتشار کی نئی صورت پیدا ہوگئی ایک پڑھا لکھا شخص جب حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں یزید کا نام امیر المؤمنین کہہ کر لے تو یہ حضرات بہت خوش ہوتے ہیں کہ دیکھیے صاحب! ہم نے دین کی کتنی بڑی خدمت کی برسہا برس سے امت میں یہ غلط فہمی چلی آرہی تھی جس میں بڑے بڑے محدثین، مفسرین، متکلمین حتی کہ بعض مؤرخین بھی مبتلا رہے آج ہم نے اپنی اس تاریخی ریسرچ کے ذریعہ حقائق سے پردہ اٹھا دیا یہ ہماری کتنی بڑی دین کی خدمت ہے، حالانکہ تعلیم یافتہ طبقہ چونکہ تاریخ پر سطحی نظر رکھتا ہے اس لیے وہ بہت جلد ان کی تاریخی ریسرچ بلکہ نظریاتی ریسرچ کا شکار ہوجاتا ہے قطع نظر اس کے کہ وہ یہ معلوم کرے کہ حق کیا ہے۔ ہمارے اسلاف امت کبھی ہم سے غلط بیانی نہیں کرسکتے اور نہ ہی یہ ممکن ہے کہ قرناً بعد قرنٍ اور نسلاً بعد نسلٍ سب اسی غلطی میں مبتلا ہوتے چلے آئے تا آنکہ عباسی صاحب کا دورِ نامحمود آیا اور انہوں نے یزید کی طرف سے وکالت کا صحیح حق ادا کیا ان ھذا لشیء عجاب اس لیے جب ابتداء میں مذکورہ کتاب چھپ کر منظر عام پر آئی تو علماء اور جدید تعلیم یافتہ طبقے میں ایک عجیب ہلچل سی مچ گئی، کالج اور یونیورسٹی سے منسلک وہ پروفیسرز اور لیکچرار حضرات جو یا تو عربی سے کم واقفیت رکھتے ہیں یا بالکل ہی ناواقف ہیں اور شعبہ تاریخ سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے بزبان اردو اس انوکھے انداز بیان سے بڑی حد تک تأثر قبول کیا اور اپنے زیر اثر طلبہ حضرات کو عباسی صاحب

کی جدید اور مسلمات کے خلاف تحقیقات سے روشناس کرایا جس کے فوری اور لازمی نتیجے کے طور پر نوجوان جوشیلے طلبہ میں جو فکری انقلاب پیدا ہونا شروع ہوا وہ حضرات اہل بیت رسول ﷺ سے عموماً اور شہید مظلوم سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے خصوصاً ایک بُعد اور نفرت کی صورت میں ظاہر ہوا اس کے برعکس یزید سے عقیدت واحترام اور معاذ اللہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلے پر یزید کے فضائل ومناقب کے بیان پر منتج ہوا۔ فالی اللہ المشتکی.

یہ وہ اندھی عقیدت تھی جس کی عباسی صاحب نے آبیاری کی اس کے برگ وبار سے ان تمام حضرات نے فائدہ حاصل کیا جو اصل ماخذ ومراجع سے ناآشنا ہونے کے سبب ان کی طرف رجوع نہیں کرسکتے یا اگر کرسکتے ہیں تو اتنی زحمت گوارا نہیں کرتے اس لیے جب پکا پکایا مل جائے تو سر دھننے کی کیا ضرورت۔

آنکس کہ نداند وبداند کہ بداند
درجہل مرکب ابدالدہر بماند (ضیاء الحق)

حضرت قاری صاحبؒ نے محمود عباسی (ناصبی ویزید) کی کتاب ''خلافت معاویہ ویزید'' (جو حضرت علیؓ وحضرت حسینؓ کی گستاخی پر مشتمل ہے) کے رَد میں ایک کتاب بنام ''شہیدِ کربلا'' تالیف فرمائی ہے جس کے چند اہم اقتباسات پیش کیے جارہے ہیں۔

(۱) امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک قتل حسین رضی اللہ عنہ میں یزید کا ہاتھ بلا شبہ کارفرما تھا کیونکہ امام احمدؒ اسے فساد عظیم فرما کر یزید کو اس پر مستحق لعنت فرمارہے ہیں جس کے معنیٰ یزید کے قاتل حسینؓ ہونے کے صاف نکلتے ہیں خواہ امر قتل سے وہ قاتل ہے یا رضا بالقتل سے قاتل ٹھہرے اسے بھی حکماً قاتل ہی کہا جائے گا۔ (ص:۱۴۴)

(۲) امام احمد حنبلؒ نے قرآن کریم کی ایک پوری آیت ہی اس پر منطبق کر کے اس کے عموم سے بدلالت قرآنی یزید کو مورد لعنت قرار دیا۔ (ص:۱۴۵)

(۳) ان کا منشا صرف یزید کو ان غیر معمولی ناشائستگیوں کی وجہ سے مستحق لعنت قرار دینا یا زیادہ سے زیادہ لعنت کا جواز ثابت کرنا ہے لعنت کو واجب بتلانا نہیں۔

(۴) خلاصہ یہ کہ جنہوں نے لعنت کا جواز ثابت کیا ہے وہ یزید پر لعنت کرنے کو ضروری نہیں قرار دیتے اور جنہوں نے لعنت سے روکا ہے وہ ان کے اثبات جواز کے منکر نہیں یعنی ایک فریق یزید کو مستحق لعنت بتلاتا ہے اور دوسرا شغل لعنت کو پسند نہیں کرتا اس لیے یزید پر لعنت سے بچنے والا کسی بھی فریق کا مخالف نہیں کہلایا جا سکتا یہی راستہ ہم اختیار کیے ہوئے ہیں پھر بھی مثبتین لعنت کے اقوال کی یہ پیشکش لوگوں کو یزید کی لعنت پر اکسانے کے لیے نہیں بلکہ صرف یہ بتلانے کے لیے ہے کہ ائمہ ہدایت کے ہاں کسی کے بارہ میں لعنت کا جواز بلکہ لعنت کا سوال اٹھ جانا اس کے اچھے کردار کی دلیل نہیں ہو سکتا بلکہ بدکرداری اور فسق ہی کی دلیل ہو سکتا ہے۔ اس لیے یہ لعنت کے اقوال ان ائمہ کی طرف سے بلاشبہ یزید کے فسق کی ایک مستقل دلیل اور وزنی شہادت ہے۔ (ص:۱۴۶)

(۵) پس جیسے کفر سرزد ہو جانے پر کوئی نیکی کارآمد نہیں رہتی اور نہ زبانوں پر آتی ہے ایسے ہی فسق کی بعض حرکتیں یا بے ادبی اور گستاخی کی بعض نوعیں سرزد ہو جانے پر نہ کوئی نیکی بارآور رہتی ہے نہ زبانیں اس کا تکلم گوارہ کرتی ہیں اور نہ ہی مقبولیت عنداللہ باقی رہتی ہے۔

پس تجربہ کردیم دریں دیر مکافات
با دردکشاں ہر کہ درافتاد برافتاد

غرض یہ اصول ہے عقلی بھی، شرعی بھی اور طبعی بھی، کوئی جذباتی بات نہیں اسی میں یزید گرفتار ہوا۔ اس کے ایک ہی فسق (قتل حسینؓ) نے اس کی ساری خوبیوں

کو خاک میں ملا دیا۔ اور کوئی بھی اس جرم کے بعد اس کی کسی بھلی بات سننے کا بھی روادار نہ رہا۔ (ص:۱۴۸)

(۶) بہر حال یزید کے فسق و فجور پر جب کہ صحابہ کرامؓ سب کے سب ہی متفق ہیں خواہ مبائعین ہوں یا مخالفین، پھر ائمہ مجتہدین بھی متفق ہیں اور ان کے بعد علمائے راسخین، محدثین، فقہاء مثل علامہ قسطلانیؒ، علامہ بدرالدین عینیؒ، علامہ ہیثمیؒ، علامہ ابن جوزیؒ، علامہ سعدالدین تفتازانیؒ، محقق ابن ہمامؒ، حافظ ابن کثیرؒ، علامہ الکیا الہراسیؒ جیسے محققین یزید کے فسق پر علما سلف کا اتفاق نقل کر رہے ہیں اور خود بھی اسی کے قائل ہیں پھر بعض ان میں سے اس فسق کے قدر مشترک کو متواتر المعنی بھی کہہ رہے ہیں جس سے اس کا قطعی ہونا بھی واضح ہے پھر اوپر سے ائمہ اجتہاد میں سے امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ کا یہی مسلک الکیا الہراسیؒ نقل کر رہے ہیں اور وہ خود شافعی ہیں اور فتوی دے رہے ہیں تو ان کی نقل ہی سے یہ مسلک امام شافعیؒ اور فقہ شافعی کا بھی ثابت ہوتا ہے تو اس سے زیادہ کے فسق کے متفق علیہ ہونے کی شہادت اور کیا ہو سکتی ہے؟ (ص:۱۵۳)

گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے

یزید کے حقیقی بیٹے کا اپنے باپ کی نااہلیت و جرائم کا اعتراف

یزید کے بارے میں سب سے بڑی شہادت خود اس کے گھر والوں کی موجود ہے۔ حقیقی بیٹے سے زیادہ باپ کے حالات سے اور کون واقف ہو سکتا ہے اور پھر بیٹا بھی وہ جو نہایت صالح ہو۔ اب دیکھیے معاویہ بن یزید رحمہ اللہ اپنے باپ کے بارے میں کیا شہادت دیتے ہیں۔ یزید کے یہ سعادت مند بیٹے جب متولی خلافت ہوئے تو انہوں نے برسر منبر اپنے باپ یزید کے بارے میں جو اظہار خیال کیا وہ یہ ہے:

میرے باپ نے حکومت سنبھالی تو وہ اس کا اہل ہی نہ تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے نواسے سے نزاع کی، آخر اس کی عمر گھٹ گئی اور نسل ختم ہوگئی اور پھر وہ اپنی قبر میں اپنے گناہوں کی ذمہ داری لے کر دفن ہوگیا۔ یہ کہہ کر رونے لگے پھر کہنے لگے جو بات ہم پر سب سے زیادہ گراں ہے وہ یہی ہے کہ اس کا برا انجام اور بری عاقبت ہمیں معلوم ہے (اور کیوں نہ ہو جبکہ) اس نے واقعی رسول اللہ ﷺ کی عترت کو قتل کیا، شراب کو مباح کیا، بیت اللہ کو برباد کیا اور میں نے خلافت کی حلاوت ہی نہیں چکھی تو اس کی تلخیوں کو کیوں جھیلوں؟ اس لیے اب تم جانو اور تمہارا کام ....

(الصواعق المحرقہ: ص،۱۳۴)

محدث العصر، شیخ المشائخ
حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوری رحمہ اللہ
کی تصریحات

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کتنے تاریخی بدیہیات کو کج فہمی نے مسخ کر کے رکھ دیا، یہ دنیا ہے اور دنیا کے مزاج میں داخل ہے کہ ہر دور میں کج فہم اور کج رو اور کج بحث موجود ہوتے ہیں۔ زبان بند کرنا تو اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت میں ہے، ملاحدہ اور زنادقہ کی زبان کب بند ہوسکی کیا اس دور میں امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کو افسانہ نہیں بنایا گیا۔ اور کہا گیا کہ واقعہ ہے

ہی نہیں، اور کیا امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی، واجب القتل اور یزید کو امیر المومنین اور خلیفہ برحق نہیں ثابت کیا گیا۔ (تسکین الصدور)

حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ اپنی شہرہ آفاق تصنیف ''معارف السنن شرح ترمذی'' میں رقمطراز ہیں:

عمرو بن سعید کان والیا علی المدینة من جهة یزید بن معاویة وکان یجهز لقتال عبدالله بن الزبیر معاونة لیزید وعمرو بن سعید هذا هو ابن العاصی بن امیة القرشی الاموی یعرف بالاشدق وملقب بلطیم الشیطان یکنی ابا امیه قتله عبدالملک بن مروان بعد ان امنه سنة سبعین کما هو مذکور تفصیله فی البدایة والنهایة لابن الکثیر فی الجزء الثامن وقصة قتاله عبدالله بن الزبیر معروفة وملخصها ان معاویة لما عهد بالخلافة بعده لابنه یزید فبایعه الناس الا اربعة منهم الحسین بن علی وابن الزبیر رضی الله عنهما ثم الامام الحسین رضی الله عنه سار الی الکوفة باصرار اهلها فوقع ماوقع واما ابن الزبیر فاعتصم بحرم مکة ویسمی عائذ البیت وغلبه علی امر مکة فکان یزید یامر ولاته علی المدینة ان یجهزوا لقتاله الجیش الی ان ادی ذلک وامثاله لخلع اهل المدینة ببیعة یزید فانتج ذلک وقعة الحرة بالمدینة فقتل فیها مؤن من الصحابة وابنائهم وافتض فیها الف عذراء علی ما یقال، ووقع شر عظیم وفساد کبیر علی مایحدثنا ه التاریخ

فانا لله وانا اليه راجعون .

وذلک سنة ثلاث وستين من الهجرة النبوية علی صاحبها الصلوات والتحية ويزيد لاريب فی کونه فاسقا والعلماء السلف فی يزيد وقتله الامام حسين خلاف فی اللعن والتوقف قال ابن صلاح فی يزيد ثلاث فرق فرقة تحبه وفرقة تسبه وتلعنه وفرقة متوسطة لا تتولاه ولاتلعنه قال وهذه الفرقة هی المصيبة ويقول ابن العماد فی الشذرات بعد نقله ولا اظن الفرقة الاولی توجه اليوم وعلی الجملة فما نقل عن قتله الحسين والمتحاملين عليه يدل علی الزندقة وتهاونهم بمنصب النبوة وما اعظم ذلک ثم کلمه التفتازانی فی شرح النسفية من نقل الاتفاق علی جواز اللعن وان رضا يزيد بقتله و استشاره بذلک واهانته اهل بيت رسول الله صلی الله عليه وسلم مما تواتر معناه وان کان تفصيله احادا ثم نقل عن الحافظ ابن عساکر انه نسب الی يزيد قصيدة منها:

ليت اشياخی ببدر شهدوا
جزع الخزرج من وقع الاسل
لعبت هاشم بالملک فلا
ملک جاء ه ولاوحی نزل

قال فان صحت عنه فهو کافر بلاريب وبعد تفصيل قال :قال اليافعی :واماحکم من قتل الحسين اوامر بقتله عمن استحل

ذلک فهو کافر وان لم يستحل ففا سق فاجر. والله اعلم .

"عمرو بن سعید مدینہ پر یزید بن معاویہ کی طرف سے والی بنایا گیا تھا، اس نے یزید بن معاویہ کے حکم سے حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ قتال کی تیاری کی یہ عمرو بن سعید بن العاصی ابن امیہ قرشی اموی ہے اور اس کو اشدق کے نام سے جانا گیا ہے اس کا لقب لطیم الشیطان ہے اور ابوامیہ اس کی کنیت ہے عبدالملک بن مروان نے ۷۰ ھ میں اس کو امان دینے کے بعد قتل کر دیا تھا جیسا کہ اس کی تفصیل البدایہ والنہایہ کی جلد ثامن میں موجود ہے ،اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اس کا قتال معروف ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے بعد اپنے بیٹے یزید کو خلیفہ بنایا تو لوگوں نے ان سے بیعت کر لی سوائے ان میں سے چار کے جن میں حسین بن علی اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہم شامل ہیں ،پھر امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے گھر والوں کے اصرار پر کوفہ چلے گئے چنانچہ جو کچھ ہونا تھا وہ ہو گیا،اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے حرم مکہ میں پناہ حاصل کی اور اسی لیے ان کو بیت اللہ کے پناہ گزیں کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور مکہ کے امور پر ان کو غلبہ حاصل ہو گیا تھا لہٰذا یزید نے اپنے مدینہ کے وُلاۃ کو حکم دیا کہ وہ ان سے قتال کرنے کے لیے لشکروں کو تیار کریں (اور قتال پیش آیا) یہاں تک کہ ان کارروائیوں کا نتیجہ نکلا کہ اہل مدینہ نے یزید کی بیعت کو توڑ ڈالا جس کے صلے میں حرہ کا واقعہ پیش آیا اور اس میں کئی سو صحابہ مع اپنی اولاد کے شہید ہو گئے (اسی میں شرکائے حدیبیہ سب ختم ہوئے) اور ایک ہزار دوشیزہ لڑکیوں کی عصمت دری کی گئی جیسا کہ کہا گیا ہے اور بہت بڑا افساد

وفتنہ واقع ہوا جیسا کہ تاریخ کے بیان سے ظاہر ہے **انا للہ وانا الیہ راجعون** اور یہ واقعہ ۶۳ھ میں پیش آیا تھا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یزید فاسق تھا اور علماء سلف میں بوجہ قتل حسینؓ یزید پر لعنت کرنے کے بارہ میں اختلاف ہے کہ لعنت کی جائے یا توقف اختیار کیا جائے، چنانچہ ابن صلاح فرماتے ہیں کہ یزید کے بارہ میں تین گروہ ہیں ایک وہ جو اس سے خاص لگاؤ رکھتے ہیں دوسرے وہ جو اس کو گالیاں دیتے ہیں اور لعنت کرتے ہیں تیسرے وہ جو اس بارے میں متوسط ہیں نہ اُس سے دوستی رکھتے ہیں اور نہ ہی اس پر لعنت کرتے ہیں، ابن صلاح فرماتے ہیں کہ یہ فرقہ اعتدال پر ہے۔ اور ابن العماد شذرات میں اس کو نقل کر کے فرماتے ہیں کہ میں نہیں سمجھتا کہ اول قسم کے لوگ (یزید کو چاہنے والے) آج بھی ہوں گے۔ مجموعی طور پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل اور ان کے قتال پر ابھارنے والوں سے متعلق جو کچھ کتب تاریخ سے معلوم ہوتا ہے اس کا حاصل یہی ہے کہ یہ زندقہ ہے اور دراصل اس سے مذہب نبوت کی توہین معلوم ہوتی ہے اور اس سے بڑھ کر اور کیا بات ہوسکتی ہے؟ پھر تفتازانی کی بات جو انہوں نے شرح نسفیہ میں نقل کی ہے کہ جواز لعنت یزید پر اتفاق ہے (جس سے لعنت کے جواز پر صاف دلیل معلوم ہوتی ہے) اور یزید کی حضرت امام رضی اللہ عنہ کے قتل پر رضامندی اور اس پر اظہار مسرت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے کی توہین کی خبر اگرچہ معناً متواتر ہے مگر واقع کی تفصیلات خبر آحاد کے درجہ میں ہیں پھر ابن عساکر سے یہ بھی منقول ہے کہ انہوں نے ایک قصیدہ یزید کی طرف منسوب کیا ہے جس کے چند اشعار یہ ہیں:

ترجمہ: کاش کہ میرے بزرگ بدر کے معرکہ میں نیزوں کی مار پڑنے سے خزرج کی چیخ وپکار کو دیکھتے، ہاشم نے ملک کو برباد کر دیا نہ اُن کے پاس کوئی فرشتہ آیا اور نہ ہی کوئی وحی نازل ہوئی۔

حافظ ابن عساکر فرماتے ہیں کہ اگر ان اشعار کی نسبت یزید کی طرف درست ہے تو وہ بلاشبہ کافر ہے اور اسی موقعہ پر کچھ تفصیل بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یافعی کا قول ہے انہوں نے فرمایا کہ جس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم دیا یا اس نے قتل کیا اور اس کو جائز اور حلال جانا تو وہ کافر ہے اور اگر حلال اور جائز نہ جان کر ایسا کیا تو وہ فاسق وفاجر ہے، واللہ اعلم

ö ö ö

محدث کبیر
حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی رحمہ اللہ
کی تصریحات

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمیؒ اپنے ایک مضمون ”حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں سوء ادبی اور اس کا جواب“ میں خواجہ حسن نظامی کے اس الزام کا جواب دیتے ہوئے کہ (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دلوایا تھا لکھتے ہیں کہ:

”اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے خون سے جس ناپاک اور خبیث وجود کا ہاتھ رنگین ہے اسی نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ

کو بھی زہر دلوایا تھا۔

چنانچہ مسلم الثبوت اور مستند مؤرخ ومحدث علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس دردناک داستان غم کو لکھتے ہوئے اس کی صاف تصریح کی ہے کہ جس ننگ انسانیت نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ ستم روا رکھا تھا وہ یزید علیہ مایستحقہ ہے۔ (تاریخ الخلفاء ص:۱۳۰)

(النجم لکھنؤ جمادی الاولیٰ وجمادی الاخریٰ ۱۳۴۹ھ ص:۳۹)

حضرت مولانا اعظمیؒ نے یزید کو ننگ انسانیت، ناپاک اور خبیث اور قاتل حسین رضی اللہ عنہ قرار دیا۔

یزید کو صالح اور عادل اور امیر المؤمنین لکھنے کی جسارت کرنے والے ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں اور غور کریں کہ کل روز محشر میں آقائے نامدار ﷺ کے سامنے کیا منہ لے کر جائیں گے؟

حضرت مولانا اعظمیؒ نے اپنے اسی مضمون میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دفاع کرتے ہوئے یہ بھی تحریر فرمایا ہے:

"پانچویں خلیفۂ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت یہ مذکور ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو جس نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کی تھی تین کوڑے لگوائے حالانکہ وہ اپنے زمانہ خلافت میں کسی کو کوڑے مارنے کا حکم نہیں دیتے تھے"

(تاریخ الخلفاء ص:۱۶۱، صواعق محرقہ ص:۱۳۲)

آگے چل کر حضرت مولانا تحریر فرماتے ہیں:

"حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسرے شخص کو جس نے یزید کو امیر المؤمنین کے لقب سے یاد کیا تھا بیس کوڑے لگانے کا حکم دیا تھا۔

(تاریخ الخلفاء، صواعق محرقہ ص:۱۳۲-۱۳۴) (ماخوذ از النجم ۳۵)

حضرت مولانا کی تحریر سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہو رہی ہے کہ اہل سنت والجماعت کے متفقہ فیصلے کے مطابق یزید فاسق تھا۔

ö ö ö

ناصبیوں اور یزیدیوں کے لیے عبرت انگیز تحریر [تکمیل الایمان: ص:۱۷]

حضرت فاطمہؓ اور ان کی اولاد کی ایذاء واہانت اور ان سے بغض وعداوت خود رسول ﷺ کی ایذاء واہانت اور آپؐ سے بغض کا موجب ہے۔

تتمہ

ناظرین کو ذہنی انتشار پراگندگی اور نواصب کی تلبیسات سے بچانے کے لیے اکابر اہل سنت علماء دیوبند رحمہم اللہ کے فتاویٰ وتحقیقات ان کے افکار ونظریات مدلل طریقے سے پیش کر دیے گئے ہیں اگرچہ اس موضوع پر متعدد رسائل اور چھوٹی بڑی کتابیں یزید کی حمایت یا مخالفت میں شائع ہو چکی ہیں اور جب تک اس قسم کے فتنے دنیا میں باقی ہیں اس وقت تک یہ بحثیں چلتی رہیں گی۔ ہم نے تو اس رسالہ کو محض اس غرض سے مرتب کیا ہے تاکہ جس شخص کو پہلے ہی سے اکابر دیوبند سے عقیدت واحترام کا تعلق ہے وہ ان بزرگوں کی

تحریروں کو پڑھے اور پھر خالی الذہن ہو کر اللہ تعالےٰ سے ہدایت کا طالب ہو تو انشاء اللہ اس مسئلہ سے متعلق جو کچھ اقرب الی الحق ہے اللہ جل ذکرہ اس کے قلب پر وارد فرما دیں گے۔ رسالہ مذکورہ میں جن علمائے ربانیین کے رشحات قلم اس مسئلے سے متعلق آپ نے ملاحظہ کیے ہیں ان کی تحریر و تقریر میں جہاں ٹھوس علمی مواد موجود ہوتا ہے وہاں ایک خصوصیت یہ بھی ہوتی ہے کہ اگر متلاشی حق ایک مرتبہ ان کی بات پر سنجیدگی سے غور کر لے تو بفضلِ خداوندی اس کی دست گیری غیب سے ہو جاتی ہے۔ آپ کو بے شمار واقعات اس قسم کے مل جائیں گے بلکہ ایسے حضرات بھی اس وقت موجود ہیں کہ جن کو جو کچھ حاصل ہوا وہ انہی ہستیوں کا فیضان اور انہی کا مرہون منت ہے۔ پھر دل کی گہرائیوں سے ان بزرگوں کے لیے دعائیں نکلتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کروڑوں بلکہ بے شمار رحمتیں ان کی قبروں پر نازل فرمائے اور نور سے منور فرمائے کہ ان کی بدولت ہم کو حقائق کا ادارک ہوا۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ ابھی ابھی آپ نے جو تحریریں پڑھی ہیں ان کو بار بار پڑھیں اور غور کریں تو آپ پر اس مسئلہ میں اعتدال کی راہ واضح ہو جائے گی۔ ایسا نہ ہو کہ کل برسر محشر خدانخواستہ ہمیں سرکارِ دو عالم ﷺ کی موجودگی میں صرف اس لیے رسوائی کا سامنا کرنا پڑے کہ ہم نے دفاع صحابہؓ حب صحابہؓ اور مدح صحابہؓ کو سپر بنا کر اہل بیت اطہارؓ اور بالخصوص حضرات حسنینؓ کی تنقیص اور تحمیق کی اور ان کے ساتھ زیادتیاں کرنے والوں بالخصوص یزید علیہ مایستحقہ کو مرتبے کے اعتبار سے ان سے بالاتر کر دیا۔ کیا ایسا ستم ڈھانے والے یہ خیال نہیں کرتے کہ تاجدار مدینہ آقائے نامدار، سرکار دو عالم ﷺ کو ان کے اس طرز عمل سے کتنی اذیت پہنچتی ہوگی۔ غور فرمایئے کہ اگر روافض حضرات شیخینؓ و دیگر اصحابؓ رسول اور ازواج طیباتؓ و طاہراتؓ بالخصوص عفیفہ کائنات ام المؤمنین والمومنات حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی جناب میں لب کشائی کی جسارت کریں تو ہر باغیرت سنی مسلمان کے نزدیک ان کا یہ تبرا اتنا عظیم جرم ہے کہ وہ قابل گردن زدنی ہیں، کوئی سنی مسلمان خواہ وہ کیسا ہی فاسق

اور بے عمل کیوں نہ ہو ان کی اس حرکت کو برداشت نہیں کر سکتا فی الواقع ہے بھی یہی بات کیونکہ جب ہم اپنے والدین اور خاندان کے بزرگوں کے بارے کوئی لفظ توہین آمیز سننا گوارہ نہیں کرتے تو ازواج مطہراتؓ سے بڑھ کر کون سی مائیں اور صحابہؓ سے بڑھ کر اور کون سے بزرگ ہو سکتے ہیں کہ جن کا حد درجہ احترام اور عظمت ہمارے دلوں میں ہونی چاہیے۔ معلوم ہوا کہ درحقیقت بغض صحابہؓ اور عداوت صحابہؓ ہی کا دوسرا نام بغض رسول اور عداوت رسول ہے۔ صحابیؓ سے کینہ رکھنے والا محبّ رسول ہو ہی نہیں سکتا اور یہ مسئلہ کوئی پیچیدہ مسئلہ نہیں ہے معمولی سمجھ رکھنے والا بھی تھوڑی سی غور و فکر کے بعد اس کو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔

جب یہ بات ذہن نشین ہو گئی تو اب یہ معلوم کرنا بھی چنداں دشوار نہ ہوگا کہ روافض کے تمام تر افکار و نظریات بلکہ پورے مذہب شیعہ کا رکن اعظم یہی ناپاک سوچ ہے جس پر رفض اور شیعیت کی عمارت قائم ہوتی ہے بالفاظ دیگر اگر شیعہ کی اصول اربعہ (وہ چار کتابیں جو روافض کے ہاں سب سے زیادہ معتبر اور مستند خیال کی جاتی ہیں جیسے اہل سنت کے ہاں صحاح ستہ کا درجہ ہے) سے یہ مسئلہ خارج ہو جائے تو چشم زدن میں یہ عمارت زمیں بوس ہو جائے گی۔ آپ غور فرمائیں تو اس کا حاصل یہ ہے کہ دین اسلام کے عینی گواہ جو صحابہؓ ہی ہو سکتے ہیں ان کی عدالت و ثقاہت کو امت کی نظر میں مشکوک بنا دیا جائے ظاہر ہے کہ جب صحابہ کرامؓ کسی شخص کی نظر میں قابل جرح ہو گئے ان کا کردار دیانت و امانت حتیٰ کہ ان کا ایمان بھی معاذ اللہ مشکوک ہو گیا تو ساری شریعت اور دین پر سے اعتماد اٹھ ہو گیا۔ **وھو المقصود** (اور یہی ان کا مقصد بھی ہے)

غرض یہ کہ روافض نے صحابہؓ کی (**معاذ اللہ**) تکفیر کا راستہ اختیار کیا مگر اہل بیتؓ کی محبت کا سہارا لیا جس سے وہ یہ تأثر دینا چاہتے ہیں کہ خاکم بدہن صحابہ نقل مذہب میں عادل نہ تھے اور جو کوئی دین و شریعت کو حاصل کرنا چاہے تو اہل بیتؓ سے حاصل کرے۔ درحقیقت اس فرقہ ضالہ نے امت مسلمہ کی بنیاد پر کاری ضرب لگائی۔

رفض اور شیعیت سے ملتا جلتا دوسرا فتنہ ناصبیت کا ہے کہ جس نے روافض کی طرح صحابہ کرامؓ کی محبت کا سہارا لیا اور رافضیت کے تدارک کے لیے علاج بالضد کی صورت میں سامنے آیا جس طرح روافض کبار صحابہؓ پر (معاذ اللّٰہ) کیچڑ اُچھال کر اہل بیت اطہارؓ کی محبت کا دم بھرتے ہیں اسی طرح نواصب اہل بیتؓ کی شان میں ناشائستہ زبان استعمال کر کے صحابہؓ سے اپنی بے پناہ عقیدت ومحبت کا اظہار کرتے ہیں اس فرقہ ضالہ سے بھی مسلمانوں کو شدید نقصان پہنچا اور پہنچ رہا ہے۔

مذکورہ بالا دونوں قسم کے فتنوں کے ردعمل کے طور پر ایک تیسرے فتنے نے جنم لیا یہ خارجیت کا ناسور ہے، جس نے صحابہؓ واہل بیتؓ ہر دو کی حرمت کو پامال کیا جس سے امت کو بے حد نقصان ہوا اور ہو رہا ہے۔

آپ نے ابھی جس رسالے کا مطالعہ کیا ہے اس میں مقتدر اور جید علماء دیوبند رحمہم اللہ کے ارشادات جو یزید کی شخصیت سے متعلق ہیں آپ نے بغور پڑھ لیے ہوں گے جس سے آپ کو بخوبی اندازہ ہو گیا ہوگا کہ حامیان یزید جس جوش وخروش سے یزید کی حمایت کا علم اٹھائے پھرتے ہیں اور ساتھ ہی اپنے تئیں اکابر دیوبند کی روحانی اولاد ہونے کا دعویٰ بھی رکھتے ہیں تو وہ یزید کی پرزور حمایت کے ساتھ اپنے ان بلند بانگ دعوؤں میں کس حد تک سچے ہیں۔

یقولون بافواهم مالیس فی قلوبهم.

یہ لوگ اپنے منہ سے وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہوتیں۔

سردست ہم نے ناصبیوں کے تاریخ داں بلکہ (بقول ان کے) مجدد دین تاریخ اسلام ریسرچ اسکالروں کی قلعی کھولنے کے لیے علماء راسخین کی گرانقدر وزنی شہادتوں کو آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے، جن کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک صاحب بصیرت انسان کے لیے یہ فیصلہ کرنا کچھ مشکل نہیں کہ آیا یزید امیر المؤمنین صالح، متقی اور جنتی تھا یا کچھ اور؟ فیصلہ

آپ خود کیجیے۔

یزید علیہ ما یستحقہ کا ذاتی کردار کچھ بھی رہا ہو ہمیں اس سے کچھ بحث نہیں بحث تو اس میں ہے کہ کیا یزید اس پوزیشن میں ہے کہ اس کو نہ صرف اہل بیت اطہارؓ اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے مقابلے پر لایا جائے بلکہ اس کا مقام ان سے بھی بالاتر کر دیا جائے۔

ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بہ کجا

اگر حب صحابہؓ کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا تو حب اہل بیتؓ کے بغیر بھی ایمان کامل نہیں ہوتا خاص کر وہ اہل بیتؓ جن کو اہل بیتؓ ہونے کے ساتھ ساتھ شرف صحابیت بھی حاصل ہے اس اعتبار سے ان کو دوہری فضیلت حاصل ہے پھر حب صحابہؓ کی آڑ لے کر اہل بیتؓ سے عداوت رکھنا اور یزید سے محبت کرنا بلکہ اس کا دفاع کرنا کس ایمان کے مکملات میں سے ہے؟

مزید برآں محبان یزید یہ بھی نہ بھولیں کہ احادیث مبارکہ کی کتب معتبرہ میں کوئی ایک روایت بھی ایسی نہیں کہ جس میں کسی ایک صحابیؓ نے بھی یزید کو صالح اور عادل قرار دیا ہو کیا چودھویں صدی کے نواصب صحابہ کرامؓ سے زیادہ یزید کو قریب سے دیکھ رہے ہیں؟ اور کیا یزید سے ان کی شناسائی اصحاب رسول ﷺ سے بھی زیادہ ہے؟

ہوسکتا ہے کوئی کور باطن یہاں بھی ضد اور ہٹ دھرمی سے یہی کہے کہ اگر (نعوذ باللہ) صحابہ کرامؓ یزید پر ایسی تاریخی ریسرچ کرتے جیسی میں نے کی ہے تو وہ بھی یزید کی مدح وثنا میں رطب اللسان ہوجاتے، تو یقیناً ایسے بدنصیب شخص کو آپ مسلوب العقل (عقل سے کورا۔ دیوانہ) ہی کہیں گے۔

ایں خیال است ومحال است وجنوں

اللہ رب العزت ہم سب مسلمانوں کو اس قسم کی ناپاک سوچ سے محفوظ فرمائے۔ آمین

بہرحال عرض یہ کرنا ہے کہ اہل سنت کے نزدیک حب صحابہؓ کی طرح حب اہل بیتؓ بھی ایمان کا جز ہے۔ نیز اہل بیتؓ کی محبت کو حسن خاتمہ میں بہت بڑا دخل ہے جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”میں نے بارہا اپنے والد ماجد کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اہل بیت کرامؓ کی محبت کو ایمان کی حفاظت اور حسن خاتمہ میں بڑا دخل ہے۔“

چنانچہ فرماتے ہیں:

”جب والد صاحب رحمہ اللہ کو سکرات شروع ہوئے تو میں نے یہ بات آپ کو یاد دلائی فرمایا الحمدللّٰہ و المنته کہ میں اس محبت میں سرشار اور اس دریائے احسان میں غرق ہوں۔“

الھی بحق بنی فاطمه که برقول ایماں کنی خاتمه

(بحوالہ زبدۃ المقامات ص۱۲۳)

حضرت مجدد رحمہ اللہ کے والد بزرگوار سکرات کے عالم میں بھی فرما رہے ہیں کہ میں سرکار دو عالم ﷺ کے گھرانے سے محبت و تعلق کی برکات دم واپسیں کے وقت بھی محسوس کر رہا ہوں، بطور مفہوم مخالف کے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو لوگ اہل بیتؓ کی عظمت و محبت دل میں نہیں رکھتے انہیں حسن خاتمہ کی دولت نصیب ہونا مشکل ہے جس کی بنیادی وجہ یہی ہوسکتی ہے کہ ایسے لوگوں کا ایمان ہر وقت خطرات کی زد میں ہوتا ہے بہ الفاظ دیگر ان کا ایمان غیر محفوظ ہے عین ممکن ہے کہ ایسے محروم القسمت لوگ عالم سکرات میں بھی امیر المومنین یزید زندہ باد کے نعرے لگاتے ہوئے رخصت ہوں (اعاذنا اللّٰہ منھا) اللہ تعالیٰ ہم سب کو سوءِ خاتمہ سے اپنی پناہ میں رکھے آمین۔

آخر میں تمام ناظرین کرام کی خدمت میں بصد ادب واحترام عرض ہے کہ اس رسالہ کا مطالعہ کرتے وقت آپ اس حقیقت کو فراموش نہ کریں کہ جن بزرگ ہستیوں کے

فتاوی وتحقیقات آج ہماری نظروں کے سامنے ہیں یہ وہ فرشتہ صفت لوگ ہیں جن کے علم وتقوی، اخلاص وللّٰہیت میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ دورِ جدید کے روشن خیال محققین سے یہ حضرات ان تمام ترخوبیوں میں بدرجہا فائق اور ممتاز تھے جب ہمیں علمائے دین میں سے کسی نہ کسی کی بات کو تسلیم کرنا ہی ہے تو ان حضرات اکابر دیوبند کی تحقیقات اور فیصلوں کو کیوں نہ مانا جائے جو موجودہ دور کے ناصبی محققین سے ہر اعتبار سے بہتر تھے جبکہ یہ امر بھی مسلم ہے کہ ان ہستیوں نے یقیناً اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا بلکہ جو کچھ بھی فرمایا دلائل واضحہ وبراہین قاطعہ کی روشنی میں فرمایا جس میں پوری پوری احتیاط سے کام لیا گیا ہے۔ (جیسا کہ رسالہ مذکورہ کے گذشتہ اوراق سے ظاہر ہے۔ عیاں راچه بیاں)

اب اگر کوئی شخص جس نے بہتان بازی کو اپنی زندگی کا نصب العین بنایا ہو یہی رٹ لگائے جائے کہ ان بزرگوں نے تحقیق نہیں کی یا یہ حضرات تاریخ سے ناآشنا تھے تو اس سے بڑھ کر عاقبت نااندیش اور کون ہوسکتا ہے؟ درحقیقت اسلافِ اُمت پر سے اعتماد اٹھانے کی یہ گھناؤنی سازشیں ہر دور میں ہوتی آئی ہیں بہت سی ایسی تحریکیں جو بڑے پرکشش ناموں اور انتہائی جذباتی نعروں کے ساتھ اٹھیں مگر چونکہ اکابر اہل حق کی سرپرستی اور دعائیں ان کے ساتھ نہیں تھیں اس لیے ان کے ذریعے کوئی خیر کا سلسلہ جاری نہ ہوسکا نہ ہی اصلاح کا پہلو ان میں غالب رہا بلکہ یوں ہی اِفراط وتفریط کا شکار ہوکر ملیامیٹ ہوگئیں۔ نہ صرف یہ کہ اس قسم کے لوگ خود ڈوبے بلکہ اچھے اچھوں کو اپنے ساتھ لے ڈوبے ”مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ“ اس کے برعکس جس اللہ کے بندے نے اسلاف واکابر کے دامن سے خلوص نیت کے ساتھ وابستگی اختیار کی وہ نہ صرف خود بامراد ہوا بلکہ بہت سوں کی ہدایت کا ذریعہ بھی بنا اور وہ ڈوبنے سے بچ گئے۔

ذی اجتهادِ عالمانِ کم نظر
اقتدا بر رفتگان محفوظ تر

ہم بارگاہ رب العزت میں بصد عجز و نیاز دست بہ دعا ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ ہمیں اہل حق علمائے دیوبند کے نقش قدم پر صحیح طور سے چلنے کی توفیق عطا فرمائے، ان کے دامن سے حقیقی وابستگی ہم کو نصیب فرمائے، ہماری اس حقیری کوشش کو قبولیت کا شرف عطا فرمائے، دُعاۃِ ضلال اور فتن وملاحم سے ہماری حفاظت فرما کر ہم کو حسنِ خاتمہ کی دولت نصیب فرمائے۔

این دعا ازمن وازجملہ جہاں آمین باد

کثیر الذنوب والآثام

محمد ضیاء الحق غفرلہ ولوالدیہ

۲۵ محرم الحرام ۱۴۱۴ھ

۱۶ر جولائی ۱۹۹۳ء شب جمعہ

کتابیات

اَجوبہ اربعین	حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ
اِمداد الفتاوی	حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ
بہشتی زیور	حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ
تاریخ الخلفاء	علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطیؒ
تاریخ دعوت وعزیمت	حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ

خارجی فتنہ	حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ
رسالہ النجم لکھنؤ	
زُبدۃ المقامات	حضرت مجدد الف ثانیؒ
شاہ جی کے علمی وتقریری جواہر پارے	
شہیدِ کربلا	حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ
شہید کربلا اور یزید	حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ
صواعقِ محرقہ	علامہ ابن حجر ہیثمیؒ
عرف الشذی علی جامع الترمذی (عربی)	حضرت مولانا علامہ محمد انور شاہؒ
فتاوی دار العلوم دیوبند	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰنؒ
فتاوی رشیدیہ	حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ
کشف خارجیت	حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ
کفایت المفتی	حضرت مولانا مفتی کفایت اللہؒ
معارف السنن	حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
مکتوباتِ شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ	حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ
مکتوباتِ قاسمی	حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ
ہدایات الشیعہ	حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ
ہدیۃ الشیعہ	حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

زبدۃ المحققین، عمدۃ المتاخرین

حضرت مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی، فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ

سوال : یزید کے حق میں کیا عقیدہ رکھنا چاہیے، بینوا توجروا؟۔

جواب: بعض لوگوں نے افراط سے کام لیا اور کہا کہ "جب یزید باتفاقِ تمام مسلمانان امیر بن گیا تو اس کی اطاعت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر واجب تھی"، لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ مسلمانوں کا اتفاق اس کی امارت پر کب ہوا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم اور اولادِ صحابہ کی ایک جماعت اس کی اطاعت سے خارج تھی، اور جنھوں نے اس کی اطاعت قبول کی تھی جب ان کو یزید کی شراب خوری اور ترکِ صلوٰۃ اور زنا اور محارم کے ساتھ حرام کاری کی حالت معلوم ہوئی تو مدینہ منورہ میں واپس آ کر انہوں نے بیعت کو فسخ کر دیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ یزید نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کا حکم نہیں دیا تھا، اور نہ اس امر پر راضی تھا اور نہ قتل امام حسین رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کے بعد خوش ہوا، حالانکہ یہ قول باطل ہے۔ علامہ تفتازانی شرح عقائد نسفی میں لکھتے ہیں:

"والحق ان رضی یزید بقتل الحسین و استبشاره بذالک و اہانتہ اہل بیت النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مما تواتر معناه وان کان تفاصیلہ احادا نتهی" .

حق بات یہ ہے کہ یزید حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر راضی تھا اور اس امر پر اس کا مسرور ہونا اور اہل بیت کی توہین کرنا معناً متواتر ہے اگرچہ اس کی تفصیلات درجہ احاد میں ہیں۔

اور بعض کہتے ہیں کہ قتلِ امام حسین رضی اللہ عنہ گناہ کبیرہ ہے نہ کفر، اور لعنت کفار کے ساتھ مخصوص ہے۔ قربان جاؤں ان کی ذہانت پر اُن کو یہ معلوم نہیں کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچانے کا کیا ثمر ہوتا ہے:

ان الذین یؤذون اللّٰہ و رسولہٗ لعنهم اللّٰہ فی الدنیا وا لاٰخرہ و اعدّلهم عذابا مهینا .

بے شک جو لوگ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچاتے ہیں دنیا و آخرت میں ان پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب تیار ہے۔

اور بعض کہتے ہیں کہ یزید کے خاتمہ کا حال معلوم نہیں ہو سکتا کہ اس کفر و معصیت کے ارتکاب کے بعد اس نے توبہ کر لی ہو اور اسی توبہ پر اس کا انتقال ہوا ہو، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا رجحان احیاء العلوم میں اسی قول کی طرف ہے اس میں نہیں کہ معاصی سے تائب ہونے کا محض احتمال ہے ورنہ اس بدنصیب نے جو کارنامے کیے اس امت میں سے کسی نے نہیں کیے، قتلِ حسین رضی اللہ عنہ اور اہانت اہل بیت کے بعد مدینہ منورہ کی تخریب اور اس کے باشندوں کو قتل کرنے کے لئے لشکر بھیجا اور واقعہ حرّہ میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تین روز تک نماز و اذان نہیں ہوئی اور اس کے بعد حرم اور مکہ معظمہ کی طرف لشکر روانہ کیا اور...... ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت اس معرکہ میں عین حرم میں ہوئی اور ایسے بہت سے مشاغل رکھتا تھا، یزید مر گیا اور جہان کو پاک کر گیا، اس کے بعد اس کا بیٹا معاویہ برسرِ منبر اپنے باپ (یزید) کی مذمت بیان کرتا تھا، **واللّٰہ اعلم بما فی الضمائر** اور بعض لوگ نہایت بے باکی سے یزید پر لعنت کو جائز سمجھتے تھے، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور بعض دیگر اسلاف نے یزید پر لعنت بھیجی ہے اور ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ سنت و شریعت کی حفاظت میں متعصب سمجھے جاتے ہیں، اپنی کتاب میں اسلاف سے یزید پر لعن کا

قول نقل کیا ہے، اور تفتازانی نہایت جوش وخروش سے یزید اور اس کے انصار پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اور بعض لوگ اس میں توقف وسکونت اختیار کرتے ہیں۔

صحیح مسلک یہ ہے کہ اس شقی کو مغفرت اور رحمت سے تو ہرگز یاد نہیں کرنا چاہیے اور لعنت جو کہ عرف میں کفار کے ساتھ مخصوص ہے اس سے زبان کو آلودہ نہیں کرنا چاہیے، ابلیس لعین جس کے کفر میں کوئی شک نہیں اس پر لعنت کرنے سے زبان کو روکنے میں کوئی ممانعت نہیں، چہ جائیکہ یزید پلید پر لعنت کی جائے۔ (فتاویٰ حضرت مولانا عبدالحیؒ، اردو: ص،۷۲)

ö ö ö

حضرت حسینؓ کا خروج اور امام ابوحنیفہؒ

حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہ نے ہشام بن عبدالملک کے خلاف خروج کیا تو امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ آیا یہ جہاد ہے؟ تو انھوں نے فرمایا: (ابوحنیفہ حیاتہٗ وعصرہ: لابی زہرہ، ص: ۱۶۴)

زید بن علی رضی رضی اللہ عنہ کا خروج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدر کے خروج کے مثل ہے انھوں (امام ابوحنیفہؒ) نے فوج کی مال سے مدد کی۔

حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہما کا خروج دراصل حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خروج علیٰ یزید کا اتباع تھا، اس لئے دلالۃ النص سے سمجھا جاسکتا ہے کہ ان (امام ابو حنیفہؒ) کے نزدیک حضرت سیدنا امام حسینؓ کے خروج کی کیا حیثیت ہوگی، یعنی امام صاحبؒ پورے شرح صدر کے ساتھ امام حسینؓ کے ہمنوا تھے اسی بناء پر تو آپؒ نے اولادِ حسینؓ کا ساتھ دیا اور یزید کا ذکر تو امام صاحبؒ ناپسندیدگی کی بناء پر نہیں کرتے تھے تا کہ زبان آلودہ نہ ہو۔

فاضل جلیل، مصنف تفسیر حقانی
حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ
کا مسلک وموقف

تحریر فرماتے ہیں:

پھر یزید پلید ان کی جگہ نہ انتخاب سے بلکہ اپنے باپ کی شوکت کے زور سے خلیفہ کیا گیا۔ (تفسیر حقانی: جلد ہفتم، ص،۱۷)

ان (حضرت معاویہؓ) کے بعد ان کا بیٹا یزید بدبخت ان کے جائے حاکم ہوا اس نالائق دنیادار نے............

مزید تحریر فرماتے ہیں:

"اس کم بخت کے بے دین ہونے میں کیا شک ہے"

(ملاحظہ ہو "عقائد الاسلام لمولانا عبدالحق صاحب حقانی" مطبوعہ کراچی۔ اس کتاب پر مندرجہ ذیل اکابر کی تقریظات ہیں۔ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی، حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب عثمانیؒ سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند۔ امام محدثین حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ، مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ۔)

ö ö ö

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ

یزید بدبخت صحابی نہیں ہے اور اس کے بدبخت ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے اس بدبخت نے ایسے کام کیے جو فرنگی کافروں نے بھی نہیں کئے۔

(مکتوبات امام ربانی۔ ص: ۱۳۳)

امام المحدثین، حامی سنت، ماحی بدعت

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری ثم المدنی رحمہ اللہ

کا مسلک وموقف

جناب امام (حسین رضی اللہ عنہ) یزید کو بوجہ اس کے فسق یا کفر کے علیٰ اختلاف القولین لائق امامت ہی نہیں سمجھتے تھے۔

(مطرقۃ الکرامہ علی مرآۃ الامامۃ: ص: ۲۸۵)

ö ö ö

امام حافظ محمد شہاب المعروف بابن البزاز کردری حنفی المتوفی ۸۲۷ ہجری "فتاویٰ بزازیہ" میں رقمطراز ہیں:

یزید اور اسی طرح حجاج پر لعنت کرنا جائز ہے مگر نہ کرنا چاہیے اور امام قوام الدین صفاری سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ یزید پر لعنت کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں" کردری کہتے ہیں اور یہ حق ہے کہ یزید پر اس کے کفر کی شہرت نیز اس کی گھناؤنی شرارت کی متواتر خبروں کی بنا پر جس کی تفصیلات معلوم ہیں لعنت ہی کی جائے گی۔

[ج ۶، ص ۳۴۴، طبع میریہ بولاق مصر ۱۳۱۰ ہجری، برحاشیہ فتاویٰ ہندیہ]

"خلاصۃ الفتاویٰ اور فتاویٰ بزازیہ کا شمار فقہ حنفی کی معتبر کتابوں میں ہے۔"

مؤرخ اسلام

علامہ سید سلیمان ندوی صاحب رحمہ اللہ

کا مسلک وموقف

علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"یزید کی تخت نشینی کی بلاء اسلام پر" پھر اس کے تحت لکھتے ہیں:

"امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ۶۰ھ میں وفات پائی اور ان کے بجائے یزید تخت نشین ہوا اور یہی اسلام کے سیاسی، مذہبی، اخلاقی اور روحانی ادبار ونکبت کی اولین شب ہے" الخ (سیرت النبی ج:۳، ص:۷۰۹)

ö ö ö

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا خروج یزید کے خلاف برحق ہے

علامہ عبدالحئی بن عماد حنبلی رحمہ اللہ "شذرات الذہب" میں لکھتے ہیں:

اور علماء کا اس پر اجماع ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے مخالفین سے قتال کرنے میں حق پر تھے کیونکہ آپ خلیفہ برحق تھے۔ نیز اس پر بھی اتفاق منقول ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا خروج یزید کے خلاف اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما اور اہل حرمین کا بنی امیہ کے خلاف اور ابن الاشعث اور ان کے ساتھ کبار تابعین اور بزرگان مسلمین کا خروج حجاج کے خلاف مستحسن تھا پھر جمہور علماء کی رائے یہ ہے کہ یزید اور حجاج جیسے (ظالم اور فاسق) حکمرانوں کے خلاف اٹھ کھڑا ہونا جائز ہے اور بعض حضرات کا مذہب تو یہ ہے کہ ہر ظالم کے خلاف خروج کیا جاسکتا ہے۔ [ج ۱، ص ۶۸]

امام اہل سنت

حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی ؒ

کا مسلک وموقف

حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی ؒ جو اپنے وقت کے بہت بڑے محقق تھے اور ان کی تحقیقات خصوصاً سنی، شیعہ، نزاعی مسائل میں ان پر اکابر دیوبند نے اعتماد فرمایا آپ نے رفض کو وہ ناکوں چنے چبوائے کہ روز قیامت تک روافض ان کے جواب سے عاجز ہیں اور امام التبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب ؒ نے تو ان کو امام وقت قرار دیا ہے۔

حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی فرماتے ہیں:

> حضرت علی ؓ کے فرزند حضرت حسین ؓ کا واقعہ کربلا سبق لینے کے لیے کافی ہے کہ ایک فاسق کے ہاتھ پر بیعت نہ کی اور اپنی آنکھوں کے سامنے تمام خاندان کٹوا دیا اور خود بھی جان دے دی۔

(تجلیاتِ صفدر ج:۱، ص:۵۳۶) (ابو الائمہ حضرت علی ؓ کی مقدس تعلیمات۔ ص:۳۳)

ö ö ö

اکابر علماءِ حنفیہ میں امام طاہر بن احمد بن عبدالرشید بخاری

المتوفی ۵۴۲ھ "خلاصۃ الفتاویٰ" میں رقمطراز ہیں: [ج۴، ص۳۹۰]

امام طاہر بخاریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ امام زاہد قوام الدین صفاری سے سنا ہے کہ وہ اپنے والد بزرگوار سے نقل کرتے ہیں کہ اس (یزید) پر لعنت کرنا جائز ہے۔ فرماتے تھے: یزید پر لعنت کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔

امام الاولیا، شیخ التفسیر

حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری ؒ

کا مسلک وموقف

حضرت لاہوریؒ اپنے خطبات میں یزید کے فاسق وفاجر ظالم اور شرابی ہونے کے متعلق فرماتے ہیں:

> یزید نے تمام ملکوں میں اپنے حکام کی طرف فرمان بھیجا کہ میرے حق میں لوگوں سے بیعت کی جائے۔ اسی ضمن میں اس نے مدینہ منورہ کے حاکم ولید بن عقبہ کو لکھا کہ امام حسین ؓ سے یزید کے حق میں بیعت لی جائے امام حسین ؓ نے بیعت نہیں کی کیونکہ یزید فاسق، شرابی اور ظالم تھا۔

پھر حضرت حسین ؓ اور اُن کے اہل خانہ اور ساتھیوں کی المناک شہادت کا تذکرہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

> ہر کلمہ گو اس وحشت ناک اور درد انگیز واقعہ سے بے انتہا رنج والم میں ہے۔ کوئی نہیں جو امام حسین ؓ کی مظلومیت سے مغموم نہ ہو اور اس کا دل ان مظالم کو سن کر مضطرب اور پریشان نہ ہو تقریباً تیرہ سو سال گزرنے کے باوجود اس اندوہناک، درد انگیز، مصیبت خیز، پریشان کن اور دل ہلا دینے والے واقعہ کو بھول نہیں پائے۔

پھر حضرت حسین ؓ کے حق پر اور یزید کے باطل ہونے کے متعلق فرماتے ہیں:

> اہل سنت والجماعت ان دردناک واقعات کو اپنے سینوں میں محفوظ رکھنے کے باوجود ایک بہادر ذی وقار صاحب عزم انسان کی

طرح متانت اور سنجیدگی کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتا اور یزید جیسی طاغوتی قوتوں کے مقابلے میں امام حسین ؓ کی قوت، ہمت اور ہدایت کی آواز اٹھا کر سنت حسین ؓ کی یاد تازہ رکھتے ہیں۔ تاکہ امام حسین ؓ کے متبعین اور نام لینے والوں میں روح حسینی کے نظارے ہمیشہ طاغوتی طاقتوں کے سامنے نظر آتے رہیں۔

(خطباتِ حضرت لاہوریؒ، ج:۱ص، ۲۳۷، ۲۴۵)

ö ö ö

یزید زبانِ رسالت سے ظالم کہلوایا

حضرت قاضی سلیمان منصور پوریؒ سیرت مبارکہ کی مایہ ناز کتاب ''رحمۃ للعالمین'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن نبی ﷺ نے شیبہ ابن عثمان اور عثمان ابن ابی طلحہ کو بیت اللہ کی کلید عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: لو یہ کنجی سنبھال لو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کوئی نہیں چھینے گا مگر وہی جو ظالم ہوگا۔

ان مختصر الفاظ میں تین پیشگوئیاں مندرجہ ہیں۔

۱۔ خاندانِ ابن ابی طلحہ کا دنیا میں برابر باقی رہنا۔

۲۔ کلید بیت اللہ کی حفاظت کا انہی کے متعلق رہنا۔

۳۔ ان کے ہاتھوں سے کلید چھیننے والا ظالم ہوگا۔

نمبر ۱، ۲۔ کی بابت کل دنیا کو معلوم ہے کہ یہ کلید بنو شیبہ میں آج تک موجود ہے۔

نمبر ۳۔ کی بابت مؤرخین کا بیان ہے کہ یزید پلید نے ان سے یہ کلید چھین لی تھی۔

اس کے بعد پھر یہ ۱۳۴۳ سال کا زمانہ شاہد صدق ہے کہ کسی اور شخص نے اللہ اور رسول کی زبان سے ظالم کہلانے کی جرأت نہیں کی۔ (جلد سوم، ص، ۱۷۱)

شیخ المشائخ، قطب الارشاد
حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائپوری ؒ
کا مسلک و مؤقف

(حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب ؒ کی شائع کردہ کتاب ''سیدنا علی وسیدنا حسین ؓ'' سے اقتباس)

جب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا ؒ کو اپنے تلمیذ ارشد حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب (جو حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری قدس سرہ کے خلیفہ مجاز اور بھتیجے ہیں) کے خطوط سے معلوم ہوا کہ حضرت رائپوری نوراللہ مرقدہ کی مجلس میں محمود احمد عباسی (ناصبی و یزیدی) کی کتاب ''خلافت معاویہ و یزید'' (جو حضرت علیؓ و حسینؓ کی گستاخی پر مشتمل ہے) پڑھی جا رہی ہے تو فوراً حضرت نے خطوط کے ذریعہ اس کا مجلس میں پڑھا جانا موقوف کرادیا۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے۔ سیدنا علی وسیدنا حسین ؓ ص:۳۱۴)

حضرت سید انور حسین نفیس الحسینی شاہ صاحب ؒ لکھتے ہیں کہ:

کتاب ''خلافت معاویہ و یزید'' کے مندرجات سے حضرت اقدس رائپوریؒ کو جو محبت صحابہ و اہلِ بیت عظام ؓ میں ڈوبے ہوئے تھے۔ کیسے اتفاق ہوسکتا تھا؟ یہ خواندگی تو محض معلومات کے لیے تھی۔ حضرت اقدس نے اپنے مخصوص انداز میں ایک مختصر اور بلیغ جملے سے اس کتاب کی تردید فرمادی۔ فرمایا:

''ہمیں تو اہل بیت کرام ؓ سے بھی محبت ہے''

انہی دنوں یہ بھی فرمایا کہ:

''میں تو ان سیدوں کا غلام ہوں، لیکن شیعوں کا نہیں''

کتاب ''خلافت معاویہؓ و یزید'' دوبارہ کبھی حضرت والا کی مجلس میں دیکھی اور سنی نہ گئی۔ حالانکہ پسندیدہ کتابیں مجلس مبارک میں بار بار پڑھی جاتی تھیں۔ علماءِ اہل سنت دیوبند نے برملا اس کتاب کی تردید کی اور اس کے مصنف کی فتنہ انگیزی سے عامۃ المسلمین کو آگاہ کیا۔ (سیدنا علی وسیدنا حسین رضی اللہ عنہما ص۔۳۱۶)

حضرت رائپوری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ :

''دو فتنوں نے دیوبندیت کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا ہے ایک یزیدیت اور دوسرا امماتیت''۔ (بیاضِ نفیس)

ö ö ö

مسجد نبوی شریف کی بے حرمتی، یزیدی فوج کا سیاہ کارنامہ

امام دارمیؒ اپنی ''سنن'' میں واقعہ حرہ کے دوران یزید کی فوج نے بیت اللہ شریف اور مسجد نبوی شریف میں جو ظلم وستم برپا کیے اُن کا ذکر کرتے ہوئے روایت کرتے ہیں:

سعید بن عبدالعزیز کا بیان ہے کہ جنگ حرہ میں تین دن تک مسجد نبوی میں نہ تو اذان ہوئی نہ اقامت البتہ حضرت سعید بن المسیبؒ نے مسجد نبوی کو نہیں چھوڑا (وہ وہیں چھپے رہے) اور وہ بھی نماز کا وقت صرف اس ہلکی سی آواز سے پہچانتے تھے جو آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک سے وہ سنا کرتے تھے۔

[سنن: باب ما اکرم اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد موتہ]

رئیس المحققین، علامہ دوراں، امام پاکستان

حضرت مولانا سید احمد شاہ صاحب بخاری چوکیروی رحمہ اللہ

کا مسلک وموقف

(حضرت شاہ صاحبؒ قطب زماں حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہٗ کے اجل خلفاء میں سے تھے اور سنی وشیعہ نزاعی مسائل میں اللہ تعالیٰ نے خاص مہارت بخشی تھی۔ (مفتی) شیر محمد علوی غفرلہ)

یزید اور واقعہ کربلا کے سلسلہ میں ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔

سوال: واقعہ کربلا میں کس حد تک یزید کا ہاتھ ہے؟ اور وہ اس وقت کربلا سے کتنا دور تھا کیا وہ قابل دشنام ہے۔ کیا یہ سچ ہے۔ کہ وہ فاسق وفاجر تھا؟

جواب: واقعہ کربلا کی تمام تر ذمہ داری یزید پر عائد ہوتی ہے۔ وہ اگرچہ اس واقعہ کے وقت ظاہر میں کربلا سے بہت دور تھا۔ مگر حقیقت میں وہ اسی قدر نزدیک تھا۔ کیونکہ کوئی کام اس کی رائے کے بغیر نہیں ہو رہا تھا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ جیسی عظیم شخصیت پر ہاتھ ڈالنا کسی فوجی افسر یا کسی صوبہ کے گورنر کا ذاتی فعل نہیں ہوسکتا۔ ہم اس موقعہ پر اہل سنت کی مشہور ومعروف درسی کتاب شرح عقائد نسفیہ کی ایک عبارت پیش کرتے ہیں جو سوال مذکور کے ہر ایک جز کا شافی جواب ہوگی۔ دیکھو کتاب مذکور مطبوعہ دیوبند۔ ص:۱۱۳۔

والحق ان رضا یزید بقتل الحسین و استبشاره بذالک واهانة اهل بیت النبی علیہ السلام مما تواتر معناهٗ وان کا تفاصیله احاداً فنحن لانتوقف فی شانه بل فی ایمانهٖ لعنة الله علیه و علیٰ انصاره واعوانهٖ

(ترجمہ) اور حق بات یہ ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر یزید کا راضی ہونا اور پھر اس پر خوشی کا ظاہر کرنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے کو رسوا کرنا اگرچہ لفظوں کے اعتبار سے اخبار احاد ہیں مگر معنی کے رو سے متواتر ہیں پس ہمیں اس کے بے ایمان ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے اس لیے ہم کہتے ہیں کہ خدا کی لعنت ہو یزید پر اور اس کے امداد کرنے والوں پر (چاہے امداد مشورہ سے کریں اور چاہے اسلحہ سے)۔

(نوٹ) شرح عقائد کی مذکورہ بالا عبارت میں غور کرو۔ اس میں صیغہ متکلم مع الغیر اپنی ذات کی نہیں بلکہ تمام اہل سنت کی ترجمانی کر رہا ہے۔ اور علم عقائد کی کتابوں میں صرف اسی شرح عقائد کو نصاب تعلیم کے اندر داخل ہونے کا شرف حاصل ہے اور آج تک کسی عالم نے اس کتاب کو نصاب تعلیم سے خارج کرنے کا ارادہ نہیں کیا۔

(پندرہ روزہ "الفاروق" چوکیرہ۔ ص:۲۲۔ ۱۵ مئی ۱۹۵۷ء ج نمبر ۱ شمارہ نمبر ۱۴۔ تقریباً اسی قسم کی تفصیل علامہ تفتازانیؒ نے اپنی مشہور کتاب عقائد شرح مقاصد میں تحریر فرمائی ہے۔ ملاحظہ ہو ج:۳، ص:۳۰۷ مطبوعہ جدید لاہور)

Ö Ö Ö

صحابہؓ اور تابعین ظلم یزید سے متفق نہ تھے

آپ ساری اسلامی تاریخ کا ایک ایک ورق پڑھ جایئے۔ یزید کے عہدِ نحوست مہد میں میدان کربلا ہو یا جنگ حرہ، حرم الٰہی کا محاصرہ ہو یا حرم نبوی پر چڑھائی، ان میں سے کسی ایک مہم میں بھی یزید کی حمایت میں کوئی صحابی تو درکنار، کسی قابل ذکر نیک نام تابعی کا نام بھی آپ کو ڈھونڈنے سے نہیں ملے گا جو کہ یزید کی طرف سے لڑنے آیا ہو۔

(حادثہ کربلا کا پس منظر، مولانا نعمانیؒ)

محدث جلیل، فقیہ نبیل، شیخ الاسلام

حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ

کا مسلک و مؤقف

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے اعلاء السنن میں اس مسئلہ پر بحث کی ہے کہ خلیفہ فسق کی وجہ سے معزول ہو جاتا ہے یا نہیں اسی بحث میں آپ نے یہ عنوان قائم کیا ہے:

تحقیق خروج الامام حسین بن علیؓ وامثالہٗ علیٰ ائمۃ الجور.

اس بات کی تحقیق کہ امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما وغیرہ نے جور (ظالم خلفاء) کے خلاف خروج کیا ہے۔

اسی سلسلے میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ وغیرہ اکابر کے خروج کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قلت. ویمکن ان یقال. ان الولاۃ الذین خرجو علیھم کانو فسقۃ من اول الامر وقد عرفت ان الولایۃ لا تنعقد لفاسق ابتداءً عند الجمھور فلم یکن خروجھم علیٰ الامام وھو المنھی عنہ بل علی غیر امام......الخ

میں کہتا ہوں کہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جن والیانِ ملک کے خلاف ان اکابر نے خروج کیا تھا وہ ابتداء سے ہی فاسق تھے۔ اور آپ کو یہ معلوم ہے کہ جمہور کے نزدیک فاسق کی ولایت (حکومت) ابتداء سے ہی منعقد نہیں ہوتی۔ تو ان حضرات کا خروج کسی امام کے خلاف نہ تھا (کیونکہ شرعاً وہ امام اور خلیفہ ہی نہ تھے اور خروج ممنوع ہے وہ امام کے خلاف ہے) ان کا خروج اس کے خلاف تھا جو (حقیقتاً)

امام (خلیفہ) ہی نہ تھا۔

اسی سلسلہ میں لکھتے ہیں:

فاوٓلیک الائمة الذین خرجو علی یزید والحجاج لعلهم ظنّو من انفسهم القدرة علیٰ خلعها لکثرة بایعهم علی ذلک فقد بایع علیٰ ید مسلم بن عقیل للامام حسین بن علی عدد کثیر من اهل الکوفة تزید عدتهم علی اربعین الفا .... الخ (اعلاء السنن: ج۱۲، ص۲۱۸)

پس ان ائمہ (یعنی امام حسین ؓ وغیرہ) نے جو یزید اور حجاج کے خلاف جو خروج کیا ہے یعنی ان کے مقابلے میں نکلے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے خیال میں وہ ان دونوں (یعنی یزید و حجاج) کو معزول کرنے کی قدرت رکھتے تھے بوجہ ان لوگوں کی کثرت کے جنہوں نے ان کی بیعت کی تھی چنانچہ امام حسین بن علی ؓ کے لیے مسلم بن عقیل کے ہاتھ پر کوفیوں کی ایک کثیر تعداد نے بیعت کی تھی جن کی تعداد چالیس ہزار سے زائد تھی۔

ایک جگہ حضرت لکھتے ہیں:

ایک سوال کہ حضرت امام حسین ؓ نے یزید کے خلاف خروج کیوں کیا؟

اس کا جواب ہے کہ حضرت امام کو روایتیں ایسی پہنچی تھیں جن سے یزید کا فاسق ہونا لازم آتا تھا اور فاسق ہونے کے بعد خلیفہ معزول ہو جاتا ہے پس امام کا یزید کے خلاف خروج کرنا بالکل صحیح تھا۔

(کشف خارجیت: ص، ۳۸۷، ۳۸۸_۳۸۹)

ö ö ö

رئیس المتکلمین، عمدۃ المحدثین

حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی ؒ

کا مسلک و موقف

امام حسین ؓ کا یزید پلید سے مقابلہ:

امام حسین ؓ کا خروج خلافت راشدہ کے دعویٰ کی بنا پر نہ تھا اس لیے کہ خلافت راشدہ کی مدت تیس سال گزر چکی تھی بلکہ مسلمانوں کو ظالموں کی حکومت سے چھڑانا تھا کہ مسلمانوں پر ظالم اور فاسق و فاجر کی حکومت قائم نہ ہو جائے۔ اس لیے کہ یزید کی حکومت ابھی پوری طرح قائم نہ ہوئی تھی۔ اہل مکہ اہل مدینہ اور اہل کوفہ نے ابھی تک یزید کے ہاتھ پر بیعت نہ کی تھی اور حضرت امام حسین اور عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر ؓ نے بھی بیعت نہ کی۔ اور احادیث میں جو یہ آیا ہے کہ بادشاہ وقت سے بغاوت اور اس کی اطاعت سے خروج جائز نہیں اگرچہ وہ بادشاہ ظالم ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ جس بادشاہ کا بلانزاع اور بلا مزاحمت کامل تسلط ہو جائے وہ اگرچہ ظالم ہو اس کی اطاعت سے خروج اور بغاوت جائز نہیں اور جس کا ابھی تک تسلط ہی نہ ہوا ہو اور ہنوز اس کی حکومت ہی قائم نہ ہوئی ہو تو اس کا مقابلہ خروج اور بغاوت نہ کہلائے گا۔ دفع تسلط اور رفع تسلط میں بڑا فرق ہے قائم شدہ تسلط کا رفع یعنی اس کا ازالہ خروج اور بغاوت ہے اور کسی ظالم کے تسلط کو قائم نہ ہونے دینا

اس کا نام منع تسلط ہے۔ حضرت امام حسینؓ کا خروج یزید پلید کے دفع اور منع تسلط کے لیے تھا نہ کہ رفع تسلط کے لیے۔

(ماخوذ از فتاویٰ عزیزی، ص:۲۲۔ ج نمبر۱)

(خلافت راشدہ طبع اول ص:۲۰۸، ۲۰۹ مصنفہ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ)

ööö

یزید پر لعنت کے بارے میں حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی رائے

ان کے مشہور شاگرد مولانا سلامت اللہ صاحب کشفیؒ نے ''تحریر الشہادتین'' میں نقل کردی ہے۔ فرماتے ہیں:

اس میں کوئی شک نہیں کہ یزید پلید ہی حضرت حسینؓ کے قتل کا حکم دینے والا اور اس پر راضی اور خوش تھا اور یہی جمہور اہل سنت و جماعت کا پسندیدہ مذہب ہے۔ چنانچہ معتمد علیہ کتابوں میں جیسے کہ مرزا محمد بدخشی کی ''مفتاح النجا'' اور ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی کی ''مناقب السادات'' اور ملا سعد الدین تفتازانی کی ''شرح عقائد نسفیہ'' اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی ''تکمیل الایمان'' اور ان کے علاوہ دوسری معتبر کتابوں میں مع دلائل وشواہد مذکور ومرقوم ہے اور اسی لیے اس ملعون پر لعنت کے روا ہونے کو قطعی دلائل اور روشن براہین سے ثابت کر چکے ہیں اور راقم الحروف اور ہمارے اساتذہ صوری ومعنوی نے جس مسلک کو اختیار کیا ہے وہ بھی یہی ہے کہ یزید ہی قتل حسین کا حکم دینے والا اور اس پر راضی اور خوش تھا اور وہ لعنت ابدی اور وبال ونکال سرمدی کا مستحق ہے اور اگر سوچا جائے تو اس ملعون کے حق میں صرف لعنت ہی پر اکتفا کرنا بھی ایسی کوتاہی ہے کہ اس پر بس نہیں کرنا چاہیے۔ [تحریر الشہادتین: ص ۹۶۔۹۷]

فقیہ العصر، امام المحدثین

حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن صاحبؒ

صدر مفتی دارالعلوم دیوبند

کا مسلک وموقف

حضرت مولانا مفتی مہدی حسن صاحبؒ رئیس دارالافتاء دارالعلوم دیوبند اپنے رسالہ ''حقیقتِ یزید'' میں ''حدیث قسطنطنیہ'' کی مفصل تشریح کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

حاضر العالم الاسلامی کی عبارت کے جو اجزاء نقل کیے گئے ہیں اُن سے درج ذیل امور پر روشنی پڑتی ہے:

(۱) اول بلادِ روم اور قسطنطنیہ کے بارہ میں ایک ہی غزوہ نہیں ہے بلکہ فتح ہونے سے پہلے چند مرتبہ جہاد اور لشکر کشی کی نوبت آئی ہے۔ اور تقریباً سات سال تک جہادِ بلادِ روم ہوتا رہا ہے۔

(۲) دوسرے ابو ایوب انصاریؓ کی وفات میں اختلاف ہے کہ کس سنہ ہجری میں واقع ہوئی ۵۰ھ سے ۵۲ھ تک کے قول ہیں گو راجح ۵۲ھ ہے بلکہ ۵۵ھ میں وفات کا بھی ایک قول ہے۔

(۳) تیسرے ابو ایوب انصاریؓ یزید کے لشکر میں نہیں تھے بلکہ پہلے سے جہادِ قسطنطنیہ میں مصروف تھے یعنی حضرت معاویہؓ کے زمانہ خلافت میں ہی پہلے سے ابو ایوبؓ جہاد قسطنطنیہ کے لیے چلے گئے تھے یزید کے لشکر کے ساتھ نہیں گئے اگرچہ وفات یزید کے آنے کے بعد ۵۲ھ میں ہوئی۔

(۴) چوتھے جہاد قسطنطنیہ صرف یزید ہی کی اَمارت میں نہیں ہوا بلکہ اس سے قبل بھی جہاد ہوتا رہا۔

(۵) پانچویں پہلا بحری بیڑا جہاد قسطنطنیہ کے لیے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو روانہ کیا ہے وہ بسر بن ابی اَرطاۃ کی امارت وسرکردگی میں تھا جو بقول طبری قسطنطنیہ تک پہنچ گیا تھا، اوّلیت اُسی کو حاصل ہے، اس نے دریائی محاصرہ کر دیا تھا۔ یزید کا لشکر بعد میں ۵۲ھ میں خشکی کے راستہ سے پہنچا ہے جو فضلہ بن عبیدہ کے لشکر سے جا ملا ہے پھر دونوں ساتھ روانہ ہوئے ہیں اور بسر بن ابی ارطاۃ کے محاصرہ میں شریک ہوئے۔

(۶) چھٹے حدیث کے لفظ ''اول جیش من امتی غزا مدینة قیصر مغفور لھم'' یہ بسر بن ابی ارطاۃ کی قیادت میں جو لشکر گیا ہے اس پر صادق آتا ہے مغفور لھم اسی کے لیے بشارت ہے۔ یزید کی قیادت والا لشکر بری ہے، بحری نہیں۔ ثانوی ہے اول نہیں ہے۔ یہ جدا امر ہے کہ بعد میں یزید بھی شریک ہو گیا دونوں نے مل کر مدینہ قیصر فتح کیا ہے۔

(۷) ساتویں حدیث میں ''اول جیش'' کے غزوہ کرنے کا ذکر ہے کہ میری امت کا جو پہلا لشکر مدینہ قیصر پر جہاد کرے گا مغفور لھم ہے۔ اس میں فتح کرنے کا ذکر نہیں ہے کہ فتح کر لینے کے بعد مغفور ہوگا، فتح کرے یا نہ کرے وہ مغفور ہے۔

بعد کو دونوں لشکروں کے محاصرہ کرنے سے فتح بھی ہو گیا اولیت غزوہ کو مضر نہیں ہے پس عباسی صاحب (محمود احمد عباسی) کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ اس فوج کے امیر اور سپہ سالار امیر المؤمنین کے لائق فرزند امیر یزید تھے۔ یہی پہلا اسلامی جیش تھا جس نے قسطنطنیہ پر جہاد کیا۔ اسی اسلامی فوج کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت مغفرت دی تھی۔ انتہی (ص:۲۲ کتاب خلافت معاویہ ویزید)

پہلا لشکر بسر بن ابی ارطاۃ کا ہے جس نے قسطنطنیہ پر جہاد کیا ہے؟ یا پہلا لشکر سفیان بن عوف کا ہے؟ یا دونوں کا پہلا لشکر ہے؟ یا عبداللہ بن مسعدہ فراری کا پہلا لشکر ہے؟ جس کو حافظ عینیؒ نے ذکر کیا ہے جو پہلے نقل ہو چکا ہے۔ انہیں میں صحابہ کرامؓ کی

جماعت تھی۔ ابو ایوب رضی اللہ عنہ یزید کے لشکر میں نہ تھے۔ بلکہ پہلے سے وہاں پہنچے ہوئے تھے۔ سات سال تک مسلسل جہاد ہوتا رہا۔ یزید کے لشکر کو بعدیت حاصل ہے اولیت نہیں لشکر اسلامی کے سردار بسر بن ابی ارطاۃ ہیں سفیان بن عوف ہیں عبداللہ بن مسعدہ ہیں۔ یزید بھی بری دستہ فوج کا امیر تھا۔ جو بعد میں پہنچا ہے۔

ان جملہ اُمور پر نظر ڈالنے سے حدیث بخاری ''مغفور لھم'' کا مصداق متعین ہوتا ہے۔ اور حدیث کی شرح صحیح ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کی مغفرت عام ہے کوئی اس میں دخیل نہیں ہو سکتا، رحمت عامہ تمام مسلمانوں پر حاوی ہے۔ جب یزید مسلمان ہے اور ایمان پر موت واقع ہوئی ہے۔ اس کو بھی مغفرت ورحمت خداوندی شامل ہو جائے تو اس میں کسی کا اجارہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں بخش دیں جس کی چاہیں مغفرت کر دیں، کلام صرف حدیث کے معنٰی اور اس کے مصداق میں ہو رہا ہے۔ کہ تاریخی حیثیت سے اس کا مصداق کیا ہے؟ اور اولیت کس امیر و قائد کی فوج کو حاصل ہے؟ حصارِ مدینہ قیصر میں اول وثانی دونوں فوجیں شریک ہیں اور دونوں نے مل کر فتح کیا ہے۔ حدیث میں فتح کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ صرف فوج کشی اور جہاد کا ذکر ہے۔ جو سات سال تک ہوتا رہا اور مسلمان اسے فتح کر کے ہی واپس ہوئے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان سب غزووں میں شریک رہے۔ یہ کہنا کہ یزید کے لشکر میں ہی صحابہ کی جماعت روانہ ہوئی تھی واقعات اس کی شہادت نہیں دیتے بلکہ خلاف کے شاہد ہیں۔ (حقیقت یزید: ص:۶۰ طبع دہلی)

حضرت مفتی مہدی حسن صاحبؒ نے یزید کے بارہ میں ''حقیقت یزید'' نامی ایک رسالہ تحریر فرمایا ہے (اس رسالہ کا نیا ایڈیشن جلد چھپ کر منظر عام آنے والا ہے)۔ اس رسالہ سے مفتی صاحبؒ کا یہ موقف سامنے آتا ہے کہ:

☆ وہ یزید کو فاسق وفاجر سمجھتے ہیں

☆ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں برابر کا شریک سمجھتے ہیں۔

☆ ان کے نزدیک یزید حدیث پاک "اول جیش من امتی" کا ہرگز مصداق نہیں ہے۔

ö ö ö

شہادت حسینؓ اور کردار یزید

امام جلال الدین سیوطیؒ جیسے محتاط بزرگ کے قلم سے "تاریخ الخلفاء" میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ذکر کرتے ہوئے یہ الفاظ نکل گئے ہیں: [تاریخ الخلفاء: ص۲۰۷]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ قاتلِ حسین پر لعنت کرے اور اسی کے ساتھ ابن زیاد اور یزید پر بھی۔

اور عالم ربانی علامہ سعد الدین تفتازانی "شرح عقائد النسفیہ" میں لکھتے ہیں:

اور حق یہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر یزید کا راضی ہونا اور اس پر خوش ہونا اور اہل بیت نبوی ﷺ کی اہانت کرنا ان تمام اُمور کی تفصیلات گو بطریق احاد مروی ہوں لیکن معنی کے لحاظ سے متواتر ہیں۔ اس لیے ہمیں تو اس کے بارے میں کیا، اس کے ایمان کے بارے میں بھی کوئی تردد نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت ہو اور اس سلسلے میں اس کے اعوان و انصار پر بھی۔ [شرح عقائد النسفیہ: ص۱۴۷]

فقیہ ملت، مفکر اسلام
حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ
کا مسلک و مؤقف

جمعیت علماءِ اسلام، پاکستان

ایسے مسائل جن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آپس میں اختلافات اور تنازعات کا ذکر ہو۔ بہت زیادہ پیچیدہ ہیں۔ ہر ایک شخص کو جب تک با قاعدہ محقق عالم نہ ہو۔ اس میں گفتگو نہیں کرنی چاہیے۔ اکثر لوگ اس میں افراط و تفریط سے کام لیتے ہیں۔ کچھ اہل بیتؓ کی توہین پر اتر آتے ہیں۔ اور کچھ باقی صحابہ کرامؓ کی توہین کرتے نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دونوں سے محفوظ رکھے۔ مذہب اس کے بین بین ہے۔ وہ یہ کہ اگرچہ یزید فاسق تھا۔ لیکن بعض صحابہؓ اور تابعینؒ نے اس کی بیعت کی۔ نعوذ باللہ اس لیے نہیں کہ وہ کمزور تھے یا حق چھپاتے تھے۔ بلکہ ان کے نزدیک اجتہادی مسئلہ تھا۔ کہ فاسق کو جب امیر بنایا جاوے۔ تو اس کی امارت شرعاً صحیح امارت ہے۔ اور اسکی بیعت لازم ہے۔ اس سے خلاف کرنا صحیح نہیں۔ ان کا اجتہاد یہ تھا ان کے پاس بھی دلائل تھے۔ اور کتاب وسنت سے وہ اس مسئلہ کو ثابت کرتے تھے۔ اور حضرت سیدنا حسینؓ کا اجتہاد یہ تھا کہ فاسق کی بیعت جائز نہیں ہے۔ اس لیے انھوں نے انکار کر کے قربانی دی۔ اور قاعدہ شرعی ہے۔ کہ ہر مجتہد کو اپنے اجتہاد پر عمل کرنا واجب ہے۔ نیز اجتہاد میں اگر خطا بھی ہو جاوے۔ اللہ تعالیٰ مواخذہ نہیں کرتا۔ بلکہ ایک ثواب ملتا ہے اس لیے کسی فریق سے بھی اللہ تعالیٰ مواخذہ نہیں کرے گا۔ بلکہ دونوں کو ثواب ملے گا۔ باقی یزید بہرحال فاسق تھا۔ اس لیے کم از کم اکابر صحابہؓ و تابعینؒ کی دونوں طرف سے عظمت محفوظ رہے۔ واللہ اعلم۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

(فتاویٰ مفتی محمود: ج۱، ص۲۹۰)

سوال : اگر کوئی شخص یزید بن معاویہؓ کو ظالم اور فاسق و فاجر مانتا اور اسے مستحق لعنت سمجھتا ہو۔

جواب : یزید فاسق تھا۔ اور یہ صحیح ہے کہ اس پر لعنت کرنی جائز نہیں ہے۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اس قسم کے ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

کسی مسلمان کو کافر کہنا مناسب نہیں، یزید مؤمن تھا بسبب قتل کے فاسق ہوا کفر کا حال دریافت نہیں۔ کافر کہنا جائز نہیں کہ وہ عقیدہ قلب پر موقوف ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ: ج،۱: ص،۳۲۰)

(فتاویٰ مفتی محمود: ج،۱: ص،۲۹۷)

ö ö ö

فسقِ یزید اور امام ابن کثیر

حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی کتاب ''البدایہ والنہایہ'' میں ایک جگہ نہیں بلکہ متعدد جگہ یزید کے فسق کی تصریح کی ہے۔ مثلاً۔ (۱) ایک مقام پر امام طبرانی کی یہ روایت نقل کی ہے: '' یزید اپنی نوعمری میں پینے پلانے کا شغل رکھتا تھا اور اس میں نوجوانوں کی سی آزادی تھی'' [ج،۸،ص،۲۸۸]

(۲) اور دوسری جگہ لکھتے ہیں: [ج،۸،ص،۲۳۰، سورۃ مریم آیت نمبر ۵۹]

اور یزید میں یہ بات تھی کہ وہ خواہشات نفسانی کا متوالا تھا اور بعض اوقات بعض نمازیں بھی چھوڑ دیا کرتا تھا اور اکثر ناوقت پڑھتا تھا۔ چنانچہ امام احمد بن حنبلؒ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ساٹھ سال کے بعد ایسے ناخلف ہوں گے جو نمازیں چھوڑیں گے، اپنی خواہشات کی پیروی کریں گے اور عنقریب '' غَـیّ'' جہنم میں (جو کہ جہنم کی بدترین وادی ہے) داخل ہوں گے۔ (الحدیث)

برکۃ العصر، شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

کا مسلک و مؤقف

(کتاب ''سیدنا علی و حسین رضی اللہ عنہما'' سے اقتباس)

جب حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے تلمیذ ارشد حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب (جو حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری قدس سرہٗ کے خلیفہ مجاز اور بھتیجے ہیں) کے خطوط سے معلوم ہوا کہ حضرت (شاہ عبدالقادر) رائپوری نور اللہ مرقدہٗ کی مجلس میں محمود احمد عباسی (ناصبی و یزیدی) کی کتاب ''خلافت معاویہؓ و یزید'' (جو حضرت علیؓ و حضرت حسینؓ کی گستاخی پر مشتمل ہے) پڑھی جا رہی ہے تو فوراً حضرت نے خطوط کے ذریعہ اس کا مجلس میں پڑھے جانے کو موقوف کرا دیا۔ وہ دونوں خط ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں۔

مکرم و محترم مولوی عبدالجلیل صاحب مدفیوضکم

بعد سلام مسنون! اس وقت جمعہ کے دن ساڑھے گیارہ بجے میر صاحب سے سرسری ملاقات ہوئی کہ ہجوم تھا۔ رسالہ پہنچ گیا مگر دستی پرچہ باوجود میرے سوال کے بھی کوئی نہیں دیا۔ اس کے بعد ڈاک آئی اور اس میں کارڈ پرسوں بدھ کا لکھا ہوا ملا، اگرچہ اس جمعہ اور ہجوم کی وجہ سے وقت تنگ ہے مگر چونکہ اس میں حضرت کے نظام الاوقات میں یہ لکھا کہ ایک کتاب ''خلافت معاویہؓ و یزید'' سنائی جا رہی ہے اگر یہ وہی عباسی والی ہے تو ہرگز اس قابل نہیں کہ مجمع میں سنائی جائے، جو حدیث سے واقف نہیں، تاریخ پر عبور نہیں رکھتے اُن کو اس کا دیکھنا ہرگز جائز نہیں، سخت گمراہی کا اندیشہ ہے۔ اس بدنصیب نے دیدہ دانستہ عبارتیں مسخ کی ہیں، مثال کے طور پر لکھتا ہے کہ:

حافظ ابن حجرؒ کی ''تہذیب التہذیب'' سے یحییٰ کا قول نقل کیا ہے کہ:

حافظ نے ان سے یزید کی توثیق نقل کی ہے

اب کوئی شخص اصل کتاب کو نکال کر دیکھے تو معلوم ہو کہ حافظ نے اس میں لکھا ہے کہ:

یحییٰ جو ایک ثقہ آدمی ہیں، اُنہوں نے فلاں سے جو ثقہ ہے، یہ نقل کیا کہ میرے سامنے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے سامنے کسی نے یزید کو امیر المومنین کہہ دیا تو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اسے کوڑے لگوائے کہ تو یزید کو امیر المومنین کہتا ہے؟

اس سے اندازہ کرے کہ اس جاہل نے اس کو یہ لکھا ہے کہ حافظ نے یحییٰ سے یزید کی توثیق نقل کی ہے۔ تعجب ہے کہ مولانا محمد صاحب کے وہاں ہوتے ہوئے بھی یہ کتاب حضرت کی مجلس میں پڑھی جاسکتی ہے۔ نہایت عجلت میں یہ سطور اس لیے لکھ دیں کہ میر جی صاحب آج جارہے ہیں۔ ڈاک کا خط نہ معلوم کب تک پہنچے۔ حضرت اقدس کی خدمت میں سلام کے بعد دُعا کی درخواست۔ فقط

زکریا

۳/ جمادی الثانی ۱۳۷۹ھ

مولانا عبدالجلیل صاحب مدظلہ نے مکتوب بالا کے جواب میں عریضہ لکھ کر واضح فرمایا کہ کتاب ''خلافت معاویہ و یزید'' مجلس عام میں نہیں سُنی گئی بلکہ صرف چند مخصوص خدام کی موجودگی میں سُنی گئی ہے۔

اس پر دوبارہ حضرت شیخ الحدیث صاحب نے اپنے والا نامہ میں تحریر فرمایا:

کتاب ''خلافت معاویہ و یزید'' کے متعلق تم نے لکھا ہے کہ خواص کے مجمع میں پڑھی جاتی ہے لیکن جن خواص کا نام آپ نے لکھا ہے وہ بھی تاریخ و حدیث کے زیادہ ماہر نہیں ہیں اور اس کتاب میں

بددیانتی سے کام لیا گیا ہے، کہ ''لا تقربو الصلوٰۃ'' سے نماز کے پڑھنے کی قرآن پاک سے ممانعت کے مشابہ ہے۔

فقط والسلام

زکریا، مظاہر العلوم

۱۱ جمادی الثانی ۱۳۷۹ھ

(سیدنا علی وسیدنا حسین رضی اللہ عنہما ص۔۳۱۶)

ö ö ö

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی ''تکمیل الایمان'' میں فرماتے ہیں:

صحابہ کی ایک جماعت جو اس کے زمانہ میں تھی اور صحابہ زادے بھی اس کی اطاعت سے خارج اور اس کی خلافت کے منکر تھے۔ ہاں مدینہ مطہرہ کی ایک جماعت جبراً و کرہاً اس کے پاس شام گئی تھی اور یزید نے ان کو بڑے انعام اور لذیذ دعوتوں سے نوازا بھی، لیکن یہ حضرات جب اس کا حال قباحت مآل دیکھ کر مدینہ منورہ واپس ہوئے تو اس کی بیعت توڑ دی اور صاف بتا دیا کہ وہ دشمن خدا تو مے نوش، تارک صلوٰۃ، زانی، فاسق اور محرمات الٰہی کا حلال کرنے والا ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس نے آنحضرت (حضرت حسینؓ) کے قتل کا حکم ہی نہیں دیا اور نہ وہ آپ کے قتل پر راضی تھا اور نہ آپ کی اور اہل بیت کی شہادت پر خوش ہوا اور نہ اس پر اس نے کچھ خوشی کا اظہار کیا اور یہ بات بھی مردود و باطل ہے کیونکہ اہل بیت نبوی ﷺ سے اس بد بخت کی عداوت اور ان حضرات کے قتل پر اس کا خوشیاں منانا اور خاص طور پر ان حضرات کی تذلیل و اہانت کرنا تواتر معنوی کے درجہ پر پہنچ چکا ہے اور ان امور کا انکار محض بناوٹ اور زبردستی ہے۔ [تکمیل الایمان: ص،۷۰۔۷۱]

شمس العلماء، علامۂ دوراں

حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی رحمہ اللہ

لعنت بر یزید:

حضرت مولانا سے دورانِ درس لوگوں نے سوال کیا کہ یزید پر لعنت بھیجنا درست ہے کہ نہیں؟

حضرت مولانا نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ حق پر ہیں یہ درست ہے اور یزید مجرم ہے یہ بھی درست ہے مگر وہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں۔ اور مسئلہ یہ کہ جس کا کافر ہونا یقینی ہو تو اُس پر لعنت بھیج سکتے ہو اور اگر نہ ہو تو نہ ۔

(بحوالہ از کتاب ''نکاتِ افغانی'' ص:۲۱۲)

ö ö ö

یزید قتل حسینؓ پر بہت خوش تھا، علامہ ابن جوزیؒ لکھتے ہیں:

ابن ابی الدنیاؒ نے روایت کیا ہے جب حضرت حسینؓ کا سر مبارک یزید کے پاس لایا گیا تو اُس وقت حضرت ابو برزہؓ اُس کے پاس تھے یزید اپنی چھڑی سے حضرت حسینؓ کے چہرے اور منہ پر کچوکے لگانے لگا اور ساتھ ہی شعر پڑھنے لگا ''ہم اپنے مقابلے پر آنے والے لوگوں کی کھوپڑیوں کو پھاڑ دیتے ہیں۔ درانحالیکہ وہ نافرمان اور اپنے آپ پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں''۔ (الرد علی المتعصب العنید المانع من ذم یزید: اردو ترجمہ، ص:۱۱۶)

تو حضرت ابو برزہؓ نے اسے کہا : (معجم الکبیر، مجمع الزوائد)

ترجمہ: (یزید تو) اپنی چھڑی اُٹھالے بخدا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس منہ پر منہ رکھ کر بوسہ لیتے ہوئے دیکھا ہے۔ (طبری، کامل، البدایہ)

قطب الاقطاب

حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ

(باباجی چک، ۱۱، والے چیچہ وطنی، ضلع ساہیوال)

خلیفۂ اجل حضرت شاہ عبدالقادر رائپوری رحمہ اللہ

حضرت باباجیؒ کے معتمد اور حاضر باش خادم مفتی محمد انور صاحب اوکاڑوی مدظلہ فرماتے ہیں کہ:

حضرت مولانا عبدالعزیز رحمہ اللہ کے ایک مُرید سید یعقوب شاہ صاحب جو لاہور کے رہنے والے تھے، وہ ایک دفعہ حضرت سے ملنے کے لیے لاہور سے چلے وہ جمعہ کا دن تھا، جب ساہیوال پہنچے تو جمعہ پڑھنے جامعہ رشیدیہ چلے گئے۔ جمعہ سے فراغت حاصل کر کے حضرت سے ملنے کے لیے ۔۱۱ چک حضرت کے گھر پہنچے اور حضرت سے عرض کیا کہ جامعہ رشیدیہ کی مسجد میں ایک صاحب بیان کر رہے تھے اُنہوں نے کہا کہ جب واقعہ کربلا پیش آیا تو یزید وہاں سے چار سو میل دور تھا اس لیے یزید کا قتل حسین سے کوئی تعلق نہیں، اس لیے قیامت کے دن اُس سے کوئی پوچھ نہ ہوگی۔

حضرتؒ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے یہ بات سن کر آپ کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا اور آپؒ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا:

''اگر یزید اس واقعہ کا ذمہ دار نہیں تو اور کون ہے؟ پھر کس سے پوچھ ہو گی؟ پھر (مثال دے کر) فرمایا بھٹو صاحب کو پھانسی پر کیوں چڑھایا

گیا؟ حالانکہ وہ قصوری کے قتل کے وقت جائے وقوعہ سے تین سو میل دور تھا۔ اُس کو سزا صرف اس لیے دی گئی کہ اس نے قصوری کو قتل کروایا تھا۔ اسی طرح حضرت حسینؓ کے قتل پر یزید نے کسی قاتل کو سزا نہ دی ،اس سے معلوم ہوا کہ یہ کام اس کے اشارہ پر ہوا۔“

ö ö ö

صحابہ کرامؓ حضرت حسینؓ کے ہمنوا تھے موقف میں بھی اور میدان میں بھی

حضرت انس بن الحارث رضی اللہ عنہ جو آنحضرت ﷺ کے صحابی ہیں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی معرکہ کربلا میں شہید ہوئے ہیں۔ چنانچہ امام بخاری ”التاریخ الکبیر“ میں فرماتے ہیں:

ترجمہ: انس بن الحارث یہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ شہید ہوئے۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے حدیث سنی ہے۔ [قسم ثانی: ج۱، ص: ۳۰]

حضرت انس بن الحارث رضی اللہ عنہ نے جو حدیث آنحضرت ﷺ سے سنی تھی اس کا متن یہ ہے:

ان بنی یعنی الحسین یقتل بارض یقال لها کربلا فمن شهد منکم ذلک فلینصره.

میرا بیٹا حسین مقام کربلا میں قتل کیا جائے گا تم میں سے جو کوئی اس موقع پر موجود ہو اس کی مدد کرے۔

اسی حدیث کی بنا پر یہ صحابی معرکہ کربلا میں آپ کے ساتھ رہے۔

اس روایت کو حافظ ابن کثیرؒ نے ”البدایہ والنہایہ“ میں امام بغوی کی ”معجم الصحابہ“ کے حوالہ سے بسند نقل کیا ہے۔ [ج۸، ص: ۱۹۹]

شیخ الحدیث
حضرت مولانا محمد عبداللہ رائپوری صاحب رحمہ اللہ

خلیفہ مجاز حضرت شاہ عبدالقادر رائپوری، شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ ساہیوال

حضرت مولانا فاضل حبیب اللہ رشیدی صاحب رحمہ اللہ

ناظمِ اعلیٰ جامعہ رشیدیہ ساہیوال

مفتی محمد انور اوکاڑوی دامت برکاتہم فرماتے ہیں:

جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے سالانہ جلسہ پر اُس وقت کے ایک نوجوان خطیب کو بلایا جاتا تھا۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ اور حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب رحمہ اللہ کو معلوم ہوا کہ وہ یزیدی (یزید کو حق ماننے والا) ہے تو باہمی مشورہ کے بعد اُن مولانا صاحب کو سالانہ جلسہ پر مدعو نہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اور اُن حضرات کی زندگی میں پھر انہیں کبھی جامعہ رشیدیہ نہیں بلایا گیا۔ یہی ہے علمائے دیوبند کا مسلک و مشرب۔

ö ö ö

علامہ عبداللہ بن محمد بن عامر شبراوی شافعی ”کتاب الاتحاف بحب الاشراف“ میں فرماتے ہیں: [ص۱۸]

لاریب حق تعالیٰ سبحانہ نے یزید پر شقاوت مسلط کی کہ اس نے آل بیت شریف (نبویؐ) کے ستانے پر کمر باندھی، قتل حسینؓ کے لیے اپنی سپاہ بھیجی، ان کو شہید کیا، ان کی حرم اور ان کی اولاد کو اسیر بنایا حالانکہ یہ حضرات اس وقت اللہ تعالیٰ سبحانہ کے نزدیک روئے زمین پر بسنے والوں میں زیادہ معزز تھے۔

عالم ربانی، محدث کبیر

حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب رحمہ اللہ

شاگرد رشید و خلیفہ مجاز شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

کا مسلک و موقف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

محترم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہم (رحمہ اللہ) کی تحریرات بہت مفید ہوتی ہیں، مسلک اکابر اہل سنت والجماعت (دیوبند) میں انہیں بحمد اللہ تصلّب حاصل ہے۔ جماعت مودودی اور شیعوں سے انہیں اس درجہ بُعد ہے کہ وہ مصلحتاً عارضی طور پر ان سے سیاسی گٹھ جوڑ اور اتحاد کے بھی قائل نہیں ہیں۔ مسلک اکابر پر مضبوطی سے قیام ہی کی وجہ سے وہ شیعوں کی طرح خوارج کو بھی غلط گردانتے ہیں، ان کے نظریات کی تردید کرتے ہیں۔

میں نے ان کی تحریر ''دفاع صحابہؓ'' کا متعدد جگہ سے مطالعہ کیا اس میں ان سب مسالک پر تھوڑی تھوڑی روشنی ڈالی گئی ہے اور فرقہ خوارج یزیدیہ پر بھی رَد کیا ہے۔

یزید کے بارہ میں اکابر اہل سنت والجماعت (دیوبند) کبھی حسن ظن میں مبتلاء نہیں رہے کیونکہ انہوں نے اُس کے پورے دور حکومت (امارت) کو سامنے رکھا ہے جس کی خرابی شہادت حسینؓ سے شروع ہوئی اور انجام واقعۂ حرہ اور مکہ معظّمہ پر فوج کشی پر ہوا، اسی دوران یزید کی موت واقع ہوئی۔

اس نے مسلم بن عقبہ مری کو حکم دیا تھا کہ مدینہ منورہ فتح کرنے کے بعد تین دن تک جو چاہے کارروائی کرے، یہ ''حرم مدینہ'' کی زبردست اہانت تھی جو اُس نے کی، واقعۂ حرہ کے مقتولین پر صدمہ کا ذکر صحاح ستہ میں بھی آتا ہے۔ تاریخ میں تو بہت کچھ ہے اِس میں سے ائمہ حدیث نے معتبر مان کر جو کچھ لکھا ہے اُس سے اِس کی زیادتیوں اور ظلم کا اندازہ کیجیے۔ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

ثُمَّ خَرَجَ اَھْلُ الْمَدِیْنَۃِ عَلٰی یَزِیْدَ وَخَلَعُوْہُ فِیْ سَنَۃِ ثَلاثٍ وَّسِتِّیْنَ فَاَرْسَلَ اِلَیْھِمْ مُسْلِمَ بْنَ عُقْبَۃَ الْمُرِّیَّ وَاَمَرَہٗ اَنْ یَّسْتَبِیْحَ الْمَدِیْنَۃَ ثَلاثَۃَ اَیَّامٍ وَاَنْ یُّبَایِعَھُمْ عَلٰی اَنَّھُمْ خَوَلٌ وَّعَبِیْدٌ لِّیَزِیْدَ فَاِذَا فَرَغَ مِنْھَا نَھَضَ اِلٰی مَکَّۃَ لِحَرْبِ ابْنِ الزُّبَیْرِ فَفَعَلَ بِھَا مُسْلِمٌ اَلْاَفَاعِیْلَ الْقَبِیْحَۃَ وَاَفْحَشَ الْقَضِیَّۃَ اِلَی الْغَایَۃِ ثُمَّ تَوَجَّہَ اِلٰی مَکَّۃَ.

(تہذیب التہذیب ج:۱۱ص:۳۶۱)

''پھر ۶۳ھ میں اہل مدینہ نے یزید کے خلاف خروج کیا، بیعت توڑ دی تو یزید نے ان کے پاس مسلم بن عقبہ مری کو لشکر دے کر بھیجا اور اُسے حکم دیا کہ مدینہ منورہ کو تین دن حلال رکھے (قتل یا لوٹ مار کے لیے) اور یہ کہ اہل مدینہ سے اِن کلمات پر بیعت لے کہ وہ یزید کے خادم اور غلام ہیں۔ اور جب اِس سے فارغ ہو جائے تو مکہ مکرمہ میں ابن زبیرؓ پر چڑھائی کرے۔ یزید کے اِس حکم پر مسلم بن عقبہ نے بدترین افعال کا ارتکاب کیا، انتہا درجہ فحش معاملہ بناڈالا پھر مکہ مکرمہ روانہ ہوا''۔

تو اللہ تعالیٰ نے اُسے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی اپنی گرفت میں لے لیا، اُس نے مرتے وقت حصین بن نمیر السکونی کو اپنا قائم مقام امیر لشکر بنادیا، ان فوجوں نے حضرت ابن زبیر کا محاصرہ کیا اور کعبۃ اللہ پر منجنیق نصب کی، اس سے کعبہ کے ستون اور عمارت کمزور ہوگئی کعبۃ اللہ کو آگ بھی لگی، ان فوجوں کے ان ہی افعال قبیحہ کے دوران اچانک یزید کی ہلاکت کی خبر پہنچی تو یہ لشکری لوٹ گئے، وکفی اللہ المؤمنین القتال۔ اللہ تعالیٰ مومنین کے لیے قتال کے لیے کافی ہوگیا۔ یزید کی ہلاکت نصف ربیع الاول ۶۴ھ میں ہوئی اُس وقت اُس کی عمر چالیس سال سے کم تھی۔

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

وَقُتِلَ مِنْهُمْ خَلْقٌ كَثِيْرٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَاَبْنَائِهِمْ وَسَبَقَ اَكَابِرَ التَّابِعِيْنَ وَفُضَلَائِهِمْ وَاسْتَبَاحَهَا ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ نَهْبًا وَّقَتْلًا ثُمَّ بَايَعَ مَنْ بَقِيَ عَلٰى اَنَّهُمْ عَبِيْدٌ لِّيَزِيْدَ وَمَنِ امْتَنَعَ قُتِلَ.

(لسان المیزان ج۶ص۲۹۴)

’’مدینہ شریف میں بہت ساری خلقت صحابہ کرام اور اُن کی اولاد میں سے قتل کردی گئی، جو بڑے درجہ کے تابعین اور فضلاء تھے انہیں پہلے شہید کیا اور تین دن تک لوٹ مار، قتل و غارتگری کی اپنے لشکر کو عام اجازت دی پھر جو باقی رہ گئے اُن سے اِن الفاظ سے بیعت لی کہ یہ یزید کے غلام ہیں اور جس شخص نے یہ نہ مانا اُسے قتل کردیا گیا‘‘۔

ابن تیمیہؒ نے یزید کا یہ واقعہ اور اس کا سبب بیان کیا ہے کہ اُس نے اہل حرہ

کے ساتھ جو کچھ کیا تو اُس کی (اِس گستاخانہ جرأت کی) وجہ یہ ہوئی تھی کہ اہل مدینہ نے اُس کے نوابوں (نائبوں) کو اور اُس کے خاندان (رشتہ داروں) کو مدینہ شریف سے نکال دیا تھا اور اُس کی بیعت توڑ دی۔

وَاَمَّا مَا فَعَلَهُ بِاَهْلِ الْحَرَّةِ فَاِنَّهُمْ لَمَّا خَلَعُوْهُ وَاَخْرَجُوْا نُوَّابَهُ وَعَشِيْرَتَهُ اَرْسَلَ اِلَيْهِمْ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ يَطْلُبُ الطَّاعَةَ فَامْتَنَعُوْا فَاَرْسَلَ اِلَيْهِمْ مُسْلِمَ بْنَ عُقْبَةَ الْمُرِّيَّ وَاَمَرَهُ اِذَا ظَهَرَ عَلَيْهِمْ اَنْ يُّبِيْحَ الْمَدِيْنَةَ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَهٰذَا هُوَ الَّذِيْ اَعْظَمَ اِنْكَارَ النَّاسِ لَهُ مِنْ فِعْلِ يَزِيْدَ وَلِهٰذَا قِيْلَ لِاَحْمَدَ اَنَكْتُبُ الْحَدِيْثَ عَنْ يَزِيْدَ قَالَ لَا وَلَا كَرَامَةَ اَوَ لَيْسَ هُوَ الَّذِيْ فَعَلَ بِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَافَعَلَ. (منہاج السنۃ ج۲ص۲۵۳)

’’تو اُس نے یکے بعد دیگرے پیغام بھیجے کہ اہل مدینہ اطاعت قبول کرلیں لیکن وہ نہ مانے تو یزید نے مسلم بن عقبہ مری کو مدینہ شریف پر حملہ کے لیے بھیجا اور اُسے حکم دیا کہ جب تم غلبہ پالو، تو تین دن تک تمہیں لوٹ مار، قتل و غارتگری کی عام اجازت ہوگی اور اِس کا یہی وہ فعل ہے جس نے اُس پر لوگوں کی نکیر بڑھادی۔ اس لیے امام احمد رحمۃ اللہ سے عرض کیا گیا کہ کیا ہم یزید کی حدیث لکھ لیں تو انہوں نے فرمایا نہیں اور اِس میں کوئی فضیلت نہیں۔ کیا یزید وہی نہیں ہے جس نے اہل مدینہ کیساتھ ناقابل ذکر بدسلوکی (ظلم و بے حرمتی) کی‘‘۔

غرض اس نے لشکر بھیج دیا، لشکر کو اہل مدینہ پر ظلم کا حکم دیا پھر وہاں سے فارغ ہوکر مکہ مکرمہ پر حملہ کا حکم دیا تھا اور یہ سب کچھ اِسی کے حکم سے ہورہا تھا کہ اِسی دوران شام

میں یزید کی موت واقع ہوئی۔ امام غزالیؒ، ابن عربیؒ اور ملا علی قاریؒ جنہوں نے اِس کی پوری تاریخ پیش نظر نہیں رکھی انہوں نے اس کے لیے ترحیم دعاء رحمت کی بات لکھی ہے، لیکن علماء اہل سنت والجماعت (دیوبند) نے اُس کے آخری عمل کو بھی سامنے رکھا تو اُنہوں نے ترحیم نہیں کی بلکہ بعض اکابر نے اس کے لیے ''پلید'' کا لفظ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ''سوء سیرت'' کا جملہ استعمال فرمایا ہے۔ اُس کے بارے میں امام غزالیؒ وغیرہ سے پہلے اسلاف کا نقطۂ نظر بھی یہی چلا آرہا ہے۔

یزید کے بارہ میں امام احمدؒ کی گفتگو نقل کرتے ہوئے ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

وَقَالَ لَهُ ابْنُهُ اِنَّ قَوْمًا يَقُوْلُوْنَ اِنَّا نُحِبُّ يَزِيْدَ فَقَالَ هَلْ يُحِبُّ يَزِيْدَ اَحَدٌ فِيْهِ خَيْرٌ؟ فَقِيْلَ لَهُ فَلِمَاذَا لَا تَلْعَنُهُ فَقَالَ وَمَتٰى رَاَيْتَ اَبَاكَ يَلْعَنُ اَحَدًا. (سوال فی یزید ص:۱۲)

''امام احمد رحمہ اللہ سے اُن کے صاحبزادے نے عرض کیا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم یزید سے محبت رکھتے ہیں تو انہوں نے فرمایا: کیا کوئی ایسا شخص کہ جس کی طبیعت میں نیکی ہو یزید سے محبت رکھے گا؟ اِس پر اُن سے عرض کیا گیا تو آپ اُس پر لعنت کیوں نہیں فرماتے؟ انہوں نے فرمایا تم نے اپنے باپ کو کب دیکھا ہے کہ اُس نے کسی پر لعنت کی ہو''۔

ابن تیمیہؒ کے نزدیک یزید خلفاء راشدین کی فہرست سے خارج ہے۔ حتی کہ جو شخص اِسے خلیفۂ راشد کہے اُس کے بارے میں وہ لکھتے ہیں:

وَمَنْ جَعَلَهُ مِنَ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ فَهُوَ اَيْضًا ضَالٌّ مُّبْتَدِعٌ كَاذِبٌ. (سوال فی یزید لابن تیمیہ ص:۱۵)

''اور جو شخص یزید کو خلفاء راشدین میں جو ہدایت پر قائم رہے شمار

کرے تو وہ بھی گمراہ ہے، بدعتی ہے، جھوٹا ہے''۔

حافظ ذہبیؒ اور حافظ ابن حجرؒ یزید سے روایت کردہ حدیثوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

مَقْدُوْحٌ فِيْ عَدَالَتِهٖ لَيْسَ بِاَهْلٍ اَنْ يُّرْوٰى عَنْهُ. وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ لَايَنْبَغِيْ اَنْ يُّرْوٰى عَنْهُ.

(لسان المیزان ج:۶، ص:۲۹۳، میزان الاعتدال للذھبی ج:۴، ص:۴۴۰)

''حدیث میں اِس کی عدالت مخدوش ہے، یہ اِس کا اہل نہیں ہے کہ اس سے حدیث کی روایت کی جائے اور امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا ہے کہ اِس کی روایت نہ لینی چاہیے''۔

اِن معروضات کے بعد گزارش ہے کہ یزید کے بارہ میں جو ذہن محمود احمد عباسی کی کتابوں سے بن رہا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ عباسی صاحب نے اپنے خاص ذہن کی وجہ سے تاریخ کا بہت بڑا حصہ غائب ہی کردیا ہے، آج کل لوگوں کا علمی ذوق اتنا ہی رہ گیا ہے کہ وہ اُردو کی کتابیں پڑھ لیں حالانکہ علماء کا فرض ہے کہ وہ یہ بھی دیکھیں کہ لکھنے والے نے تحریف اور قطع و برید تو نہیں کی اور اصل مراجع اور مأخذ کا بھی مطالعہ کریں اور اگر اتنی محنت نہیں کرسکتے تو اپنے اکابر کی تحقیقات پر اعتبار کریں۔ عباسی صاحب کی تمام ہی تحقیقات قطع و برید سے پُر ہیں۔ آج کل اسی طرح کی تحقیقات چھپ رہی ہیں، انہیں لوگ آخری تحقیق کا درجہ دیے جارہے ہیں چاہے وہ تحقیق نہ ہو تحریف ہی ہو، کیونکہ موجودہ دور میں لکھنے والے متقی نہیں ہیں اس لیے اپنی خواہش کے مطابق جگہ جگہ سے عبارتیں لے کر ایک خوبصورت و مؤثر مضمون بنادیتے ہیں جس کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا چہ جائیکہ وہ تحقیق ہو۔ اس لیے سب سے سہل اور عمدہ راستہ یہی

ہے کہ اَسلاف کا مسلک معلوم کرلیا جائے اور اُس پر قائم رہا جائے۔ وَاللّٰہُ وَلِیُّ التَّوْفِیْقِ

حامد میاں غفرلہٗ

۲۳ر جمادی الاولی ۱۴۰۲ھ ۲۸ر فروری ۸۲ء یکشنبہ۔۔(انوارِ مدینہ لاہور، ج:۱۴، ش:۴)

ööö

یزید اور قتلِ صحابہؓ و بے حرمتی حرمین شریفین

امام طبرانی نے حضرت عروہ بن زبیر سے روایت کیا ہے کہ:

پس یزید نے مسلم بن عقبہ کو شامی فوجوں کے ساتھ روانہ کیا اور اس کو یہ حکم دیا کہ پہلے اہل مدینہ سے قتال کرنا پھر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے لڑنے کے لیے مکہ کا رخ کرنا۔ عروہ کا بیان ہے کہ مسلم بن عقبہ جب مدینہ طیبہ میں داخل ہوا تو وہاں صحابہؓ کی ایک جماعت موجود تھی۔ اس (مردود) نے نہایت بے دردی سے ان کا قتل عام کیا، اور پھر مکہ معظمہ کی طرف چل پڑا مگر رہ ہی میں اس کو پیک اجل نے آلیا۔

[فتح الباری: ج ۱۳ ص ۶۰، ۶۱]

یاد رہے کہ یہی مسلم بن عقبہ ہے جس کو تاریخ میں اس کے ظلم و ستم کی وجہ سے ''مسرف'' یا ''مجرم'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ علامہ یاقوت حموی نے معجم البلدان میں ''حرہ واقم'' کے تحت لکھا ہے کہ فتنہ حرہ میں لشکرِ شام کے ہاتھوں ''موالی میں سے ساڑھے تین ہزار، انصار میں سے چودہ سو اور بعض سترہ سو بتاتے ہیں اور قریش میں سے تیرہ سو حضرات تہہ تیغ (قتل) کر دیے گئے۔ یزیدی لشکر نے مدینہ منورہ میں داخل ہو کر لوگوں کے اموال لوٹے اور ان کی اولاد کو اسیر بنایا۔''

اور محذرات (پردہ نشین خواتین) کی جو عصمت دری ہوئی اس کو بیان کرتے ہوئے قلم بھی شرماتا ہے۔ (حادثہ کربلا کا پس منظر: ص ۳۰۹)

استاذ الاساتذہ، فاضل دیوبند

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ

بانی و مہتمم جامعہ اسلامیہ محمد پورہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کا تعلق ٹوبہ ٹیک سنگھ سے ہے یہ فاضل دیوبند اور شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے شاگرد رشید ہیں (عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ (ش: ۲۰۰۰ء، کراچی) علیحدہ شخصیت ہیں)، جب محمود احمد عباسی ناصبی یزیدی نے کتاب ''خلافت معاویہؓ و یزید'' لکھی تو یزیدیت کے منحوس جراثیم ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بھی پھیلنے لگے اس کے تدارک اور اپنے اَکابر کے مسلک حق کی حفاظت کے لیے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ میدان میں اُترے اور اس گمراہ کن کتاب کا بے مثال جواب ''حسینؓ اور یزید'' کے نام سے لکھ کر اپنے اکابر کی تقلید میں ''صحابہ و اہل بیت رضی اللہ عنہم'' کی عزت و ناموس کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دیا، ہم اس کتاب ''حسینؓ اور یزید'' میں سے کچھ اقتباسات نذرِ قارئین کر رہے ہیں۔

یاد رہے کہ اس کتاب کا نیا ایڈیشن چھپ کر جلد ہی منظر عام پر آنے والا ہے، اس کتاب کے حصول اور رہنمائی پر ہم حضرتؒ کے اہل خانہ اور بالخصوص حضرتؒ کے شاگردِ رشید، پیر طریقت حضرت سید جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم کے بے حد مشکور ہیں۔ جزاکم اللہ خیرا واحسن الجزا (رضوان نفیس)

قسطنطنیہ پر اگر یزید ہی کا لشکر پہلا حملہ آور لشکر تسلیم کرلیا جائے حالانکہ درحقیقت ایسا نہیں ہے بلکہ اس کا لشکر آخری ہے سن ۵۲ھ میں اور بری ہے نہ کہ بحری اور جب یہ پہنچا تو اُس وقت صحابہؓ پہلے ہی سے مصروف جہاد تھے۔ (رضوان نفیس)

حضرت مولانا یوسف صاحبؒ فرماتے ہیں:

"نبی کریم ﷺ کا فرمان مغفورٌ لھم مشروط ہے ساتھ اس شرط کے کہ مجاہدین قسطنطنیہ اعمال صالحہ کی وجہ سے مغفرت کے اہل ہوں، حتیٰ کہ اگر ان میں سے کوئی بعد جہاد مرتد ہو گیا تو کسی کے نزدیک بھی وہ اس بشارت کا مصداق نہیں ہو سکتا، اب اسی طرح اگرچہ یزید بھی مجاہدین میں شریک ہونے کی وجہ سے عموم حدیث مغفورٌ لھم میں داخل سمجھا جائے گا لیکن حدیث مغفور لھم کے مشروط کے ساتھ شرط اہلیت مغفرت کے ہونے کی وجہ سے یزید اس بشارت کی فضیلت سے محروم رہے گا، اس لیے کہ وہ اپنی اندرونی خرابیوں کی وجہ سے شرط مغفرت کا پورا کرنے والا نہ رہا، تو اذا فات الشرط فات المشروط کے مطابق مغفرت کا اہل بھی نہیں رہے گا جیسے کہ حجۃ الاسلام، رأس المحققین عمدۃ المفسرین حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند نے یہی جواب باصواب دیا ہے ملاحظہ کیجیے:

غایت مافی الباب بسبب خرابهائے انهانی که داشت همچو منافقاں که در بیعت رضوان شریك بودند بوجه نفاق رضوان الله اونشد، یزید هم ازیں بشارت محروم ماند.

نتیجہ یہ نکلا کہ جس طرح بیعت رضوان میں منافقین شریک ہوئے اور نفاق کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی سے محروم ہو گئے یزید بھی اپنی اندرونی خرابیوں کی وجہ سے اس بشارت کی فضیلت سے محروم ہو گیا۔

(از مکتوبات شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ: ج، اول، ص ۲۵۲)

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح بیعت رضوان میں منافقین شامل تھے، جیسا کہ آیت کریمہ کی عمومیت سے ظاہر ہے:

ان الذین یبایعونک فانما یبایعون اللہ یداللہ فوق ایدھم

تحقیق جو لوگ بیعت کرتے تجھ سے وہ بیعت کرتے اللہ سے، اللہ کا ہاتھ اُوپر

ان کے ہاتھ کے۔ (پارہ:۲۶، رکوع،۹)

اس آیت کریمہ سے تمام مبایعین کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے منافقین کو اس فضیلت سے محروم ظاہر کرنے کے واسطے دوسری آیت میں قید لگا کر ان کو خارج کر دیا:

لقد رضی اللّٰہ عن المومنین اذیبایعونک تحت الشجرة.

تحقیق اللہ خوش ہوا ایمان والوں سے جب بیعت کرنے لگے تجھ سے اس درخت کے نیچے۔

مومنین کی قید سے غیر مومنین یعنی منافقین بیعت رضوان کی فضیلت سے محروم ہو گئے، اگرچہ نفس بیعت میں شامل تھے۔ ایسا ہی یزید بھی حضور ﷺ کے فرمان مغفور لھم میں بسبب جہاد کے داخل سمجھا جائے گا جیسا کہ منافقین نفاق کی وجہ سے بیعت رضوان کی فضیلت سے محروم رہے، یزید بھی اپنے پوشیدہ فسق و فجور کی وجہ سے مغفور لھم کی بشارت سے محروم رہے گا۔"

یزید کے حامی ایک عالم صاحب کے سوال کے جواب میں حضرت مولانا لدھیانویؒ فرماتے ہیں:

"اگر واقعی یزید حدیث مغفور لھم سے خارج نہیں ہوا تو پھر دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا کسی صحابی نے جو امام حسینؓ کو یزید کے خلاف خروج سے روک رہے تھے یزید کی فضیلت و عنداللہ اس کی مقبولیت کے اثبات میں حدیث مغفور لھم کو پیش کیا یا کہ نہیں؟ اگر پیش کیا تو ثبوت کی ضرورت ہے اگر پیش نہیں کیا اور یقیناً نہیں، تو کیا صحابہ کرامؓ کا اس حدیث سے یزید کی فضیلت پر استدلال نہ کرنا اس بات کا بین ثبوت نہیں کہ ان حضرات کے نزدیک بھی یزید اس بشارت کا مستحق نہیں تھا اور نہ وہ حضرات یزید کو ایسا سمجھتے تھے جیسا کہ عباسی صاحب باور کرانا (مغفور لھم کا مصداق) چاہتے ہیں، بلکہ یزید کا فسق و فجور تو ان حضرات

کے نزدیک مسلم تھا۔" (ص:۱۶۷تا۱۷۰)[تفصیل کے لیے اصل کتاب سے مراجعت کی جائے]

یزید کے ایک طرفدار عالم صاحب کے تاریخ کے متعلق مغالطات کا حضرت مولانا لدھیانویؒ نے مدلل اور شافی جواب تحریر فرمایا ہے جس کا اقتباس درج ذیل ہے:

"یزید کے بارے میں علامہ مناویؒ آنحضرت ﷺ کی حدیث **ھلاک امتی علی یدی غلمة من قریش** کا مصداق ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

قال جمع منهم القرطبی منهم یزید بن معاویه و اضرابه من احداث ملوک بنی امیه فقد کان منهم ما کان منهم من قتل اهل بیت وخیار المهاجرین والانصار بمکة والمدینه وسبی اهل بیت قال القرطبی وغیر خاف ما صدر عن بنی امیه و حجاجهم من سفک الدماء واتلاف الاموال واهلاک الناس بالحجاز والعراق وغیرهما.

قال وبالجملة فبنو امیة قابلو اوصیة المصطفیٰ صلی اللّٰه علیه وسلم فی اهل بیته وامته با لمخالفة والعقوق فسکو ادماء هم وسبوا نساء هم واسروا اصغا رهم وخربوا دیارهم و جحدوا اشرفهم وفضلهم واستبا حوا نسلهم وسبیهم وسبهم فخالفوا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فی وصیة وقابلو ه بنقیض قصده وامنیة فیا خجلهم اذاالتقوا بین یدیه ویا فضیحتهم یوم یعرضون علیه وهذا الخبر من المعجزات وقال ابن حجر وتبعه القسطلانی وفی کلا ابن بطال اشارة الی ان اول الا غلمة یزید کان فی سنة ستین قال وهو کذلک فان یزید بن معاویة استخلف فیها وبقی الی سنة اربع وستین فمات ثمر ولی ولده معاویه ومات بعد اشهر قال الطیبی راهم المصطفیٰ صلی اللّٰه

علیه وسلم فی منا مه ینعبون علی منبره. (فیض القدیر: ج۶،ص ۳۵۵)

اس سے محدثین کرام کا نقطہ نظر یزید کے بارے میں کہ وہ اس حدیث کا اولین مصداق ہے بالکل واضح ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا بلکہ محدثین کرام آنحضرت ﷺ کی اس پیشین گوئی کو معجزات سے شمار کرتے ہیں۔

اس قدر وضاحت کے بعد فسق یزید کو غیر منصوص کہنا باعث استعجاب نہیں تو اور کیا ہے۔ مضمون نگار نے فسق یزید کے مسئلہ کو خالص تاریخی مسئلہ پر عمل کر کے جو غلطی کی ہے اُس کی تلافی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

(۱) اگر تاریخی اعتبار ہی سے یزید کا فسق تسلیم کر لیا جائے اور پھر تاریخ ہی یزید کے بارے میں شرعی حکم طلب کر رہی ہو پھر بتلایا جائے کیا جواب دیا جائے گا یہ کہ وہ فاسق ہے۔ جب اس پر فسق کا شرعی فتویٰ لگے گا تو پھر شرعی لحاظ سے ایسے شخص کے متعلق کیا نظریہ رکھا جائے گا۔ کیا عقل ونقل دونوں کا یہ فیصلہ نہیں کہ ایسے شخص کے اعمال کے مطابق اس کے فسق کا نظریہ رکھا جائے تاکہ احکام اسلامی عظمت برقرار رہے۔

(۲) تاریخ فسق کو ثابت نہیں کرتی بلکہ تاریخ ان اعمال و افعال کا مظہر ہے جو موجب فسق ہیں۔ اب جو شخص ایسے افعال کا مرتکب ہوگا جو موجب فسق ہیں اس کے متعلق اگر شارع کی جانب سے کوئی پیشین گوئی موجود ہے تو اس پیشین گوئی کے مطابق اس کے فسق کو عقیدتاً تسلیم کرنا پڑے گا، تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ کسی معین شخص کی اچھائی برائی کا بطور عقیدہ واجب التسلیم ہونا صرف کتاب وسنت ہی پر مبنی ہے لیکن اس کے لیے یہ ضروری نہیں کی ہر حیثیت سے اس کی تعیین نصوص اسلامیہ سے ہو بلکہ جن افراد کے صالح اور غیر صالح ہونے کی حضور ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی ہے، حضور ﷺ کی پیشین گوئی کا مصداق

ہونے کے واسطے ان علامات کا پایا جانا ہی کافی ہے جو حضور ﷺ نے پیشین گوئی میں فرمائی ہے، مثال کے طور پر آنحضرت ﷺ کے فرمان "ثلثون دجالون کذابون کلهم یزعم انه نبی الله" کو ملاحظہ فرمایئے کہ تیس دجال آئیں گے۔ ان دجاجلہ کی نشانی حضور ﷺ نے بیان فرمائی کہ ہر ایک اُن میں سے اپنے آپ کو نبی اللہ ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ اب جو شخص بھی اس دعویٰ کے ساتھ سامنے آئے گا وہ حضور ﷺ کی اس پیشین گوئی کا مصداق سمجھا جائے گا۔

لیکن نص میں ان مدعیان نبوت کی کوئی تعیین نہیں کہ وہ کون کون ہیں اور اُن کے کیا نام ہیں؟ بلکہ تاریخی لحاظ سے جس کا بھی دعویٰ نبوت ثابت ہو اُس کے ارتداد کو بطور عقیدہ واجب التسلیم سمجھا جائے گا کیونکہ اس دعویٰ کے ساتھ سامنے آنا ہی سب سے بڑی علامت اس کی تعیین کی ہے۔ لیکن افسوس کہ مضمون نگار نے کس قدر غلطی کی ہے کہ مرتدین کا راستہ بھی ہموار کر دیا کہ جب کسی معین شخص کی اچھائی برائی بطور عقیدہ واجب التسلیم نہیں تو پھر مرزا غلام احمد قادیانی کا کوئی متبع اگر مضمون نگار سے یہ سوال کرے کہ پھر ہمارے نبی کے ساتھ اس کے برعکس اُس کی برائی بطور عقیدہ واجب التسلیم کیسے؟ جب کہ اس کی تعیین بھی تاریخ سے ہو رہی ہے نہ کہ نص سے، تو کیا اس کو یہی جواب دیں گے کہ واقعی اس کی برائی بھی بطور عقیدہ واجب التسلیم نہیں؟ ہر گز نہیں۔

تو اس سے یہ صاف واضح ہو گیا کہ کسی معین شخص کی اچھائی برائی کا بطور عقیدہ کتاب وسنت کی خبر پر مبنی ہونے کا مطلب یہ ہر گز نہیں جو فاضل مضمون نگار بیان فرما رہے ہیں، ورنہ پھر ان مدعیانِ نبوت کے متعلق کیا عقیدہ رکھا جائے گا؟

پس فسقِ یزید کے منصوص ہونے کا مسئلہ بھی ایسا ہی سمجھیے جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ارتداد کا بطور عقیدہ واجب التسلیم ہونے کا مسئلہ ہے۔ جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تعیین بجائے نص کے تاریخ سے ہو رہی ہے، ایسا ہی یزید کی تعیین بھی تاریخ سے کافی

سمجھی جائے گی، جب نفس ایمان کے مخالف کی تعیین کے لیے تاریخ کافی تصور کی جا سکتی تو پھر عملی زندگی کے کمزور شخص کی تعیین کے لیے بطریق اولیٰ تاریخ کافی تصور کی جائے گی۔ پس یہ کہنا کہ کسی معین شخص کی اچھائی برائی کا مسئلہ جو نصوص (کتاب وسنت) کی بجائے تاریخی روایات پر مبنی ہو عقائد کے باب میں داخل نہیں ہو سکتا کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا، اور یہ کہنا کہ یزید سے کوئی ایسا حکم ثابت نہیں کہ جس پر عمل کر کے اُمت کا دین برباد ہوتا ہو کس قدر غلط اور خلاف حقیقت ہے کیا استحلال مکہ مکرمہ اور اباحت مدینہ طیبہ اور مدینۃ الرسول کے باشندوں کے قتل عام کا حکم دین کی اشاعت کا سبب تھا اور اسلام کے مقدس ترین مقامات کی بے حرمتی اُمت کے دین کی اگر بربادی نہیں تو اور بربادی کس چیز کا نام ہے؟ کیا خاندان نبوت کی بے حرمتی اُس کے اقتدار کی منحوس یادگار نہیں؟ اس کی ذمہ داری اگر یزید پر نہیں تو اور کس پر اس کی ذمہ داری ڈالی جائے گی؟ فوجی آفیسر بھی آخر اُسی کے ماتحت تھے، کیا اس قدر عظیم ترین شخصیات پر ہاتھ ڈالنا کسی فوجی افسر کا ذاتی فعل قرار دیا جا سکتا ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ یزید پلید کو اہل بیت سے عداوت تھی، اصل عبارت ملاحظہ کیجیے:

"پس معلوم ہوا کہ آزردگی معصوم کے ساتھ دو قسم کی ہوتی ہے، ایک وہ جو تعصب اور عداوت کی بنا پر ہو جس طرح یزید پلید کو عداوت اہل بیت اَطہارؓ کے ساتھ تھی" (تحفہ اثنا عشریہ: ص ۴۱۴)

تو پھر کیا جن سے محبت ومودت جزو ایمان ہے اُن کی بے حرمتی ہی نہیں بلکہ اُن کو خاک وخون میں لپٹانا اُمت کے دین کا برباد کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟ خصوصاً ایسے شخص کے اقتدار میں جس کو اُن سے عداوت ہو۔

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ۶۰ ھ کے بعد ایسے خلف ہوں گے نمازوں کو ضائع کریں گے اور شہوات نفس کی پیروی کریں گے تو وہ قریب "غی" (وادی جہنم) میں ڈال دیے جائیں گے۔

اس پر فاضل مضمون نگار فرماتے ہیں اس کا کوئی ذریعہ علم آج تک کسی کے پاس نہیں، کس قدر غلط اور بے بنیاد بات تحریر کی ہے، حضرت مولانا نے غور نہیں فرمایا کہ اگر پیشین گوئی کے وقوع فی الخارج کے بعد بھی کسی کو آج تک ساٹھ سال کے پورے ہونے کا علم نہیں ہوا تو پھر پیشین گوئی کا اعجاز ہرگز برقرار نہیں رہ سکتا۔ دوسرے لفظوں میں جس کا مطلب یہ ہوگا کہ پیشین گوئی ہی صحیح نہیں، اس لیے کہ جب آج تک کسی کو ساٹھ سال (جو کہ حدیث میں موجود ہیں) کے پورا ہونے کا ہی علم نہیں کہ کب پورے ہوئے۔ یہ اسی صورت میں قابل تسلیم ہے جب یہ مانا جائے کہ پیشین گوئی کا وقوع نہیں ہوا، ورنہ پیشین گوئی کے ظہور کے بعد ساٹھ سال کے پورے ہونے کا علم نہ ہونا کیونکر صحیح قرار دیا جاسکتا ہے؟ لہٰذا یہ کہنا ہرگز صحیح نہیں کہ ساٹھ سال پورے ہونے کا ذریعہ علم آج کسی کے پاس نہیں۔ دوسرے اس صورت میں نبی کریم ﷺ کی جانب ایسی مدت کی پیشین گوئی کی نسبت لازم آتی ہے جس کے علم کا ذریعہ ہی اُمت کے پاس کوئی نہ ہو جو شانِ نبوت کے خلاف ہے۔

رہا حضرت ابوسعید حذریؓ کا طرزِ عمل کہ جب خود ہی اس روایت کے راوی ہیں کہ جس کی رو سے یزید جہنمی ثابت ہو رہا ہے وہ حضرت حسینؓ سید شباب اهل الجنة کو اس جہنمی کے خلاف خروج کے معاملہ میں اللہ سے ڈرا رہے ہیں آخر یہ کیا ماجرا ہے۔

اس کے متعلق عرض ہے کہ یزید کے زمانہ اقتدار کے شروع میں جب کہ اس کے تمام افعال شنیعہ منظر عام پر نہیں آئے تھے۔ یہ کیسے کہا جاسکتا تھا کہ ان احادیث کا مصداق یہی صاحب اقتدار ہے کیونکہ ان علامات کے ظہور سے پہلے جن کا ذکر احادیث میں ہے حتمی فیصلہ کرنا کہ یزید ہی احادیث کا مصداق ہے کسی طرح بھی درست نہیں تھا۔ اس لیے کہ صحابہؓ عالم الغیب تو نہیں تھے اور حدیث میں ان کے نام وغیرہ کا ذکر نہیں، لہٰذا بعد از ظہور افعال شنیعہ ہی اس کے مصداق ہونے کو پہچانا جاسکتا تھا۔ اس چیز کے پیشِ نظر حضرت ابوسعید حذریؓ کے طرز عمل سے استدلال کیسے صحیح اور یزید ان احادیث کا مصداق ہونے سے کیسے

خارج؟ پس حضرت ابوسعید حذریؓ کی روایت بھی صحیح اور یزید کا اس روایت کا مصداق ہونا بھی درست اور حضرت ابوسعید حذریؓ کی روایت کا حضرت امام حسینؓ کو یزید کے خلاف خروج سے روکنا بھی مصداق حدیث ہونے پر اثر انداز نہیں لیکن تمام افعال ناشائستہ منظر عام پر آنے کے بعد مثلاً اہانتِ اہلِ بیت و استحلالِ مکہ و اباحتِ مدینہ و صحابہ و تابعین کا قتلِ عام ہو چکنے کے بعد یزید کی براءت کے لیے حضرت ابوسعید حذریؓ کے اُس وقت کے طرزِ عمل سے استدلال پکڑنا جب کہ یہ تمام چیزیں پردہ غیب میں مستور تھیں مضحکہ خیز نہیں تو اور کیا ہے؟ راقم الحروف کو یہ معلوم کرکے بڑا صدمہ پہنچا کہ فاضل مضمون نگار بہت بڑی شخصیت کے خلف الرشید ہیں کہ اگر ایسے حضرات کی دینی بصیرت کا یہ حال ہے تو دوسروں پر کیا شکوہ؟ آگے فرماتے ہیں:

قرائن کی بنیاد پر کتنا ہی غالب گمان قائم ہوتا ہو کہ یزید اس فہرست میں داخل ہے مگر یہ احتمال اپنی جگہ رہتا ہے کہ ہوسکتا ہے داخل نہ ہو۔ اس لیے کہ احادیث کے الفاظ کسی معین شخص کی تعیین کے لیے مساعدت نہیں کرتے اور جب یہ صورت ہے تو ہم میں سے کسی بڑے سے بڑے کے لیے بھی اس جرأت کی گنجائش نہیں ہے کہ ان احادیث کی بنیاد پر کسی شخص معین کے فسق کو ایک عقیدہ کی طرح واجب قرار دیا جائے۔ اس کا مآل حضرت رسالتؐ کی طرف اپنے ظن و تخمین کی بنیاد پر ایک بات کی حتمی نسبت ہے اور اس کی جرأت کو رَوا رکھنے کا آج تک اسلام میں تصور نہیں کیا گیا۔

کیا اچھا ہوتا اگر فاضل مضمون نگار اس موضوع پر قلم نہ اٹھاتے اس لیے اس سے محض یزید ہی کی براءت ثابت نہیں ہوتی بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی جس کے ارتداد اور آنحضرت ﷺ کے ارشاد ثلثون دجالون کلهم یزعم انه نبی اللّٰہ میں داخل ہونے پر امت مسلمہ اجماع کر چکی ہے کی بھی براءت تسلیم کرنی پڑے گی کیونکہ یہاں بھی کہا جاسکتا ہے کہ قرائن کی بنیاد پر کتنا ہی غالب گمان ہوتا ہو کہ مرزا غلام احمد قادیانی بھی ان تیس دجاجلہ

میں داخل ہے مگر یہ احتمال اپنی جگہ رہتا ہے کہ ہوسکتا ہے داخل نہ ہو اس لیے کہ احادیث کے الفاظ کسی شخص کی تعیین کے لیے مساعدت نہیں کرتے العیاذ باللہ۔

ع چون کفر از کعبه بر خیزد کُجا ماند مسلمانی

جب ان احادیث کی بنا پر کسی شخص معین کے فسق کو ایک عقیدہ کی طرح واجب التسلیم قرار دینا صحیح نہیں تو پھر کسی شخص معین کے ارتداد کو جو فسق سے نہایت ہی قبیح ہے۔ ایک عقیدہ کی طرح واجب التسلیم قرار دینا کس طرح صحیح قرار دیا جاسکتا ہے تو پھر ہر شخص اپنے دعویٰ میں دلائل کے اعتبار سے سچا ہے۔

اس نظریہ سے کسی معین شخص کی اچھائی برائی کا مسئلہ جو نصوص (کتاب وسنت) کی بجائے تاریخی روایات پر مبنی ہو۔ عقائد کے باب میں داخل نہیں ہوسکتا۔ نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئیوں کا غلط ہونا لازم آتا ہے اس لیے کہ ہر پیشین گوئی کے مصداق کا وقوع فی الخارج کے اعتبار سے پایا جانا تمام اہل اسلام کے نزدیک ضروری ولازمی ہے۔ بلکہ یہ ہمارے ایمان کا لازمی جزو ہے کہ جو آقا ﷺ نے فرمایا وہ ہر صورت ہو کر رہے گا۔ پیشین گوئی کے مصداق کی تعیین جب تاریخی روایات سے نہیں کی جاسکتی جو کہ واحد ذریعہ ہیں اس کی تعیین کا، تو پیشین گوئی پھر کیسے اور کیونکر صحیح قرار دی جاسکتی ہے کیونکہ مثال کے طور پر جس شبہ کی بنا پر یہاں یزید کو حدیث کا مصداق قرار دینے سے خارج قرار دیا ہے وہ شبہ ہر اس شخص پر صادق آئے گا جس کو بھی مصداق حدیث قرار دیا جائے گا تو اس صورت میں جس چیز کا مصداق حدیث ہونے کی حیثیت سے خارج میں پایا جانا لازمی وضروری تھا، فاضل مضمون نگار کے نظریہ کے مطابق اس کا خارج میں پایا جانا تو درکنار اس کے وقوع فی الخارج کا تصور بھی اسلامی نظریہ کے خلاف ہے۔

اس لیے کہ جس کو بھی تاریخ پیشین گوئی کا مصداق ہونے کے لیے پیش کرے گی اس کے عدم مصداق ہونے پر شبہ اور یہ کہ اس صورت میں اس کا مآل حضرت رسالت ﷺ کی طرف اپنے ظن اور تخمین کی بنیاد پر ایک بات کی حتمی نسبت ہے کی جرأت کو روا رکھنے کا

آج تک اسلام میں تصور نہیں کیا گیا کو مدنظر رکھتے ہوئے مہر تصدیق ثبت کردی جائے گی کہ واقعی یہ اپنے ظن اور تخمین کی بنیاد پر حضرت رسالت ﷺ کی طرف ایک بات کی حتمی نسبت ہے۔ تو اس صورت میں یہی نہیں کہ پیشین گوئی کی تغلیط ہے بلکہ اسلامی نظریات کی ایک گونہ تضحیک ہے العیاذ باللہ۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس سے مامون ومحفوظ رکھے۔

فسق یزید کے منصوص ہونے کا کوئی جدید نظریہ نہیں بلکہ ائمہ محدثین کا یہی نظریہ ہے۔ یہ کہنا کہ علماءِ دیوبند کا یہ مسلک نہیں ہے بالکل غلط اور بے بنیاد ہے اس لیے کہ علماءِ دیوبند ائمہ محدثین سے اس مسئلہ میں متفق ومتحد ہیں اگر اَسلاف دیوبند کا اس مسئلہ میں کوئی الگ مسلک ہوتا تو ضرور اس کا کہیں ذکر ہوتا اور محدثین کے نظریہ کی تردید ہوتی۔ بلکہ علماء دیوبند کا فسق یزید کی منصوصیت کے بارے میں وہی مسلک ہے جو ائمہ محدثین کا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا اس مسئلہ میں نقطہ نظر ملاحظہ کیجیے، حضرت شاہ صاحب حضرت حذیفہؓ کی روایت کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

دعاة الضلال یزید با لشام و مختار بالعراق

ترجمہ: اور گمراہی کی طرف بلانے والا یزید تھا ملک شام میں اور مختار وغیرہ عراق میں۔ (حجۃ اللہ البالغۃ: ج۲،ص۵۰۸)

یہ آنحضرت ﷺ کے فرمان ثم ینشأ دعاة الضلال کا مصداق یزید وغیرہ کو قرار دے رہے ہیں، حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں، اس خاندان اور علماءِ دیوبند کے مسلک کو الگ سمجھنا عدم واقفیت کی دلیل ہے ورنہ حقیقت نصف النہار کے مانند ظاہر ہے کہ علماءِ دیوبند درحقیقت خاندان ولی اللّٰہی کے مظہر ہیں، جس قدر کمالات علمیہ کی بارش علماء دیوبند پر ہوئی یہ اُسی خاندان مقدسہ کی برکت کا نتیجہ ہے کہ آج تمام دنیا اس سرزمین سے نکلی ہوئی نورانی شعاعوں سے مستنیر ہورہی ہے۔

لیکن اس کے باوجود یہ دعویٰ کرنا کہ علماء دیوبند کا یہ مسلک نہیں قابل تعجب نہیں تو

اور کیا ہے؟ کیا علماء دیوبند اس مسئلہ میں اپنے اساتذہ کے خلاف نظریہ رکھتے تھے؟

رہا علماء کا یہ فرمان کہ جوازلعن وعدم جواز کا مدار تاریخ پر ہے اپنی جگہ صحیح ونا قابل تردید ہے، جیسا کہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ نے فرمایا ہے اس لیے نفس فسق تو حدیث سے ثابت ہے لیکن اعمال فسق کا اقبح وغیر اقبح ہونا اور اعمال غیر شریعت کا مستحل و غیر مستحل سمجھ کر ارتکاب کرنے کا مدار تو تاریخ پر ہے۔ یعنی اعمال فاسقانہ کا ارتکاب محض فسق کا فتویٰ دیتا ہے یہ منصوص ہے لیکن آگے ان اعمال فاسقانہ کا اقبح وغیر اقبح یا ان کا ارتکاب مستحل وغیر مستحل سمجھ کر کرنا اس کا ثبوت تاریخ ہی سے ملے گا۔

جوازلعن وعدم جواز کا مدار تاریخ پر ہونے سے فسق یزید کے مسئلہ کو خالص تاریخی مسئلہ پر محمول کرنا مضحکہ خیز نہیں تو اور کیا ہے، اس لیے کہ فسق کے آخری حدود کے غیر منصوص ہونے سے نفس فسق کے غیر منصوص ہونے پر استدلال کرنا اہل علم کی شان کے خلاف ہے کیونکہ ابتدا اور انتہا کو ایک ہی درجہ میں رکھنا ایام طفولیت کی یاد کو تازہ کرنا ہے۔

یزید کے بارے میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی تصریح کے بعد "کہ آپ صاف اس کو آنحضرت ﷺ کی پیشین گوئی کا مصداق قرار دے رہے ہیں" یہ کہنا کہ یہ علماءِ دیوبند کے مسلک کے خلاف ہے کسی بھی طرح درست نہیں ہے۔ (ص: ۲۹۰ تا ۳۰۲)

ö ö ö

علامہ سید آلوسیؒ صاحبِ تفسیر روح المعانی اور فسقِ یزید

اور اگر مان لیا جائے کہ وہ یزید خبیث مسلمان تھا تو وہ ایسا مسلمان تھا جس نے اپنے اندر اتنے کبیرہ گناہ جمع کر لئے تھے جو احاطۂ بیان میں نہیں آسکتے میں یزید جیسے آدمی پر نام لے کر لعنت کرنے کو جائز رکھتا ہوں اگرچہ یزید جیسا فاسق اور کوئی تصور میں آ ہی نہیں سکتا

(تفسیر روح المعانی: ص، ۷۳: د/ ۲۶، ج، ۲۵)

شیخ المشائخ، زینت المحدثین

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ

بانی دیوبند ثانی دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

حضرت مولانا عبدالحقؒ کا ایک بیان جو کتابی شکل میں چھپا اور جس کا نام "مقام صحابہؓ ومسئلہ خلافت وشہادت" ہے۔ اس میں سے چند حوالہ جات پیش قارئین ہیں:

اب جب کہ حضرت امیر معاویہؓ کی حکومت کا دور آیا تو یزید کے دل میں امارت کی خواہشات پیدا ہوئیں، حالات بدل چکے تھے حضرت امیر معاویہؓ نے یزید کی اصلاح اعمال اور اصلاح اخلاق کے لیے تمام ممکن کوششیں کیں حضرت معاویہؓ کی وفات کے بعد یزید تخت پر براجمان ہوا، کہ جب میرے والد خلیفہ تھے تو میرا بھی حق ہے، جب حضرت حسینؓ نے دیکھا کہ جو سنت حضورؐ کے زمانے سے چلی آ رہی ہے یزید اس کو مٹا رہا ہے، خلفاء راشدینؓ کے اسوۂ حسنہ کے خلاف ایک نئی بدعت رائج کر رہا ہے میدان میں کود پڑے۔

حضرت حسینؓ حفاظت سنت نبویؐ کی خاطر شہید ہوئے:

تو حضرت حسینؓ کی جدوجہد اپنے لیے حکومت وخلافت حاصل کرنے کے لیے نہ تھی بلکہ انہوں نے صاف فرما دیا کہ قیصریت وکسرائیت کا طریقہ عجم اور کفار کا طریقہ اسلام میں کیوں داخل ہوتا ہے تو گویا آپ قیصریت وکسرائیت کے اس بت کو توڑنے کے لیے میدان عمل میں اترے اور اپنے محبوب نانا ﷺ کی سنت کو زندہ کرنا اور خلفائے

راشدینؓ کے طرزِ عمل کو برقرار رکھنا آپ کا مقصد تھا اور اس کے لیے
حضرت حسینؓ نے قربانی دی، خلافت حاصل کرنے کے لیے نہیں
بلکہ اسلام کے دامن کو دھبوں سے صاف رکھنے احیاءِ سنت کی خاطر
مال و جان قربان کردیا، وہ اپنے نانا کی ایک ایک سنت پر مر مٹنے
والے تھے۔(ص:۲۴،۲۵،۲۶)

یزید نے جو کچھ کیا اس کی ذمہ داری یزید پر ہے اس کا بوجھ والد پر نہیں
ڈالا جاسکتا۔ یہ تو خدا کی شان ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام سے کنعان کو
پیدا فرمایا اور آزر بت پرست سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو۔ تخرج
الحی من المیت وتخرج المیت من الحی : نکالتا ہے زندہ
کو مردہ سے اور مردے کو زندہ سے۔ حضرت معاویہؓ کا بیٹا اگر مجرم ہے
تو اسے جانے دو ہمیں اس سے نفرت ہے۔ مگر حضرت معاویہؓ اور ان
کے ساتھی دیگر صحابہؓ کو کیوں بدنام کریں اور انہیں ظلم کی نسبت
کریں۔(ص:۶۸)

حضرت شیخ مولانا عبدالحقؒ اپنی ایک تقریر میں واقعہ کربلا کے حقائق بیان فرماتے
ہیں اور ایک مقام پر یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

حضرت حسینؓ اور ان کے ساتھیوں کو شہید کرکے ابن زیاد کی فوج نے
شہداء اور حضرت حسینؓ کے سروں کو نیزوں سے اٹھایا اور حضرت حسینؓ
کا سر مبارک اور گھوڑا نیز حضرت حسینؓ کے خون آلودہ کپڑے کوفہ کے
گلی کوچوں میں پھیرائے گئے۔ ابن زیاد سمجھ رہا تھا کہ فی الحال کوفے
والے اگرچہ دب گئے ہیں مگر چھپی ہوئے چنگاریاں دلوں میں موجود
ہیں ایسا نہ ہو کسی وقت یہ چنگاریاں بھڑک اٹھیں اور لوگ پھر بغاوت کر

بیٹھیں تو اس طریقے سے جلوس نکال کر لوگوں کے دلوں میں رعب بٹھایا
اور دھوم دھام سے خالی گھوڑوں کو گھمایا کہ دبدبہ بیٹھ جائے۔ پس یہ
واضح ہوا کہ اولین جلوس نکالنے والے یزیدی فوج تھی۔ اور رعب
جمانے کے لیے یہ سب کچھ کیا گیا۔ (ص:۲۲)

ö ö ö

قتلِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بحکم یزید

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے اُستاذ حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوریؒ لکھتے ہیں
یزید کے پاس سے جب یہ صحابہؓ (اہل مدینہ) واپس آئے تو اُس کی بیعت
توڑ دی (اُس کے فسق فجور و شراب نوشی اور نماز میں غفلت کی بناء پر) اور عبداللہ
بن زبیرؓ سے بیعت کرلی تو یزید نے مسلم بن عقبہ کو بھیجا اُس نے اہل مدینہ پر
زبردست حملہ کیا۔ اس میں نمایاں حضرات میں سے ایک ہزار سات سو اور عام
لوگوں میں سے دس ہزار آدمیوں کو قتل کیا، عورتیں اور بچے اس کے سوا ہیں۔
(بخاری شریف: ص،۴۱۵، ج،۱، بحوالہ قسطلانی)

اسی میں عبداللہ بن حنظلہؓ بھی شہید ہوئے۔ وہ بھی صحابی تھے۔
(رؤیۃ تہذیب: ص،۱۹۳، ج،۵)

اور حضرت عبداللہ بن زید انصاریؓ بھی شہید ہوئے جنہوں نے بیعت رضوان کی
تھی اور مسیلمہ کذاب کو قتل کرنے والوں میں تھے۔ یہ واقعہ ذی الحجہ ۶۳ھ کے
اواخر میں پیش آیا۔ (تہذیب التہذیب: ص،۲۲۳، ج،۵)

حضرت جابرؓ کی تلوار کی نیام میں جناب رسول اللہ ﷺ کا عطا فرمودہ قیراط رہا کرتا
تھا۔ (بخاری: ص،۳۱۰، ج،۱) جسے اہل شام نے حرہ کے موقعہ پر لے لیا۔
(بخاری شریف: ص،۳۵۵، ج،۱)

استاذ الاساتذہ، استاذ الحدیث

حضرت مولانا محمد ادریس صاحب میرٹھی رحمہ اللہ

مدیر ماہنامہ بینات، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی

حضرت سید انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے کفر و الحاد کی تحقیق میں ایک بے نظیر کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام "اِکْفَارُ الْمُلْحِدِیْنَ فِی شَیْءٍ مِنْ ضَرُوْرِیَاتِ الدِّیْن" ہے، اس اہم کتاب کا ترجمہ حضرت سید انور شاہ صاحبؒ کے شاگردِ رشید حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ نے کیا ہے اُس میں سے ایک اقتباس پیش قارئین ہے۔ جس سے اُستاد اور شاگرد دونوں کا موٴقف سامنے آتا ہے۔

"کربلا کے میدان میں حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی جنگ یزید سے اور "حرّہ" (مدینہ) میں اہل مدینہ کی جنگ عقبہ بن مسلم کی فوج سے (جو یزید کی مدینہ پر حملہ آور فوج کا سپہ سالار تھا) اور "مکہ" میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی جنگ حجاج سے، نیز عبدالرحمٰن بن اشعث کے واقعہ میں قراءِ قرآن کی جنگ حجاج سے اسی قبیل سے ہے (یعنی ظالموں کے خلاف ان کے ظلم وجور سے بچنے کے لیے لڑی گئی ہیں، یہ حضرات عند اللہ معذور تھے)۔"

[اور ظالم فاسق و فاجر ہوتا ہے نہ کہ متقی و پرہیزگار]

(اکفار الملحدین: ص ۱۴۲)

ööö

فقیہ العصر، مفتی اعظم

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی رحمہ اللہ

سابق صدر مفتی جامعہ اشرفیہ، لاہور

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے مکتوب جس میں یزید کے فسق و فجور کا ذکر مذکور ہے کی شرح میں حضرت مفتی شیر محمد علوی صاحب دامت برکاتہم نے ایک رسالہ ترتیب دیا جس پر حضرت مفتی جمیل احمدؒ نے تائیدی کلمات تحریر فرمائے:

احقر نے یہ رسالہ سنا ہے یعنی "التمہید فی بیان فسق یزید" اور ٹھیک سمجھا ہے نقول صحیحہ پیش کی گئی ہیں۔ اس لیے اس میں تردد کی گنجائش نہیں مگر لعنت سے کفِ لسان محققین کا معمول ہے وہی درست ہے۔

واللہ اعلم

جمیل احمد تھانوی

مفتی جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن لاہور

حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ کے رسالہ "دفاع صحابہؓ" پر مفتی عبدالشکور ترمذیؒ نے اپنی تائیدی رائے گرامی لکھی رسالہ کا ایک اقتباس درج ذیل ہے:

"عرض یہ کہ جو لوگ یزید کو خلیفۂ عادل اور راشد قرار دے کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو باغی قرار دینے کی سعی میں مصروف ہیں۔ ان کا یہ نظریہ اہل السنّت والجماعت کے نزدیک باطل ہے یہ نظریہ خوارج کا تو ہو سکتا ہے اہل السنّت والجماعت کے مذہب میں اس کی کوئی

گنجائش نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو روافض وخوارج کے باطل نظریات سے محفوظ اور اہل السنّت والجماعت کے مذہب حق پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

اس تحریر پر حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانویؒ نے مندرجہ ذیل الفاظ لکھ کر اپنے تصدیقی دستخط ثبت کیے:

اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا

(۲۹ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ)

ö ö ö

یزید ہی نے مدینہ منورہ پر ظلم کروایا
اور اُس کا انجام حدیث مبارکہ کی رُو سے

اور صحیح مسلم میں بروایت حضرت سعد بن ابی وقاص و ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہما یہ الفاظ آتے ہیں:

ترجمہ: جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا حق تعالیٰ اس کو اسی طرح پگھلا کر رکھ دے گا جس طرح نمک پانی میں پگھل جایا کرتا ہے۔

محدث قاضی عیاضؒ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

جس طرح کہ ان لوگوں کی شان (وشوکت) ختم ہو کر رہ گئی جنہوں نے بنوامیہ کے عہد حکومت میں اہل مدینہ سے جنگ کی تھی جیسے مسلم بن عقبہ کہ وہ اس جنگ سے پلٹتے ہی ہلاک ہو گیا اور پھر اسی طرح اسی مہم پر اس کو بھیجنے والا یزید بن معاویہ بھی اس کے پیچھے پیچھے موت کے منہ میں چلا گیا۔

[شرح صحیح مسلم از امام نووی ج ۱، ص ۴۴۱]

برصغیر کے مایہ ناز مؤرخ ومحقق
حضرت مولانا قاضی اطہر صاحب مبارکپوری رحمہ اللہ
کا مسلک وموقف

حضرت قاضی اطہر مبارکپوریؒ نے محمود احمد عباسی کی فتنہ انگیز کتاب ''خلافت معاویہ ویزید'' کا بہت ہی محققانہ اور عالمانہ جواب ''سیدنا علیؓ وسیدنا حسینؓ'' کتاب کی شکل میں تحریر فرمایا ہے۔ جس میں عباسی صاحب کی تلبیسات، دھوکہ دہی اور ابلہ فریبی کا پول کھول کر رکھ دیا ہے۔ اسی مایہ ناز کتاب سے چند اقتباسات ہم نظر قارئین کرتے ہیں۔

حالانکہ جن مؤرخوں اور عالموں کو مؤلف (خلافت معاویہؓ ویزید) نے سند امامت عطا کی ہے اور ان کو معتبر ومسلّم تسلیم کیا ہے، ان کی کتابوں میں یزید کے کردار اور صحابہ کرامؓ اور جمہور اُمت کے موقف کا بیان نہایت صفائی کے ساتھ موجود ہے، مگر اس کو مؤلف نے حسب عادت ثابت کرنا چاہا ہے کہ یہ مؤرخین اور مؤلفین بھی حضرت حسینؓ کو باغی اور یزید کو خلیفہ برحق سمجھتے ہیں، یہاں پر ہم صرف علامہ ابن خلدونؒ کی تصریحات پیش کرتے ہیں اور فیصلہ ناظرین پر چھوڑتے ہیں۔

علامہ ابن خلدونؒ یزید کو ولی عہد بنانے کی مصالح کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہاں پر چند ایسے معاملات ہیں جن کے بارے میں حق بات بیان کرنے کی ضرورت ہے۔

الاول منها حدث في يزيد من الفسق ايام خلافته فاياك ان تظن بمعاويه رضي الله عنه انه علم بذالک من يزيد فانه اعدل من ذلک وافضل بل كان يعذله ايام حياته في سماع الغناء وينهاه عنه وهو اقل من ذلک.

ترجمہ: پہلا معاملہ یزید کے فسق کا ہے جو اس کے خلافت کے زمانہ میں ظاہر ہوا خبردار تم معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ گمان مت کرنا کہ وہ یزید کے فسق وفجور کو جانتے تھے کیونکہ وہ اس سے بالا وبلند تر ہیں کہ یزید کے فسق کو جان کر اسے ولی عہد بنائیں، بلکہ وہ اپنی زندگی میں یزید کو اس کے گانا سننے پر ملامت کرتے تھے، اور اس سے روکتے تھے حالانکہ گانا سننا فسق سے کم درجہ کا تھا۔ (مقدمہ: ص، ۱۷۶، ۱۷۷)

ویسے تو صحابہ کرامؓ اور اس دور کے لوگوں کے خیالات یزید کے بارے میں پہلے ہی مختلف تھے، مگر جب زمانہ خلافت وامارت میں اس کا فسق کھل کر منظر عام پر آیا تو تمام صحابہ کرامؓ نے اس کے بارے میں اختلاف کیا، اور یہ اختلاف اس کے فسق وفجور کے بارے میں نہیں تھا، بلکہ اس بارے میں تھا کہ اس حالت میں اس کو امیر وخلیفہ تسلیم کرنا چاہیے، اور اس کی بیعت کو باقی رکھنا چاہیے یا توڑ دینا چاہیے پھر ان کے اختلاف کا نتیجہ یہ نکلا کہ باہمت اور باعزیمت صحابہؓ تو اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے، اور عام صحابہؓ اور جمہور مسلمین اس کے فسق وفجور کے بارہ میں فتنہ وفساد اور قتل وغارت کے ڈر سے کھل کر خروج نہیں کیا، بلکہ دعا کرتے رہے کہ یا تو اسے ہدایت نصیب ہو، یا پھر اس سے امت کو نجات مل جائے، علامہ ابن خلدونؒ صحابہؓ کے مؤقف کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

وكانت مذاهبهم فيه مختلفة ومما حدث في يزيد ما حدث من الفسق اختلف الصحابه حينئذ في شانه فمنهم من رأى الخروج عليه ونقض بيعته من اجل ذلك كما فعل الحسين و عبدالله بن زبير ومن اتبعهما ومنهم من اباه لما فيه من اثارة الفتنه وكثرة القتل مع العجز عن الوفا ،لان شوكة يزيد يومئذ هى عصابة بنى اميه، وجمهور اهل الحل والعقد من قريش

وتتبع عصبية مضر اجمع وهى اعظم من كل شوكة ولا تطاق مقاومتهم فا قصرو اعن يزيد بسبب ذالك واقامو اعلى الدعاء بهدايته والراحة منه، وهذا كان شان جمهور المسلين.

یزید کے بارے میں صحابہؓ کے خیالات مختلف تھے اور جب یزید میں فسق وفجور ظاہر ہوا تو اس وقت صحابہؓ نے اس بارے میں اختلاف کیا، پس ایک جماعت یزید کے فسق فجور کی وجہ سے اس کے خلاف خروج کرنے اور اس کی بیعت توڑنے کی قائل ہوگئی، جیسا کہ حضراتِ حسین وعبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور ان کے ساتھیوں نے کیا، دوسری جماعت یزید کے کے خلاف خروج ونقض بیعت کی منکر تھی، اس لیے کہ اس سے فتنہ برپا ہوگا، اور قتل کی کثرت ہوگی اور یہ اقدام کما حقہ کامیاب نہ ہوگا، کیونکہ اس وقت شوکت وطاقت بنو اُمیہ میں تھی، اور ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں تھی اسی وجہ سے دوسری جماعت خاموش رہی اور یزید کی ہدایت یا اس کے شر سے محفوظ ہوجانے کی دعا کرتی رہی، جمہور مسلمانوں کا یہی رویہ تھا۔ (مقدمہ: ص، ۱۷۷)

ان تصریحات سے معلوم ہوجاتا ہے کہ جہاں تک یزید کے فسق فجور کی وجہ سے صحابہ کرامؓ کے نفرت کرنے کا تعلق ہے اس میں سب صحابہؓ متفق تھے اس میں اختلاف نہیں تھا، البتہ ان کے خروج کرنے میں ان کا اجتہادی اختلاف تھا، یزید کے خلاف اقدام نہ کرنے والے صحابہؓ اور تابعین کے نقطہ نظر کو علامہ ابن خلدون یوں واضح کرتے ہیں۔

اور حسینؓ کے علاوہ جو صحابہ حجاز، عراق اور یزید کے ساتھ شام میں تھے انہوں نے سوچا کہ یزید اگرچہ فاسق ہے، مگر اس کے خلاف خروج جائز نہیں کیونکہ اس سے قتل وغارت اور خون خرابہ ہوگا، یہ سوچ کر وہ لوگ رک گئے، اور حسینؓ کا ساتھ نہ دے سکے مگر ان حضرات نے

حسینؓ کے اس اقدام پر نہ نکیر کی اور نہ ہی ان کو خطا کار کہا:

ولا انکر و اعلیه ولا اثموه لانه مجتهد وهو اسوة المجتهدین.

ترجمہ: انہوں نے نہ حسینؓ پر نکیر کی اور نہ ان کو گناہ گار بتایا کیونکہ وہ مجتہد تھے بلکہ مجتہدوں کے اسوہ تھے۔

(سیدنا علیؓ و حسینؓ: ص،۱۳۵)

اور خود حسینؓ نے ان حضرات کا ساتھ نہ دینے پر کچھ نہیں کہا اور نہ ہی ان پر کسی قسم کی نکیر کی۔

ولـم ینکر علیهم قعود هم نصره ولا تتعرض لذلک لعلمه انه عن اجتهاد منهم کما فعله عن اجتهاد منه.

حسین رضی اللہ عنہ نے بھی ان حضرات کے اپنی نصرت سے بیٹھ جانے پر کسی قسم کی کوئی نکیر نہیں کی اور نہ کوئی تعرض کیا کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ یہ بات ان کے اجتہاد کی وجہ سے ہے جیسا کہ حسینؓ نے یہ اقدام اپنے اجتہاد کی وجہ سے کیا تھا۔ (ایضاً)

یہی نہیں بلکہ امام حسینؓ ان ''صادق اللہجہ اور خالص النیۃ'' امن پسند بزرگوں کو پوری طرح اپنا ہمنوا تسلیم کرتے تھے، اور یزید کے مقابلے میں ان کو اپنا طرفدار اور حامی سمجھتے تھے، چنانچہ عین معرکہ کربلا میں آپ نے شامی فوجوں کے سامنے ان جلیل القدر اور نامی گرامی صحابہ کرامؓ کے نام لے لے کر اور اپنی حقانیت پر ان کو گواہ بنا کر کہا کہ:

''تم لوگ میرے بارے میں جابر بن عبداللہؓ، ابوسعید خدریؓ، انس بن مالک، سہل بن سعید اور زید بن ارقم جیسے اجلہ صحابہ کرامؓ سے پوچھ لو کہ وہ حضرات میرے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ اور ان کی رائے یزید کے بارے میں کیا ہے؟ (سیدنا علیؓ و حسینؓ: ص،۱۳۶)

اس میں شک نہیں کہ بہت سے صحابہ کرامؓ نے حضرت حسینؓ کو اس اقدام سے منع کیا اور اس کے خلاف مشورے دیئے مگر یہ فہمائش اس لئے نہیں تھی کہ یزید خلیفہ عادل اور امام برحق ہے اور اس کے خلاف خروج غلطی ہے بلکہ تمام تر فہمائش حضرت حسینؓ کو اس بات پر تھی کہ آپ جو یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کے اندر اس اقدام میں کامیابی کی طاقت وشوکت ہے تو آپ کا یہ اندازہ صحیح نہیں ہے کیونکہ پوری طاقت وشوکت بنوامیہ میں آ گئی ہے، اور وہ اپنی طاقت کے مقابلہ میں کسی کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔

ولان ظنـه القدرة علی ذالک، ولقد عذله ابن عباس، وابن الزبیر، وابـن عمر وابن الحنفیه واخوه وغیره فی سیره الی الکوفتواعلمو غلطه فی ذالک. (مقدمہ ابن خلدون: ص،۱۸۱)

ترجمہ: آپ کو اندازہ تھا کہ مجھے اس بات کی طاقت ہے اور ابن عباسؓ، ابن زبیرؓ، ابن عمرؓ اور ان کے بھائی ابن حنفیہؒ وغیرہ نے ان کے کوفہ جانے پر سخت ست لہجہ میں سمجھایا کیونکہ انہوں نے اس اندازہ میں ان کی غلطی جانا۔

ان صاف وصریح بیانات کے بعد مؤلف ''خلافت معاویہ ویزید'' کا وہ گھروندا گر جاتا ہے جسے انہوں نے بزرگوں سے جرح وقدح کے عنوان سے ص: ۹۸ سے ص: ۱۰۶ تک بنایا ہے، اور جگہ جگہ کہا ہے کہ حضرت حسینؓ کو غلط اقدام پر صحابہؓ نے روکا مگر وہ نہ مانے، مذکورہ بالا حضرات اور دوسرے صحابہؓ نے اگرچہ مصلحتاً یزید کے فسق وفجور کے باوجود اس کے خلاف خروج نہیں کیا لیکن ان کے نزدیک یزید کے افعال مستحسن اور صحیح نہ تھے، بلکہ وہ ان کو اسی طرح غلط اور ناجائز سمجھتے تھے، جس طرح حضرت حسینؓ سمجھتے تھے۔

ولا تـقـولـن ان یزید وان کان فاسق ولم یجز هولا ء الخروج علیـه فـا فـعـلـه عندهم صحیحة واعلم انه انما ینفذ من اعمال الفاسق ما کان مشروعا. (ص:۱۸۱)

خبردار تم ہرگز یہ نہ کہنا کہ جب یزید فاسق تھا، اور ان حضرات نے اس کے خلاف خروج جائز نہیں سمجھا تو ان کے نزدیک یزید کے تمام اعمال صحیح تھے، تم کو سمجھنا چاہیے کہ فاسق وفاجر حکمران کے اعمال سے وہ امر وحکم نافذ ہوگا، جو مشروع ہوگا۔

اس سے یہ بات بھی بالکل صاف ہوگئی کہ یزید کے خلاف خروج نہ کرنے والے تمام صحابہؓ بھی اس کے افعال واعمال کو غلط سمجھتے تھے، البتہ امور شرعیہ مثلاً جہاد، قصاص وغیرہ کو اس کی طرف سے نافذ مانتے تھے، کیونکہ مسئلہ یہی ہے کہ فاسق حکمران کا امر شرعی واجب العمل اور نافذ ہوتا ہے، جو حضرات صحابہؓ یزید کے فسق وفجور کے قائل ہونے باوجود اس کے خلاف خروج کو فتنہ وفساد اور قتل وغارت کا سبب بتا کر حضرت حسینؓ کی نصرت سے الگ رہے مگر دل سے ان کے ساتھ رہے، ان کے بارے میں کسی کو لب کشائی کا حق حاصل نہیں ہے، اور ان پر کسی قسم کا کوئی الزام نہیں رکھا جاسکتا، اسوہ حسینی بھی ان کے بارے میں یہی ہے، اور شریعت کا حکم بھی یہی ہے۔

ولا يذهب بك الغلط ان تقول بتاثيم هئولاء بمخالفة الحسين و قعودهم عن نصره، فانهم اكثر الصحابه.........

(ص:۱۹۱)

ترجمہ: تم کو غلطی اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ان حضرات کو حسینؓ کے خلاف کرنے اور ان کی مدد سے بیٹھ رہنے کی وجہ سے گناہگار کہو، کیونکہ اس نظریہ کے اکثر صحابہؓ تھے..........

اور چونکہ وہ حضرت حسینؓ کو برحق سمجھتے تھے، اور حسینؓ کربلا کے میدان کارزار میں بھی ان سے اپنے برحق ہونے پر استشہاد کرتے تھے، اس لیے بھی ان کے بارے میں کچھ کہنے کا حق نہیں ہے

والكل مجتهدون، ولا ينكر على احد من الفريقين فما صدهم في البر وتحرى الحق معروفة، ونقنا الله للاقتداء بهم.

(مقدمہ ابن خلدون: ص، ۱۷۷)

ترجمہ: تمام صحابہؓ مجتہد برحق تھے، اور فریقین میں سے کسی پر نکیر نہیں کی جاسکتی کیونکہ نیکی اور جستجوئے حق میں ان کے ارادے اور نیتیں معلوم مشہور ہیں اللہ تعالیٰ ان کی اقتداء کی توفیق دے۔

علامہ ابن خلدون کے اس بیان سے اس بات کا فیصلہ ہوجاتا ہے کہ یزید کے کردار میں کوئی خرابی تھی یا نہیں، صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؒ یزید کے ساتھ تھے یا نہیں تھے، اور اس کے خلاف خروج واقدام کا جواز تھا یا نہیں تھا اور عام صحابہ کرامؓ حضرت حسینؓ کو اور حضرت حسینؓ عام صحابہ کرامؓ کو اس معاملہ میں کیا سمجھتے تھے مؤلف علامہ ابن خلدون کو سب تسلیم کرتے ہیں، اور علامہ ابن خلدون کی یہ تصریحات کیا بتارہی ہیں۔

ö ö ö

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اور یزید

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

ترجمہ: یحییٰ بن عبدالملک بن ابی عتبہ نے جو ثقہ راویوں میں سے ایک ہیں بیان کیا کہ ہم سے نوفل بن ابی عقرب نے بیان کیا جو ثقہ ہیں کہ میں امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے پاس حاضر تھا، ایک شخص نے یزید بن معاویہ کا ذکر کیا اور کہا کہ "امیر المؤمنین یزید نے یہ کہا" خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے فرمایا کہ "تو یزید کو امیر المؤمنین کہتا ہے" اور اس شخص کے لیے بیس کوڑے مارنے کا حکم فرمایا، چنانچہ اس کے بیس کوڑے مارے گئے۔

(تہذیب التہذیب، ج:۱۱، ص:۳۶۱: تاریخ الخلفاء، صواعق محرقہ ص:۱۳۲۔۱۳۴)

فقیہ الامت، مصلح الملت
حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہی رحمہ اللہ
صدر مفتی دار العلوم دیوبند
کا مسلک وموقف

سوال : یزید اور شریکانِ قتل امام حسینؓ فاسق وفاجر ہیں یا نہیں، کربلا کی جنگ کو حق و باطل کی جنگ کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: فاسق ہونے کی تشریح شرح عقائد وغیرہ میں ہے، ظالم کے تسلط سے مخلوق کو بچانے کے لیے حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے جنگ کی ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ عزیزی اور تحفہ اثنا عشریہ میں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ: ج۲۔ص،۸۷)

سوال : یزید کے اشارہ سے امام حسینؓ کے ساتھ معرکہ کربلا پیش آیا، اس کے بارے میں اہل سنت کا کیا خیال ہے؟ (فتاویٰ محمودیہ: ج۲۔ص،۸۷)

جواب: اس معاملہ میں یزید کی روش حضرت حسینؓ کے ساتھ اہل سنت و الجماعت کے نزدیک ان کی شان کے خلاف اور توہین آمیز رہی۔

سوال : کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ حق پر تھے یا یزید؟

جواب: یہ اجتہادی چیز ہے اہل سنت والجماعت کے نزدیک حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ حق پر تھے۔ (فتاویٰ محمودیہ: ج۲۔ص،۸۲)

سوال : حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت اُمت کے لیے ہوئی یا اللہ کے لیے، لوگ کہتے ہیں کہ آپؓ نے اُمت کے لیے جان دیدی؟

جواب: حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ایک ظالم کے ظلم سے اُمت کو بچانے کے لیے ہوئی۔ (فتاویٰ محمودیہ: ج۲۔ص،۸۶)

سوال : ایک شخص حافظ عالم ہونے کے باوجود سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کو ترجیح دیتا ہے۔ ایسے شخص کی اقتداء کیسی ہے؟

جواب : کس بات میں ترجیح دیتا ہے، اگر نسب کی فضیلت یا اعمال صالحہ واخلاق فاضلہ میں ترجیح دیتا ہے تو یہ ترجیح غلط ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لئے جنتی بلکہ نوجوان جنتیوں کے سردار ہونے کی فضیلت حدیث شریف میں موجود ہے، خطبہ میں بھی وہ روایت موجود ہے "سید اشباب أهل الجنة الحسن و الحسين "۔ ایسی فضیلت یزید کے لئے کہیں موجود نہیں اور پھر وہ صحابی نہیں، تمام امت کا اجماع اس پر ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ: ج۲۔ص،۸۷)

سوال : کیا وجہ ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی حیات میں اپنے نالائق فرزند یزید پلید کو امام مسند تخت نشین بنایا اور تخت پر بٹھلا کر ولی عہد بنانے کی اطلاع کا ہر ایک شہر میں حکم روانہ کیا تاکہ عوام کو معلوم ہوجائے، جب کی وہ عیاش، دائم الخمر، بدکردار، ظالم، زانی، شرابی، فاسق، فاجر حرام کار تھا؟

جواب: ان (حضرت امیر معاویہؓ) کے سامنے یہ افعال نہیں تھے جیسا کہ فتاویٰ رشیدیہ ۲/۱۰ میں ہے۔ اگرچہ ورع اور زہد کے اعتبار سے دوسرے بہت سے حضرات اس سے بہتر موجود تھے، اور بعض منکرات کا وہ مرتکب بھی تھا لیکن زیادہ خراب حالت بعد میں ہوئی۔ (فتاویٰ محمودیہ: ج۲۔ص،۸۸)

سوال : کیا یزید واجب التعظیم ہے؟

جواب: غلط کام سے کوئی واجب التعظیم نہیں ہوتا۔ علم، اخلاق، احسان کی وجہ سے واجب التعظیم ہوتا ہے۔ اسی ضابطہ پر یزید کا حال ہے۔

سوال : کیا یزید بزبان رسالت جنتی ہے ؟

الجواب حامداً ومصلیاً : یزید کا نام لے کر اس کو جنتی فرمانا کسی حدیث شریف میں آنا میرے

علم میں نہیں۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

حررہ العبد محمود، دار العلوم دیوبند، ۲/۳/۹۵ھ۔

(فتاویٰ محمودیہ: ج ۲،ص ۱۱۲، ۱۱۳)

ööö

حضرت حسینؓ کی قربانی اور اولاد حسینؓ کا ساری دنیا میں ڈنکا

یزید کا ظلم اور اس کی نسل کا انقطاع

یزید نے حضرت حسینؓ کی نسل کو ختم کرنا چاہا تھا مگر حق تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ کچھ ہی عرصہ کے بعد حضرت حسینؓ کی نسل تو چاردانگ عالم میں پھیل گئی اور آج حسینی سادات اقالیم اسلامی کے گوشہ گوشہ میں موجود ہیں۔ لیکن یزید کی نسل اسی زمانہ سے ایسی نابود ہونا شروع ہوئی کہ پردہ دنیا سے اس کا وجود ہی اٹھ گیا۔ حافظ ابن کثیر نے ''البدایہ والنہایہ'' میں یزید بن معاویہ کی بیس صلبی اولاد کو نام بنا گنا جن میں پندرہ لڑکے اور پانچ لڑکیاں تھیں، تصریح کی ہے:

وقد انقرضوا کافۃ فلم یبق لیزید عقب۔ (ج ۸،ص ۲۳۷)

سب ایسے ختم ہوئے کہ یزید کی نسل میں کوئی ایک بھی تو باقی نہ بچا۔

اور حافظ ابن کثیرؒ ہی کے الفاظ ہیں:

سو بلا شبہ واقعہ حرہ اور قتل حسین کے بعد یزید کو ڈھیل نہ دی گئی مگر ذرا سی تا آنکہ حق تعالیٰ نے اس کو ہلاک کر دیا جو اس سے پہلے اور اس کے بعد بھی ظالموں کو ہلاک کرتا رہا ہے۔ بے شک وہ بڑا علم رکھتا ہے اور بڑی قدرت والا ہے۔

خطیب دلپذیر، مؤرخ اسلام

حضرت مولانا ضیاء الرحمٰن صاحب فاروقی شہید رحمہ اللہ

امیر سپاہ صحابہؓ (کالعدم) پاکستان

حدیث قسطنطنیہ سے یزید کا جنتی ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

(ڈائری خلافت راشدہ: ص ۴۲۹)

ہمارا یزید کے متعلق وہی مؤقف ہے جو مولانا نانوتوی اور مولانا احمد رضا خان صاحب کا ہے۔ (تاریخی دستاویز: ص ۲۹)

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کا یزید کے متعلق موقف

''اَجوبہٗ اَربعین'' سے اقتباس

اوروں کی بیعت سے یزید کی بیعت ان کے ذمہ لازم نہ ہوئی تھی جو کوئی عقل کا پورا جس کو دھتورے کے پینے کی حاجت نہیں بوجہ بیعت اہل شام جو یزید پلید کے ہاتھ پر کر چکے تھے، حضرت امام ہمام پر اعتراض کرے، یا مذہب اہل سنت پر آوازہ پھینکے۔ (ج ۱: ص ۷۳)

اقتباسات از مکتوبات قاسمی رحمہ اللہ علیہ

ہاں ان (حضرت معاویہؓ) کے انتقال کے بعد یزید نے پر پرزے نکالنے شروع کیے اور دل کو خواہش نفس اور ہاتھ کو جام شراب پر لے گیا کھلم کھلا فسق کرنے لگا اور نماز چھوڑ دی بعض سابقہ تمہیدوں کی بنا پر معزول کرنے کے لائق ہو گیا۔ (ص ۳۹ و ۴۰)

تاہم اہل سنت کے اصول پر کوئی دشواری باقی نہیں رہی ہے کیونکہ یزید اس

صورت میں کھلم کھلا فاسق تھا نماز کا ترک کرنے والا وغیرہ یا بدعت کا مرتکب تھا کیونکہ وہ نواصب کے سرداروں میں سے تھا۔ (ص:۵۲)

مولانا احمد رضا خان صاحب کا یزید کے متعلق موقف

احکام شریعت سے اقتباسات

(مولانا احمد رضا خاں نے بھی یزید کو پلید ہی لکھا ہے جیسا کہ حضرت نانوتویؒ نے تحریر فرمایا ہے)

یزید پلید کے بارے میں ائمہ اہل سنت کے تین قول ہیں:

۱۔ امام احمد وغیرہ اسے کافر جانتے ہیں، تو ہرگز بخشش نہ ہوگی۔

۲۔ اور امام غزالی وغیرہ مسلمان کہتے ہیں، تو اس پر کتنا ہی عذاب ہو بالآخر بخشش ضرور ہے۔

۳۔ اور ہمارے امام سکوت فرماتے ہیں، کہ ہم نہ مسلمان کہیں نہ کافر لہذا یہاں بھی سکوت کریں گے۔ (حصہ دوم۔ص:۱۶۵) (سکوت کا مطلب یہ ہے کہ یزید کے مسئلہ کو بلاوجہ نہ چھیڑا جائے کیونکہ وہ اس قابل نہیں کہ اس کا ذکر کیا جائے۔ ہاں البتہ جب واقعہ کربلا بیان ہوگا تو حضرت امام حسینؓ اور یزید کی شرعی پوزیشن کو واضح کیا جائے گا، کیونکہ حضرت حسینؓ صحابی رسول ﷺ اور یزید بدکار، فاسق وفاجر ہے)۔

یزید ظالم ہے: علامہ ملا علی قاری حنفی محدثؒ

مشکوٰۃ شریف باب الامر بالمعروف میں ہے: "حضرت عمر بن خطابؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اُمت کو آخر زمانہ میں سخت تکلیفیں پہنچیں گی ان کے بادشاہ کی طرف سے" اس کی شرح میں ملا علی قاری حنفیؒ لکھتے ہیں: حدیث میں احتمال ہے کہ سلطان (بادشاہ) سے مراد جنس ہو یا شخص مثلاً یزید اور حجاج وغیرہ۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ: ج۹، ص:۳۴۳)

مجاہد ملت، فخرِ اہلِ سنت

حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلمیؒ

بانی جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام، جہلم

ایک ساتھی نے حضرت سے عرض کیا حضرت ایک کھٹک ہے کہ یزید کے مدح خواں اس کی پوری صفائی دے کر اسے صالحین کا سرخیل ثابت کرانا چاہتے ہیں اور کافر کہنے والوں کا بھی یہی حال ہے جب کے ہمیں دونوں محاذوں پر لڑنا پڑتا ہے۔ حضرت جہلمیؒ پر خدا کی ان گنت رحمتیں نازل ہوں۔ چند جملوں میں اہل سنت کی ترجمانی کردی فرمایا بھائی رافضی تو ہے ہی لاعلاج مریض اور روافض کے علاوہ دوسرا فریق بظاہر اپنے آپ کو اہل سنت میں شمار کرتے ہیں اور دعویٰ ہے کہ ہمارا مشن دفاع صحابہؓ ہے۔ لیکن جب قلم ہاتھ میں لے کر تبصرہ شروع کرتے ہیں تو دلائل اپنے دعویٰ کے خلاف ہوتے ہیں ان کے مدمقابل اہل سنت ہیں اور دعویٰ بھی دفاع صحابہؓ ہے اب اگر کافر کہیں تو جن صحابہؓ نے بیعت کر لی حضرت ابن عمرؓ، ضحاک بن قیسؓ، نعمان بن بشیرؓ وغیرہم ان پر الزام آئے گا کہ وہ ایک کافر کے مقتدی بنے جو حرام ہے، جب کے فاسق کی امامت بحالت اضطرار خوف فتنہ جیسی معقول صورتوں میں جائز ہے اور یہاں بھی یہی کچھ تھا اور نہ ان حضرات نے بھی اس کی صفائی نہیں دی۔ ایسے ہی اگر صالح متقی پرہیزگار مان لیں تو جو حضرات اس کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے ان کا دفاع کیسے ہوگا آخر اس میں کوئی عظیم نقص تھا جو حضرت حسینؓ، ابن زبیرؓ، عبداللہ بن زید انصاریؓ، ابن مطیعؓ، عبداللہ بن حنظلہؓ اور دیگر متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے علم بغاوت بلند

کر دیا۔ دراصل ہمارا مدعیٰ دفاع صحابہؓ ہے اور وہ بیچ کی راہ سے ہی ممکن ہے اور وہ فسق یزید کا نظریہ۔ (اشاعت خاص حق چار یار بیاد حضرت مولانا عبداللطیف جہلمیؒ: ص، ۲۲۷)

ۨ ۨ ۨ

یزید قاتلِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

یزید کی فوج نے حضرت حسینؓ اور اہل بیت رسولؐ کو شہید کرنے کے علاوہ مکہ معظمہ اور مدینۃ الرسولؐ کی بے حرمتی کے ساتھ ساتھ بے شمار صحابہؓ و تابعینؒ کو شہید کیا جن میں سے چند ایک کے نام مبارک درج ذیل ہیں ورنہ حضرت امیر معاویہؓ کی وفات سے لے کر یزید کی موت تک یزید کے حکم سے جس قدر قتل و غارت ہوئی اس کا صحیح اندازہ اللہ وحدہٗ لاشریک عالم الغیب کے احاطہ علم ہی میں ہے: (حامیانِ یزید کے لیے سامانِ عبرت)

حضرت معقل بن اسنان الاشجعیؓ حضرت مسور ابن مخرمہؓ حضرت عبداللہ ابن زید ابن عاصمؓ حضرت الحارث ابن عبداللہ ابن کعب الانصاریؓ حضرت عبداللہ ابن حنظلہ غسیل الملائکہ ان کے آٹھ بیٹے، حضرت واسع ابن حبانؓ، حضرت سعد ابن حبانؓ، حضرت ابوالجہم ابن حذیفہؓ اور ان کے بیٹے محمدؓ حضرت عبدالرحمٰن ابن عثمانؓ حضرت زید ابن ثابتؓ اور ان کے سات بیٹےؓ، حضرت محمد ابن عمرو ابن حزمؓ حضرت عبداللہ ابن مطیعؓ اور ان کے سات بیٹےؓ، حضرت محمد ابن ابی کعبؓ، حضرت عبداللہؓ ابن زمعہ اور ان کے دو بیٹے، حضرت عبداللہ ابن صفوانؓ، عبدالرحمٰن ابن حاطبؓ، حضرت عمران ابن ابی انسؓ، حضرت عبدالرحمٰن ابن حویطب ابن عبدالعزیز القرشیؓ حضرت حبیب ابن ابی السیرؓ واخوہ یزیدؓ۔ (شہداء کی طویل فہرست میں سے یہ چند نام مبارک ہیں)

(المعارف لابن قتیبہ، تبصرہ محمودی، تحقیق انصرہ، البدایہ، الاصابہ، العبر فی خبر من غبر)

(تجرید اسماء الصحابہ، تاریخ الاسلام للذہبی، تاریخ خلیفہ ابن خیاط، وفاء الوفاء)

ذہبی دوراں، محقق العصر

حضرت مولانا محمد عبدالرشید صاحب نعمانی رحمہ اللہ

کا مسلک و موقف

(تلخیص: محمد عرفان شجاع)

حامدًا و مُصلیاً و مُسلماً، اما بعد!

حافظ ابن حزم اُندلسی رحمہ اللہ (م: ۴۵۶ھ) نے شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ، حادثہ کربلا، واقعہ حرہ، حصار کعبہ و قتل ابن زبیر رضی اللہ عنہما، ان چاروں جاں گسل واقعات کو اسلام کے چار رخنوں سے تعبیر کیا ہے، کیونکہ شہادت عثمان رضی اللہ عنہ سے مرکز کا احترام ختم ہوا، اور خلافت کا رُعب داب اُٹھ گیا، حادثہ کربلا سے آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت خاک میں ملی، واقعہ حرہ سے ''مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم'' کی بے حرمتی ہوئی، قتل ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے کعبہ کی عزت کو داغ لگا۔ غرض ان چاروں ہنگاموں میں ناحق کوشوں نے وہ قیامت برپا کی کہ خدا کی پناہ، خلیفۃ الرسول، عترت پیغمبر اور اَصحاب نبی سب کا بے دریغ خون بہایا، اور حرم نبی، خانہ کعبہ، جملہ شعائرِ اسلام کی عظمت کا ذرہ برابر پاس و لحاظ نہیں کیا۔

ان چاروں حادثات کے بارہ میں ناصبیوں کا موقف یہ ہے کہ وہ شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذمہ دار حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قرار دیتے ہیں اور حادثہ کربلا کا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اور واقعہ حرہ کا اُن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنہوں نے یزید کی اطاعت سے انحراف کیا تھا اور حصارِ کعبہ کا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے اِدعاءِ خلافت کو، شیعہ مروانیہ کا ایمان و عقیدہ یہی ہے۔ ان کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد نہیں بلکہ خلافت کے غاصب تھے اور

مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنے والے، حضرت حسین ؓ، حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ اور وہ تمام صحابہ ؓ جو حادثہ حرہ اور حصار کعبہ کے خونی ہنگاموں میں یزید اور عبدالملک بن مروان کی تیغ ستم کا نشانہ بنے شہید نہیں بلکہ خلافت کے باغی تھے جو اپنی بغاوت کی پاداش میں کیفرِ کردار کو پہنچے۔ شیعہ مروانیہ کا یہ نظریہ مروانیوں کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہو گیا تھا۔ لیکن محمود احمد عباسی کا تازہ فتنہ ''ناصبیت'' پیدا ہو گیا ہے جس سے اب تک ہندو پاک کی سرزمین یکسر پاک تھی، اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ملک کا اچھا خاصا سنجیدہ پڑھا لکھا طبقہ بھی اس فتنہ کے اثر سے محفوظ نہ رہ سکا، اور اب تو بہت سے حلقوں میں اس کو ایک تاریخی ریسرچ کا درجہ حاصل ہے۔

اس نام نہاد تاریخی ریسرچ کے چار مآخذ ہیں۔

۱۔ مستشرقین کی تصریحات

۲۔ شیعہ مؤرخین

۳۔ بعض وہ مصنفین جن پر ناصبیت کا الزام ہے اور وہ اہل بیت سے انحراف رکھتے ہیں۔

۴۔ خود اپنی دماغی اُپج

ہمارا دعویٰ ہے کہ اہل سنت میں سے کسی محقق عالم کے قول کو، کہیں بھی اثبات مدعا کے لیے، ناصبیوں نے اپنے اصلی رنگ میں پیش نہیں کیا بلکہ ہر جگہ ابلہ فریبی سے کام لے کر ''ناصبیت'' کی داغ بیل ڈالی ہے۔ اس ملک میں رِفض کا فتنہ قدیم سے تھا۔ باطنیہ اسماعیلیہ اور امامیہ سب پہلے سے موجود تھے البتہ خوارج و نواصب کا ڈھونڈے سے بھی پتہ نہ تھا۔ لیکن عباسی صاحب نے اہل سنت میں ناصبیت کا تازہ فتنہ کھڑا کر دیا ہے۔ اب بہت سے لوگ ہیں جو حضرت معاویہ ؓ کے مقابلہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اور یزید کے مقابلہ میں حضرت حسین ؓ کو خاطی و غلط کار سمجھتے ہیں۔

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ ناصبیت کے پرچارک شیعہ مروانیہ نے تو اپنی

بدعت کی اشاعت کے لیے کراچی اور لاہور میں مستقل ادارے بنا رکھے ہیں اور سارے ذخیرہ احادیث اور تاریخ اسلام کے اثرات کو ملیا میٹ کرنے پر تلے ہوئے ہیں مگر اہل سنت والجماعت، کہ صحابہ اور خاندان رسالت دونوں کی تعظیم و توقیر ان کا جزوِ ایمان ہے وہ اس فتنہ کے سدباب کے لیے کیا کر رہے ہیں؟

''یزید'' بھلا آدمی تھا یا برا؟ وہ خلیفہ عادل تھا یا ظالم و جابر فرمانروا؟ اس کا ایمان پر خاتمہ ہوا یا کفر پر؟ اس پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ حضرت حسین ؓ کے قتل کا اس نے حکم دیا یا نہیں؟ حضرت حسین ؓ نے اس کے خلاف خروج کر کے بغاوت کی تھی یا ان کا یہ اقدام سراسر شرع کے حکم کے مطابق تھا؟ یزید نے مدینہ نبوی اور حرم الٰہی کی حرمت کو پامال کیا یا نہیں؟ صحابہ و تابعین کی ایک خلقت کا اس کے ہاتھوں قتل عام ہوا یا نہیں؟ یہ اور اس قسم کے دیگر مباحث، ظاہر ہے کہ ان کو عملی زندگی سے دور کا بھی تعلق نہیں، یہ خالص نظریاتی مسائل ہیں۔ اس لیے ممکن ہے کہ بعض لوگ ہماری اس کوشش کو تحسین کی نظر سے نہ دیکھیں اور اس کو مفت کا ضیاع وقت خیال کریں۔

لیکن ایک دوسری حیثیت سے اگر اس کو دیکھا جائے تو ہمارے اس کام کی اہمیت بہت ہی بڑھ جاتی ہے وہ یہ کہ اگر بالفرض یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ ''یزید ایک صالح مسلمان اور خلیفہ عادل بھی تھا'' تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ مسلمانوں نے نہ صرف یہ کہ اپنی تاریخ کو محفوظ ہی نہیں رکھا بلکہ الٹا اُس کو مسخ کر دیا، یزید جیسے صالح مسلمان اور خلیفہ عادل کے کردار کو ایسا گھناؤنا کر کے پیش کیا کہ وہ شیطان مجسم نظر آنے لگا۔

یاد رہے یزید کا دور صحابہؓ و تابعینؒ کا دور ہے۔ اس لیے اس دور کی تاریخ کا ایک ایک واقعہ بسند قلمبند کیا گیا ہے، وہ عام تاریخ کی طرح نہیں کہ جس میں سند کا التزام نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ محض وقائع نگاروں کے قلم کی مرہونِ منت ہوتی ہے۔ طبقات صحابہ و تابعین پر بیسیوں کتابیں لکھی گئی ہیں، سارے علم اسماء الرجال کا دارومدار ان ہی کتب طبقات پر

ہے۔ اگر یہی کتابیں بے اعتبار ٹھیریں تو پھر حدیث کی ساری کتابوں کو دریا برد کرنا پڑے گا کیونکہ ان کی صحت وضعف کا دارو مدار ان ہی کتب طبقات پر ہے کہ ان ہی کتب میں راویوں کے احوال مذکور ہیں اگر یہی بے اعتبار قرار پائیں تو پھر یہ کیسے معلوم ہو کہ فلاں شخص صحابی ہے اور فلاں نہیں، اور فلاں تابعی ہے اور فلاں نہیں، اور فلاں سچا اور لائق اعتبار تھا اور فلاں کذاب اور دجال، جب یزید جیسے خلیفہ عادل کا ان کتابوں میں حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا گیا اور فیصلہ کر دیا گیا کہ ''وہ اس کا اہل ہی نہیں کہ اس کی کوئی روایت قبول کی جائے۔'' چنانچہ حدیث کی تمام کتابیں اس کی روایت سے یکسر خالی ہیں اور اگر کہیں ایک آدھ روایت کسی نے درج بھی کی تو علم اسماء الرجال نے یزید کی نااہلی کا فیصلہ کر کے اس روایت کو مردود کر دیا۔ غرض سارے محدثین نے اس غریب سے بالکلیہ قطع تعلق کر لیا اور نہ صرف محدثین بلکہ حاملین ملت کے تمام طبقوں میں خواہ وہ مفسرین ہوں یا متکلمین، فقہاء ہوں یا صوفیاء اس خلیفہ عادل اور صالح مسلمان کو بار نہیں۔ اور یہ تو صرف ایک بیچارے یزید کے ساتھ ہوا، معلوم نہیں اور اس جیسے کتنے صالحین ہوں گے جو اس ظلم کی چکی میں پس گئے ہوں گے اور ہم ان کو صالحین کی فہرست سے خارج کر کے زمرۂ شیاطین میں شمار کرتے ہوں گے اور جس طرح یزید کا تاریخ اسلام نے حلیہ بگاڑا ہے اور اسے ایک ظالم وسفاک، فاسق وفاجر کے روپ میں پیش کیا ہے۔ اسی طرح عین ممکن ہے کہ مسلمانوں کے اسماء الرجال، ان کی تاریخ اور کتب حدیث وطبقات نے کسی شیطان مجسم کو اس کا نقش و نگار ٹھیک کر کے ہمارے سامنے اس کو ولی اللہ کے روپ میں پیش کر دیا ہو یا اسے صحابی، تابعی اور خلیفہ راشد بنا دیا ہو کیونکہ جب یزید کے ساتھ ایسا ظلم وستم تاریخ کے ہاتھوں ہوا تو پھر دوسروں پر کیوں نہیں ہو سکتا؟ اور یہ مان لینے کے بعد پھر اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اسلامی تاریخ سے ہاتھ دھو کر خود اسلام کے اثر پر کلام کیا جائے اور اس کی ساری تعلیم کو غیر محفوظ قرار دیا جائے۔ یہی منکرین حدیث کی اصل غرض وغایت اور ملحدین کا اصل منشاء

ہے۔ کمیونسٹ اس کے ساتھ یہ بھی چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں افتراق اور اشتعال پیدا ہو کر قتل وقتال کا بازار گرم ہو۔ افسوس ہے کہ بعض نادان مولوی جن کو تاریخ کا سرے سے ذوق نہیں ان بے دینوں کی اس سازش کا شکار ہو کر یزید کی حمایت میں سرگرمی دکھا رہے ہیں، اور اس طرح گویا خود اپنے پیروں پر کلہاڑی مار رہے ہیں۔

یزید کی شخصیت کے متعلق اس سے زیادہ کچھ کہنے کی ضرورت نہیں علماء اہل سنت میں اس پر تو اتفاق ہے کہ وہ فاسق وظالم تھا۔ البتہ اختلاف ہے تو اس بارے میں ہے کہ اس کو کافر قرار دیا جائے یا نہیں اور اس پر لعنت کرنا روا ہے یا اس سے احتیاط کرنا بہتر ہے۔ اب ایسے شخص کو جنتی بتانا اور اس کی تعریف کے گن گانا ضلالت نہیں تو اور کیا ہے؟

(حادثہ کربلا کا پس منظر، ص: ۲۴۳)

یزید کی نسل کا منقطع ہوجانا:

اور خواجہ محمد پارسا محدث نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ''فصل الخطاب'' میں فرماتے ہیں:

روز طف باقی نماند از اولادے مگر زین العابدینؓ، پس حق تعالیٰ از صلب وے آنقدر که خواست از اهل بیت نبوت بیرون آورد و در شرق و غرب منتشر گردانید چنانچه هیچ ناحیه و هیچ شهرے از وجود شان خالی نیست و نباشد و از یزید و اخلافش یك تن نگذاشت که خانه آبادان کند و آتش افروزد والله تعالیٰ راست ترین گویندگان است به حبیب خود که فرمود: ان شانئك هو الابتر۔

(ملاحظہ ہو ''الفرع النامی من الاصل السامی'' از نواب صدیق حسن خان، ص ۵۷۔ طبع نظامی کانپور)

کربلا کے دن حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد نرینہ میں بجز حضرت زین العابدین کے کوئی مرد باقی نہ بچا پھر حق تعالیٰ نے آپ کی پشت سے خاندان نبوت کے جتنے افراد کو بھی پیدا کرنا چاہا پیدا فرمایا اور ان کو شرق وغرب میں پھیلا دیا چنانچہ کوئی علاقہ اور کوئی شہر ایسا نہیں کہ جو ان حضرات کے وجود سے خالی ہو اور نہ کبھی خالی ہوگا اور یزید اور اس کی نسل سے ایک شخص کو بھی تو باقی نہ چھوڑا کہ جو گھر کو آباد رکھے اور اس میں دیا جلا سکے (نہ کوئی نام لیوا رہا نہ پانی دیوا) اور اللہ تعالیٰ سب سے سچا ہے کہ جس نے اپنے حبیب حضرت محمد ﷺ سے فرمادیا تھا کہ "بے شک جو دشمن ہے تیرا وہی رہ گیا دم کٹا"۔

یزید سے محبت نہ رکھنا اور اس کے برے اعمال سے نفرت کرنا یہ بھی ایمان ہی کا مقتضی ہے اور اہل سنت کا اسی پر عمل درآمد ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ "تکمیل الایمان" میں یزید کے بارے میں فرماتے ہیں:

وبالجملہ وے مبغوض ترین مردم است نزد ما، وکارھا کہ ایں بدبخت و بے سعادت دریں امت کردہ ھیچ کس نہ کردہ۔ بعد از قتل امام حسین و اھانت اھل بیت لشکر بتخریب مدینہ مطھرہ و قتل آنجا فرستادہ و بقیہ از صحابہ و تابعین را امر بقتل کردہ و بعد از تخریب مدینہ امر بانھدام مکہ معظمہ و قتل عبداللہ بن زبیر کردہ وھم در اثنائے ایں حالت از دنیا بجھنم شتافتہ دیگر احتمال توبہ و رجوع او را خدا داند۔ حق تعالیٰ دلھائے مارا و تمام

مسلمانان را از محبت و موالات وے و اعوان و انصار وے و ھر کہ با اھل بیت نبوی بد بودہ و بداندیشیدہ و حق ایشاں را پائمال کردہ و بایشاں براہ محبت و صدق عقیدت نیست و نبودہ نگاہدارد و مارا، و محبان مارا در زمرۂ محباں ایشاں محشور گرداند، و در دنیا و آخرت بر دین و کیش ایشاں دارد، بحرمۃ النبی و آلہ الامجاد بمنہ و کرمہ وھو قریب مجیب آمین۔ (ص ۷۱، طبع مجتبائی دہلی)

اور مختصر یہ کہ ہمارے نزدیک تمام انسانوں میں (یزید) مبغوض ترین ہے جو کام کہ اس بدبخت منحوس نے اس امت میں کیے ہیں کسی نے نہیں کیے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے اور اہل بیت کی اہانت کے بعد اس نے مدینہ پاک کو تباہ و برباد کرنے اور اہل مدینہ کو قتل کرنے کے لیے لشکر بھیجا اور جو صحابہؓ اور تابعینؒ وہاں باقی رہ گئے تھے ان کو قتل کرنے کا حکم دیا اور مدینہ طیبہ کو برباد کرنے کے بعد مکہ معظمہ کو منہدم کرنے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے قتل کرنے کا حکم دیا اور پھر اسی اثناء میں جبکہ مکہ معظمہ محاصرہ کی حالت میں تھا، دنیا سے جہنم میں چلا گیا۔ باقی رہا یہ احتمال کہ شاید اس نے توبہ اور رجوع کر لیا ہو یہ خدا جانے۔ حق تعالیٰ ہمارے اور سب مسلمانوں کے دلوں کو اس کے اعوان و انصار کی محبت اور دوستی بلکہ ہر اس شخص کی محبت اور دوستی سے کہ جس کا اہل بیت نبوی سے برا برتاؤ رہا جس نے بھی ان کے حق میں برا سوچا اور ان کے حق کو پامال کیا نیز جس کو بھی ان کے ساتھ محبت

اور صدق عقیدت نہیں ہے یا نہیں تھی، ان سب کی محبت اور دوستی سے محفوظ رکھے۔ اور ہمارا اور ہم سے محبت رکھنے والوں کا ان حضرات کے محبین میں حشر فرمائے اور دنیا اور آخرت میں ان ہی حضرات کے دین ومذہب پر رکھے اور نبی اکرم ﷺ اور آپ کی اولاد امجاد کے طفیل اپنے فضل وکرم سے ہماری یہ دعا قبول فرمائے۔ بیشک اللہ تعالیٰ قریب ہے اور دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے۔ آمین۔

اور شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ ''حجۃ اللہ البالغہ'' کے ''مبحث فتن'' میں حدیث ''**ثم ینشا دعاۃ الضلال**'' (کہ پھر گمراہی کی طرف دعوت دینے والے پیدا ہوں گے) کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ودعاة الضلال يزيد بالشام ومختار بالعراق.

اور ضلالت کے داعی شام میں یزید اور عراق میں مختار تھے۔

اور بحث مناقب میں فرماتے ہیں:

ومن القرون الفاضلة اتفاقا من هو منافق او فاسق ومنها الحجاج و يزيد بن معاويه و مختار.

اور ''قرونِ فاضلہ'' یعنی ان صدیوں میں بھی کہ جن کی فضیلت حدیث میں وارد ہے، بالاتفاق ایسے لوگ موجود تھے کہ جو منافق یا فاسق تھے اور ان ہی میں حجاج اور یزید بن معاویہ اور مختار کا شمار ہے۔ (یزید کی شخصیت علماء اہل سنت کی نظر میں: ص،۲۵۰)

یزید کے بارے میں اس کے بیٹے کی شہادت:

یزید کے بارے میں سب سے بڑی شہادت خود اس کے گھر والوں کی موجود ہے۔

حقیقی بیٹے سے زیادہ باپ کے حالات سے اور کون واقف ہوسکتا ہے اور پھر بیٹا بھی وہ جو نہایت صالح ہو۔ اب دیکھیے معاویہ بن یزید رحمہ اللہ اپنے باپ کے بارے میں کیا شہادت دیتے ہیں۔ یزید کے یہ سعادت مند بیٹے جب متولی خلافت ہوئے تو انہوں نے برسرِ منبر اپنے باپ یزید کے بارے میں جو اظہار خیال کیا وہ یہ ہے:

قلد ابى الامر وكان غير اهله و نازع ابن بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقصف عمر وابتر عقبه وصار فى قبره رهيناً بذنوبه ثم بكى وقال ان من أعظم الأمور علينا علمنا لسوء مصرعه وبئس منقلبه وقد قتل عترة رسول الله صلى الله عليه وسلم وأباح الخمر وخرب الكعبة ولم أذق حلاوة الخلافة فلا أتقلد مرارتها فشانكم وأمركم و الله لئن كانت الدنيا خيرا فقد نلنا منها حظاً ولئن كان سر فكفى ذرية أبى سفيان ما أصابوا منها. (الصواعق المحرقۃ، ص،۱۳۴)

میرے باپ نے حکومت سنبھالی تو وہ اس کا اہل ہی نہ تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے نواسے سے نزاع کی۔ آخر اس کی عمر گھٹ گئی اور نسل ختم ہوگئی اور پھر وہ اپنی قبر میں اپنے گناہوں کی ذمہ داری لے کر دفن ہوگیا۔ یہ کہہ کر رونے لگے پھر کہنے لگے جو بات ہم پر سب سے زیادہ گراں ہے وہ یہی ہے کہ اس کا برا انجام اور بری عاقبت ہمیں معلوم ہے (اور کیوں نہ ہو جبکہ) اس نے واقعی رسول اللہ ﷺ کی عترت کو قتل کیا، شراب کو مباح کیا، بیت اللہ کو برباد کیا اور میں نے

خلافت کی حلاوت ہی نہیں چکھی تو اس کی تلخیوں کو کیوں جھیلوں؟ اس لیے اب تم جانو اور تمہارا کام، خدا کی قسم اگر دنیا خیر ہے تو ہم اس کا بڑا حصہ حاصل کر چکے اور اگر شر ہے تو جو کچھ ابوسفیان کی اولاد نے دنیا میں کمالیا وہی کافی ہے۔

یزید کے بارے میں ابن زیاد کی شہادت:

اور یزید کے خاص الخاص شریک کار اس کے برادر عم (بشرطیکہ استلحاق زیادہ صحیح ہو) عبیداللہ بن زیاد کے الفاظ ملاحظہ ہوں جن کو امام اہل السنہ امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ نے بسند ذیل نقل فرمایا ہے: (: تاریخ طبری: ج۵ ص۴۸۳۔۴۸۴)

حدثنا ابن حميد قال: حدثنا جرير عن مغيرة قال: كتب يزيد الى ابن مرجانة ان اعز ابن الزبير فقال: لا اجمعها للفاسق ابداً اقتل ابن بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم و اغزو البيت، وقال وكانت امه مرجانة امرأة صدق فقالت لعبيد الله حين قتل الحسين عليه السلام ويلك ماذاصنعت وما ذا ركبت .

یزید نے ابن مرجانہ (عبیداللہ بن زیاد) کو لکھا کہ جا کر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے جنگ کرو تو ابن زیاد نے کہا کہ میں اس فاسق (یزید) کی خاطر دونوں برائیاں اپنے نامہ اعمال میں کبھی جمع نہیں کر سکتا کہ رسول اللہ ﷺ کے نواسے کو قتل کر چکا اب خانہ کعبہ پر بھی چڑھائی کر دوں۔ مغیرہ کا بیان ہے کہ مرجانہ اس کی ماں بھلی عورت تھی۔ جب عبیداللہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا تو اس نے اس سے کہا تھا کہ تجھ پر افسوس، تو نے یہ کیا کیا اور کیا کر ڈالا۔

حافظ ابن تیمیہؒ کا فتویٰ یزید سے محبت کے بارے میں:

حافظ ابن تیمیہؒ نے ٹھیک ہی لکھا ہے:

واما ترك محبته فلأن المحبة الخاصة انما تكون للنبيين والصديقين والشهداء والصالحين وليس واحداً منهم وقد قال النبی صلى الله عليه وسلم المرء مع من احبه ومن امن بالله واليوم الآخر لا يختار ان يكون مع يزيد ولا مع امثاله من الملوك الذين ليسوا بعادلين.

[مجموعہ فتاویٰ: ابن تیمیہ: ج:۴، ص:۴۸۴]

یزید سے محبت نہ رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ محبت خاص تو انبیاء، صدیقین، شہدا و صالحین سے رکھی جاتی ہے اور یزید کا شمار ان میں سے کسی زمرہ میں بھی نہیں۔ نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے: "انسان کا حشر ان ہی لوگوں کے ساتھ ہوگا جن سے اسے محبت ہوگی۔" اور جو شخص بھی اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اس بات کو پسند ہی نہیں کرے گا کہ اس کا حشر یزید یا اس جیسے بادشاہوں کے ساتھ ہو جو عادل نہیں تھے۔

مگر اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں جس کو علامہ ابن حجر مکی نے "الصواعق المحرقہ" میں بصراحت لکھا ہے:

وعلى القول بانه مسلم فهو فاسق شرير سكير جائر.

اور اس کو مسلمان کہنے کے باوجود (یہ حقیقت ہے) کہ وہ فاسق تھا، شریر تھا، نشہ کا متوالا تھا، ظالم تھا۔ (ص:۱۲۳)

یزید کی حمایت میں سرگرم ہو کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا استخفاف کرنا، ان کی شہادت کی

اہمیت کو نظر انداز کرنا اور اس کی وقعت گرانا ایسی بے ہودہ حرکت ہے کہ اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ (حادثۂ کربلا کا پس منظر: ص، ۴۰۷)

ö ö ö

محدث، مؤرخ، فقیہ، امام الکیا الہراسیؒ اور یزید پلید

امام الکیا سیؒ سے بھی یزید بن معاویہ کے بارے میں فتویٰ پوچھا گیا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ یزید صحابی نہیں تھا رہا سلف کا قول اس پر لعنت کے بارے میں تو امام احمدؒ کے اس بارے میں دو قول ہیں۔ ایک میں اس کے ملعون ہونے کی طرف اشارہ ہے، دوسرے میں اس کی تصریح ہے اور امام مالکؒ کے بھی دو قول ہیں۔ ایک میں اس پر لعنت کا اشارہ اور دوسرے میں تصریح ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے بھی اس کے بارے میں دو قول ہیں۔ ایک میں اس پر لعنت کا اشارہ ہے، دوسرے میں اس کی تصریح ہے، اور ہمارا تو بس ایک ہی قول ہے جس میں اس پر لعنت کی تصریح ہے، اشارہ کنایہ کی بات نہیں اور وہ کیوں ملعون نہ ہوگا حالانکہ وہ نرد کھیلتا تھا، چیتوں سے شکار کرتا تھا، شراب کا رسیا تھا۔ شراب کے بارے میں اس کے اشعار سب کو معلوم ہیں منجملہ ان کے یہ اشعار بھی ہیں:

(ترجمہ) ''میں اپنے ان ساتھیوں سے کہتا ہوں کہ جن کو جام شراب نے یکجا کر دیا ہے اور شوق محبت کا داعی ترنم ریز ہے۔''

(ترجمہ) ''نعمت ولذت میں سے اپنا حصہ لے لو کیونکہ ہر ایک کو خواہ اس کی مدت کتنی ہی دراز کیوں نہ ہو، آخر ختم ہونا ہے۔''

اس کے بعد الکیا سیؒ نے ایک طویل فصل اسی موضوع پر لکھ ڈالی۔ اور پھر ورق اُلٹ کر اس پر یہ لکھ دیا کہ اگر مزید اوراق بھی مجھے دیے جاتے تو میں اس شخص کی رسوائیوں کے بیان میں عنان قلم کو مزید تیز کر دیتا [تاریخ ابن خلکان: ج ۱، ص، ۳۲۷]

مفکر اسلام

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی رحمہ اللہ

کا مسلک وموقف

مفکر اسلام مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ کی یہ شائع شدہ تحریر
اس موضوع پر حرفِ اول بھی ہے اور حرفِ آخر بھی

ائمہ اہلِ سنت اور اس گروہ کے تمام محقق و معتبر علماء اور نمائندوں کا اس پر اتفاق ہے کہ خلافت راشدہ امیر المؤمنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ پر ختم ہوگئی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے جانشینوں کی حکومت احادیثِ صحیحہ کے مطابق (جن میں خلافتِ راشدہ کے بارہ میں تیس سال کی پیشین گوئی فرمائی گئی ہے) خلافتِ راشدہ نہیں تھی، یہی حکیم الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلویؒ اور آخر میں امام اہلِ سنت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقیؒ کا مسلک اور تحقیق ہے۔

اسی طرح گروہ اہل سنت یزید بن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس دورِ خیر و برکت میں جماعت صحابہؓ اور صالحین امت پر حکومت کرنے کا مستحق نہیں سمجھتا اور ان کو (معتبر تاریخ وسیر کی روشنی میں) اس دینداری اور صلاح وتقویٰ کے معیار پر پورا اُترتا ہوا نہیں پاتا جو ایک مسلمان حاکم اور فرماں روا کے لیے (کم سے کم) اس عہد میں ضروری تھا۔ بلکہ ان کو بہت سے ایسے مشاغل وعادات کا مرتکب وعادی جانتا ہے جو شرعی حیثیت سے قابل تنقید و مذمّت ہیں، پھر انھیں کے عہد میں واقعہ حرہ جیسا سنگین اور قابل شرم واقعہ پیش آیا جس کی کوئی تاویل ممکن نہیں، یہی رائے امام احمد بن حنبلؒ اور شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ کی

ہے، دونوں نے سخت الفاظ میں یزید کی مذمت کی ہے، لیکن وہ لعن وطعن، سب وشتم اور تبرا سے محترز اور مجتنب اور رفض وتشیّع سے بیزار اور اس کے منکر ومخالف تھے۔

اس کے نتیجہ میں اور اس کے پس منظر میں محققین اہل سنت سیدنا حسین ؓ کے اقدام کو درست سمجھتے ہیں، جو انھوں نے یزید کے معاملہ اور مقابلہ میں اختیار کیا اور ان کو برسرِ صواب، شہید راہِ حق اور امت کے لیے ایک نمونہ پیش کرنے والا باور کرتے ہیں۔

اگر ایک جمی جمائی حکومت کے خلاف جس کا حاکم وفرماں روا مسلمان ہو، لیکن اس کی سیرت غیر اسلامی، اس کے اخلاق وعادات قابل تنقید ہوں اور اس سے مسلمانوں کے اخلاق اور اسلامی معاشرے پر برے اثرات کے پڑنے کا اندیشہ ہو، کسی قسم کا اقدام، خروج وبغاوت اور انتشار انگیزی کے مترادف قرار دیا جائے تو پھر خاندان سادات ہی کے ان تین صاحب عزیمت افراد زید شہیدؒ، محمد ذو النفس الزکیہؒ، اور ان کے بھائی ابراہیم بن عبد اللہ المحضؒ کے متعلق کیا رائے قائم کی جائے گی، جن میں سے اول الذکر نے اُموی خلیفہ ہشام ابن عبد الملک ابن مروان اور دو آخر الذکر حضرات نے خلیفہ منصور عباسی کے مقابلہ میں علم جہاد بلند کیا جو بہر حال یزید سے غنیمت اور کہیں بہتر تھے۔ اور دو عظیم الشان فقہاء اور مذاہب فقہیہ اہلسنت کے جلیل القدر بانی امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ نے ان کی کھل کر تائید وحمایت فرمائی، حضرت زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم نے جب ہشام ابن عبد الملک کے خلاف علمِ جہاد بلند کیا تو امام ابوحنیفہؒ نے دس ہزار درہم ان کی خدمت میں بھیجے اور حاضری سے معذرت کی۔ (حادثہ کربلا کا پس منظر ص:۱۷)

شکست خوردہ جاہلیت اپنے فاتح حریف سے بدلہ لینا چاہتی تھی اور چالیس سال کا حساب ایک ہی دن میں چکانا چاہتی تھی۔ (مقدمہ حادثہ کربلا کا پس منظر)

ö ö ö

شہید اسلام، قامع بدعت وفتن

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی شہید ؒ

کا مسلک وموقف

حضرت حسین ؓ اور یزید کے بارہ میں مسلکِ اہل سنت

حضرت حسین ؓ اور یزید کی حیثیت:

سوال: مسلمانوں میں واقعہ کربلا کے حوالے سے بہت سے غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں، کچھ لوگ جو یزید کی خلافت کو صحیح مانتے ہیں، حضرت حسین ؓ کو باغی قرار دیتے ہیں، جبکہ یزید کو امیر المؤمنین کہتے ہیں ازراہِ کرم یہ فرمائیے کہ حضرت امام حسین ؓ کو باغی کہنے والوں کے لیے کیا حکم ہے؟ یزید کو امیر المؤمنین کہنا کہاں تک درست ہے؟

جواب: اہل سنت کا موقف یہ ہے کہ حضرت حسین حق پر تھے، ان کے مقابلے میں یزید حق پر نہیں تھا، اس لیے یزید کو امیر المؤمنین نہیں کہا جائے گا، حضرت حسین ؓ کو "باغی" کہنے والے اہل سنت کے عقیدہ سے باغی ہیں۔

صحیح حدیث میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

"حسن وحسین (ؓ) نوجوانانِ اہلِ جنت کے سردار ہیں" (ترمذی)

جو لوگ حضرت حسین ؓ کو نعوذ باللہ! "باغی" کہتے ہیں وہ کس منہ سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ حضرت حسین ؓ کی قیادت وسیادت میں جنت میں جائیں گے؟

کیا یزید کو پلید کہنا جائز ہے؟

سوال: مسئلہ دریافت طلب یہ ہے کہ ایک مشہور حدیث بسلسلۂ فتح قسطنطنیہ ہے کہ جو پہلا دستہ فوج کا قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوگا، اُن لوگوں کی مغفرت ہوگی۔ یزید بھی اِس دستہ میں شریک تھا، اِس لیے اس کی مغفرت ہوگی۔ ایسی صورت میں "یزید پلید" کہنا مناسب ہے؟ لوگ کتابوں میں یزید کو اکثر اس نام سے یاد کرتے ہیں۔ دوسرے کون جانتا ہے کہ یزید نے مرنے سے پہلے توبہ کر لی ہو، اللہ بہتر جانتا ہے، جب تک اس کا یقین نہ ہو جائے کہ فلاں کی موت کفر پر ہوئی اس کو کافر کہنا یا اس کو لعنت کرنا صحیح ہوگا یا نہیں؟

جواب: یزید کو پلید اس کے کارناموں کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت، اہلِ مدینہ کا قتلِ عام اور کعبہ شریف پر سنگ باری اس کے تین سالہ دور کے سیاہ کارنامے ہیں۔ یہ کہنا کہ ابنِ زیاد نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا، لہٰذا اس کی کوئی ذمہ داری یزید پر عائد نہیں ہوتی، بالکل غلط ہے۔ ابنِ زیاد کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا مقابلہ کرنے کے لیے ہی تو کوفہ کا گورنر بنایا گیا تھا۔ جہاں تک حدیث شریف میں مغفرت کی بشارت کا تعلق ہے، وہ بالکل صحیح ہے، لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یزید کے غلط کاموں کو بھی صحیح کہا جائے۔ مغفرت گنہگاروں کی ہوتی ہے، اس لیے مغفرت اور گناہ میں کوئی تعارض نہیں۔ ہاں! یزید کے کفر کا فتویٰ دینا اس پر مبنی ہے کہ اس کے خاتمہ کا قطعی علم ہو، وہ ہے نہیں۔ اس لیے کفر کا فتویٰ اس پر ہم بھی نہیں دیتے، گو یزید کے سیاہ کارناموں کی وجہ سے اس کو بہت سے حضرات نے مستحق لعنت قرار دیا ہے، مگر اس کا نام لے کر لعنت ہم بھی نہیں کرتے۔ مگر کسی پر لعنت کرنے کے یہ معنیٰ نہیں کہ اُس کی حمایت بھی کی جائے، و اللہ اعلم!

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل، ج:۱، ص:۱۶۶)

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ ایک استفتاء کے جواب میں فرماتے ہیں۔

سوال: امام حسینؓ کی شہادت میں یزید کا ہاتھ تھا یا نہیں؟

جواب: یہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ یزید کا ہاتھ تھا یا نہیں؟ تھا تو کتنا تھا؟ مگر یہ تو سب کو معلوم ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو یزید کے گورنر کی فوج نے شہید کیا اور یزید نے اس کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کی۔ بلکہ اس گورنر کو مقرر ہی کیا گیا تھا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا مقابلہ کرنے کے لیے، اب یہ فیصلہ خود کر لیجیے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کی کوئی ذمہ داری یزید پر آتی ہے یا نہیں۔

کتبہٗ: محمد یوسف لدھیانوی

بینات۔ ربیع الثانی ۱۴۰۸ھ (فتاویٰ بینات: ج،۱،ص،۴۶۷)

ö ö ö

علامہ ذہبیؒ کا یزید کی بدکرداری پر تبصرہ

مؤرخ اسلام حافظ شمس الدین ذہبیؒ "سیر اعلام النبلاء" میں فرماتے ہیں: یزید بن معاویہ ناصبی تھا۔ سنگدل، بدزبان، غلیظ، جفاکار، مے نوش، بدکار۔ اس نے اپنی حکومت کا افتتاح حسین شہید رضی اللہ عنہ کے قتل سے کیا اور اختتام واقعہ حرہ (کے قتل عام) پر۔ اسی لیے لوگوں نے اس پر پھٹکار بھیجی اور اس کی عمر میں برکت نہ ہو سکی۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اس کے خلاف محض للہ فی اللہ خروج کیا جیسے کہ حضرات اہل مدینہ نے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)۔

[الروض الباسم فی الذب عن سنۃ ابی القاسم: ج:۲، ص:۳۶]

متکلم اسلام، امین الملۃ

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمہ اللہ

کا مسلک وموقف

جب یزید بادشاہ بن بیٹھا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اختلاف ہوا۔ مؤرخ ابن خلدون لکھتے ہیں:

"لما حدث في يزيد ما حدث من الفسق اختلفت الصحابةؓ حينئذ في شانه"

"جب یزید میں فسق وفجور ظاہر ہوا اُس وقت صحابہؓ میں اس کے بارہ میں اختلاف رائے ہوا"

یادرہے اختلاف اس میں نہیں ہوا کہ یزید فاسق ہے یا نہیں؟ کیونکہ اس کا فسق اب محتاج بحث مسئلہ نہ تھا۔ اختلاف اس میں تھا کہ اس فاسق کے بارہ میں کیا طریق کار اختیار کیا جائے؟ پس صحابہؓ کی ایک جماعت یزید کے خلاف خروج کرنے اور اس کے فسق و فجور کی وجہ سے بیعت توڑنے کی قائل تھی جن کے سربراہ حضرت حسینؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ تھے اور صحابہ کی دوسری جماعت خروج کی منکر تھی۔ اس لیے نہیں کہ ان کو یزید کے فاسق ہونے میں شک تھا اس لیے کہ اس سے فتنہ اٹھے گا وہ قتل وقتال ہوگا، پھر حالات بھی ایسے نہیں کہ یہ دعوت پوری ہو، صحابہ کرامؓ کی اس جماعت نے اس فتنہ وفساد کے خوف سے یزید کے خلاف خروج سے احتراز کیا اور یہ صحابہ کرامؓ یزید کی ہدایت اور اس سے مسلمانوں کی نجات کے لیے دعا کرنے میں مشغول ہوگئے۔ ان صحابہ کرامؓ میں سے بعض نے حضرت

حسینؓ کو بھی مشورہ دیا کہ آپ خروج نہ فرمائیں مگر یہ کہہ کر نہیں کہ یزید فاسق نہیں بلکہ یہ کہہ کر جن اہل کوفہ پر آپ بھروسہ کر رہے ہیں وہ منافق ہیں۔ علامہ ابن خلدون فرماتے ہیں:

"یہ سب حضرات (دونوں فریق) مجتہد تھے ان میں کسی پر نکیر کرنا جائز نہیں یہ بات طے شدہ ہے کہ ان سب حضرات کا نصب العین صرف نیکی اور حق تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی اقتداء کی ہمیں توفیق عطا فرمائیں۔"

سیدنا امام حسینؓ کے اس خروج کی بنیاد یزید کا فسق و فجور تھا اور ان کی تحریک کی بنیاد خلافت عادلہ کا قیام تھا وہ خدانخواستہ ایک غیر اسلامی چیز یعنی نسلی تعصب کی بنا پر مدعی خلافت نہ تھے۔ یہ بات خوب ذہن نشین رہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مسلمانوں میں فتنہ فساد سے بہت ڈرتے تھے۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ محدث لکھتے ہیں:

"اصحاب بدر میں سے کچھ صحابہؓ شہادت عثمانؓ کے بعد اپنے گھروں میں ایسے بیٹھے کہ پھر وہ اپنی قبروں کی طرف ہی گھروں سے نکلے"

(البدایہ ج:۷، ص:۲۵۴)

خود عباسی بھی اتمام الوفا کے حوالہ سے لکھتا ہے:

"اُس زمانہ میں صحابہؓ کی کثیر تعداد حجاز، شام، بصرہ، کوفہ، مصر میں موجود تھی ان میں سے کوئی بھی یزید کے خلاف نہ خود کھڑا ہوا نہ حسینؓ کے ساتھ اور نہ انہوں نے یزید کے ساتھ ہو کر قتال کی بلکہ اس فتنہ سے الگ تھلگ رہے"

(تحقیق مزید ص:۲)

صاف معلوم ہوا کہ جو صحابہؓ یزید سے نہیں لڑے وہ بھی یزید کو فتنہ ہی سمجھتے تھے۔

ابن خلدون فرماتے ہیں:

"کسی ایک صحابی نے بھی سیدنا حسینؓ کو اس خروج میں گناہ گار قرار نہ دیا" (ص:۱۸۰)

مؤرخ ابن خلدون یہ بھی لکھتے ہیں:

''سیدنا حسینؓ اپنے آپ کو خلافت کا اہل سمجھتے تھے۔ ان میں یہ اہلیت جیسی وہ سمجھتے تھے ویسی ہی تھی بلکہ اس سے بھی زیادہ تھی۔''

(ص:۱۸۱)

نیز فرماتے ہیں:

''دوسرے صحابہ کرامؓ شیعان کوفہ کو منافق جانتے تھے اس لیے ان کو ذی شوکت نہیں مانتے تھے۔ امام حسینؓ ان کو قوت سمجھتے تھے اس بارہ میں دوسرے صحابہ کرامؓ کا اندازہ صحیح نکلا اور سیدنا حسینؓ کا اندازہ صحیح نہ نکلا لیکن یاد رہے کہ یہ ایک دنیوی امر میں اندازہ کی غلطی تھی جس سے دین میں کوئی نقصان نہیں''۔ (ص:۱۸۱)

اور یہ طے شدہ بات ہے کہ مجتہد اگر معصوم نہیں ہوتا تو مطعون بھی نہیں ہوتا وہ ہر حال میں ماجور ہوتا ہے۔ پھر فرماتے ہیں:

''حضرت حسینؓ سے یزید کا قتال اس کی ان حرکتوں میں سے ایک حرکت ہے جو اس کے فسق کو اور پختہ کر دیتی ہے۔ ہاں حضرت حسینؓ شہید تھے اللہ کی طرف سے اجر و ثواب کے مستحق ہوئے وہ برحق تھے اور اپنے اجتہاد پر عامل۔'' (ص:۱۸۰)

حالات و واقعات:

یزید جب بادشاہ بنا تو اس نے پہلا اعلان یہ کیا:

''حضرت معاویہؓ مسلمانوں کو بحری جہاد پر بھیجتے تھے میں کسی مسلمان کو بحری جہاز پر نہ بھیجوں گا اور حضرت معاویہؓ تمہیں روم (کے کافروں)

سے جہاد کے لیے بھیجتے تھے میں تمہیں بالکل نہیں بھیجوں گا اور حضرت معاویہؓ تمہیں وظیفہ تین قسطوں میں دیتے تھے میں یکمشت دوں گا۔

(البدایہ ج:۸،ص:۱۴۶)

یعنی اب کافروں سے جہاد بند کر دیا گیا۔ اس کے بعد پہلا خط اس نے گورنر مدینہ کو یہ لکھا:

خذ حسینا و عبداللّٰہ بن عمر و عبد اللّٰہ بن الزبیر بالبیعة اخذاً شدیداً لیست فیه رخصة حتی یبایعوا......

والسلام.

فوری طور پر حسینؓ، عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ کو گرفتار کر لو اور گرفتار کر کے شدید سختی کرو۔ ذرہ بھر رعایت نہ کرو جب تک بیعت نہ کر لیں۔ (البدایہ ج:۸،ص:۱۴۹)

کتنے ظلم کی بات ہے کہ یزید نے کافروں سے جہاد ختم کر دیا۔ اس کے چار سالہ بادشاہی کے دور میں اس کی فوج کے ہاتھوں کسی کافر کی نکسیر تک نہ پھوٹی مگر اہل بیت رسولؐ کو خاک و خون میں تڑپایا گیا۔ اہل مدینہ پر حملہ کیا اور تین دن تک حرم مدینہ کو لوٹ مار اور قتل و غارت کے لیے حلال قرار دیا گیا۔ حرم مکہ بھی اس حملہ سے محفوظ نہ رہا۔ اس کی بادشاہی میں یہودی اور ہر قسم کے کافر بھی بستے تھے مگر پورے چار سالہ دور میں کسی ایک کافر کی گرفتاری کا اتنا سخت آرڈر نہیں دیا گیا جس قدر سخت آرڈر نواسۂ رسولؐ جگر گوشۂ بتولؓ کی گرفتاری کا دیا گیا۔ اس کی پوری بادشاہی میں کافروں کو امن تھا مگر نوجوانان جنت کے سردار کے لیے کوئی امن نہیں تھا چنانچہ سیدنا حسینؓ گرفتاری سے بچنے کے لیے مدینہ منورہ سے حرم مکہ میں پناہ گزین ہوئے مگر یزید کے گماشتوں نے وہاں بھی آپ کا رہنا دوبھر کر دیا تو آپ کوفہ کی

طرف روانہ ہوئے۔ دوران سفر خواب میں آپ کو شہادت کی بشارت دے دی گئی چنانچہ آپ دس محرم کو یزید کی ظالم فوج کے ہاتھوں شہید کر دیے گئے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون. (تجلیاتِ صفدر ج:۱،ص:۴۹۲)

(بشکریہ پروفیسر مولانا میاں محمد افضل صاحب مدظلہ،
برادرِ خورد حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ)

ö ö ö

مقامِ عبرت

حضرات حسنینؓ کی مخالفت ناشی ہے رسول اللہؐ کی عداوت سے ، وہ لوگ جو رسول اللہؐ سے اپنا دل صاف نہیں رکھتے اور نہ ہی آپ سے اپنی بیزاری وکراہت کو ظاہر کرنے کی جرات رکھتے ہیں وہ اس راستہ سے اپنے دل کا بخار نکالتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مصطفیٰ ﷺ سے فرمایا ہے:

قد نعلم أنه ليحزنك الذي يقولون فإنهم لايكذبونك ولكن الظالمين بآيات الله يَجْحَدون. (سورۃ الانعام:۳۳)

ترجمہ: ہم کو معلوم ہے کہ ان کی باتیں تم کو رنج پہونچاتی ہیں مگر تمہاری تکذیب نہیں کرتے، بلکہ ظالم، خدا کی آیتوں سے انکار کرتے ہیں۔

(پندرہ روزہ تعمیر حیات لکھنؤ، ۱۰ مارچ ۱۹۹۲)

خطیبِ اہل سنت

حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی صاحب رحمہ اللہ

سرپرست سپاہ صحابہؓ (کالعدم) پاکستان

(تحریر: حضرت مولانا محمد خالد قاسمی دامت برکاتہم فرزندِ ارجمند حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی رحمہ اللہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میرے والد گرامی حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی رحمہ اللہ مسئلہ فسقِ یزید پر اکابر علماءِ دیوبند کے مسلک پر سختی سے کاربند تھے۔ حضرت والد گرامی رحمہ اللہ کے بے شمار بیانات ایسے ہیں جن میں آپ نے فضائل سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو بیان کیا اور ساتھ ساتھ یزید اور اس کے تحقیقی دوستوں اور طرفداروں کا رد کیا۔

حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ یزید کے طرفداروں کے لیے فرمایا کرتے تھے کہ:

خدا کرے ہمارا حشر قیامت میں حسینؓ کے ساتھ ہو
اور دشمنان حسینؓ کا حشر یزید کے ساتھ ہو

ذیل میں اسی عنوان پر آپ کی تحریروں کے اقتباسات کا ذکر کرنا بھی مناسب خیال کرتا ہوں چنانچہ ایک جگہ آپ نے تحریر فرمایا کہ :

”کیا آج جو بعض حسینؓ کے سلسلہ میں تحقیق کے نام پر بے تحقیق حسب ونسب کے افراد لٹریچر چھاپ رہے ہیں وہ اس قدر شرم وحیا سے عاری ہوگئے ہیں کہ انہیں سبط رسول ﷺ کا بھی حیاء نہیں۔
انہیں یہ بھی معلوم نہیں رہا کہ سیدنا حسین ابن علیؓ صرف سبط رسولؐ اور

نواسۂ رسول ہی نہیں بلکہ صحابی رسول بھی ہیں۔"   (خطباتِ قاسمی)

ایک اور مقام پر تحریر فرمایا کہ

''ہم تو اپنے پیر کے ساتھ ہیں''

اس عنوان کی توضیح یوں بیان فرمائی کہ مجھے لکھتے ہوئے اور بیان کرتے ہوئے فخر محسوس ہو رہا ہے کہ ہمارا مسلک محبت اہل بیت اور تکریم اہل بیت حسن و حسینؓ کے سلسلہ میں وہی ہے جو ہمارے مرشد ہمارے پیر سیدنا فاروق اعظمؓ کا تھا۔ اگر انہوں نے انہیں بدری صحابہؓ کے برابر وظیفہ دیا تو ہم بھی انہیں اپنے سر کا اسی طرح تاج سمجھیں گے جس طرح فاروق اعظمؓ نے انہیں عزت و تکریم دی ہے۔

ایک خطبہ میں یوں فرمایا:

حسینؓ میدان کربلا میں خلفائے راشدین کے سجدوں کی یاد تازہ کر گیا......اور رہتی دنیا تک خون سے وضو کر کے سجدہ کرنے والوں کی تاریخ کا سنہری باب رقم کر گیا:

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

حسینؓ نے سر اُٹھایا تو دشمن ایک انبوہ کی شکل میں تنہا حسینؓ پر حملہ آور ہو گیا۔ وہ اسد اللہ کا بیٹا......اور مدینہ یونیورسٹی کا جرنیل دین کے لیے، اسلام کے لیے، صحابہؓ کی عظمت کے لیے اپنی جان کی بازی لگا گیا اور یہ ثابت کر گیا کہ حسینؓ اور اُس کا خاندان کٹ تو سکتا ہے مگر باطل کے سامنے نہ جھک سکتا نہ دب سکتا ہے۔

کٹا کر گردنیں دکھلا گئے ہیں کربلا والے
کبھی بندے کے آگے جھک نہیں سکتے خدا والے

ایک عارف تڑپ اُٹھتا اور بے اختیار کہتا ہے کہ

شاہ است حسینؓ پادشاہ است حسینؓ
دین ہست حسینؓ دین پناہ ہست حسینؓ
سر داد نہ داد دست در دستِ یزید
حقا کہ بنائے لاالٰہ ہست حسینؓ

حسینؓ نے نکتۂ توحید سکھایا کہ میں پورے خاندان کو قربان کر دوں گا غیر اللہ کے سامنے نہیں جھکوں گا۔

غیر اللہ کی حکمرانی تسلیم نہیں کروں گا۔

میں نے لاالٰہ کا یہی مطلب سمجھا ہے۔ اگر الٰہ وہی معبود ہے تو اس کے سامنے کسی کے اختیارات کو نہیں مانا جائے گا۔

الٰہ وہی ہے، وہی تقدیر بناتا ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، وہ چاہے تو نبیؐ کے نواسے کو، علیؓ کے فرزند کو، فاطمہؓ کے لخت جگر کو، جنت کے شہزادے کو اس طرح بے آب و گیاہ وادی میں لا کر شہید کرا دے، سچ ہے اسکی یکتائی، اس کی وحدانیت

اشھد ان لا الہ الا واشھد ان محمد اعبدہ ورسولہ

عظمت صحابہؓ کی دلیل حسینؓ:

اگر یزید اور اس کے غلط نظام کو حسینؓ بن علیؓ نے نہیں مانا اور یقیناً نہیں مانا تو اس سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ اگر خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے دور کو بھی حضرت علیؓ اور سیدنا حسنؓ و حسینؓ دورِ یزید کی طرح سمجھتے تو وہ گردنیں کٹا دیتے مگر اصحاب ثلاثہؓ کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دیتے، معلوم ہوا کہ کربلا کا پورا واقعہ خلفائے ثلاثہؓ کی صداقت کی منہ بولتی تصویر ہے۔

حسینیت زندہ باد کا نعرہ خلافت راشدہ زندہ باد کے نعرے کو بھی دوبالا کر دیتا ہے، کسی نے

خوب کہا ہے

نہ زیاد کا وہ ستم رہا نہ یزید کی وہ جفا رہی
جو رہا تو نام حسینؓ کا جسے زندہ رکھتی ہے کربلا

(خطبات قاسمی: ج،۱:ص،۴۳)

ö ö ö

قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتیؒ نے "تفسیر مظہری" میں اس کے مستحق لعنت ہونے کی صاف تصریح فرمادی ہے۔ یہ روایت حسب ذیل ہے:

ابن جوزی کہتے ہیں کہ قاضی ابو یعلیٰ نے اپنی کتاب "المعتمد فی الاصول" میں بسند صالح بن احمد بن حنبلؒ سے روایت کی ہے کہ میں نے اپنے والد بزرگوار سے عرض کیا کہ ابا جان! بعض لوگ اس امر کے مدعی ہیں کہ ہم یزید بن معاویہ سے محبت رکھتے ہیں، آپ نے فرمایا: بیٹا! بھلا جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو کیا اس کے لیے یہ روا ہو سکتا ہے کہ وہ یزید سے محبت رکھے اور ایسے شخص پر کیوں لعنت نہ کی جائے جس پر حق تعالیٰ نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہے۔ میں نے عرض کیا ابا جان! اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یزید پر کہاں لعنت فرمائی ہے؟ فرمایا جہاں یہ ارشاد ہو رہا ہے: "پھر تم سے یہ بھی توقع ہے کہ تم کو حکومت مل جائے تو خرابی ڈالو ملک میں اور قطع کرو اپنی قرابتیں، ایسے لوگ ہیں جن پر لعنت کی اللہ نے، پھر کر دیا ان کو بہرا اور اندھی کر دیں ان کی آنکھیں۔"

[تفسیر مظہری: ج۸، ص۴۳۴۔ سورہ محمد: آیت ۲۲۔۲۳]

فقیہ العصر، محقق جلیل
حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور صاحب ترمذی رحمہ اللہ
کا مسلک وموقف

حضرت مفتی عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ کی مایہ ناز تصنیف "مسئلہ فسق یزید اور اکابر علماء امت" جو کہ عطا اللہ بندیالوی صاحب کی انتہائی گمراہ کن کتاب "واقعہ کربلا" کا بہت ہی عمدہ، مدلل اور تحقیقی جواب ہے اس سے چند اقتباسات پیش قارئین ہیں!

ایک مغالطہ:

(عطا اللہ بندیالوی صاحب نے) حضرت ملا علی قاری اور علامہ ابن کثیر کی عبارتوں سے ص۱۰۳ پر مغالطہ دیا ہے کہ "یزید کے فسق وفجور کی روایات نا قابل قبول ہیں" حالانکہ ان عبارتوں کا مطلب یہ ہے کہ جن احادیث میں یزید اور حضرت عمرو بن عاص وغیرہ کا نام لے کر مذمت بیان کی گئی ہے وہ صحیح نہیں ہیں اور جو احادیث ابن عساکر نے اس سلسلہ میں بیان کی ہیں وہ صحیح نہیں ہیں، ان سے یہ ثابت کرنا کہ فسق یزید میں ثابت شدہ کوئی تاریخی روایت بھی قابل اعتبار نہیں ہے محض "حب یزید" میں آنکھیں بند کر لینے یا "حبک الشی یعمی ویصم" کا نتیجہ ہے۔

حضرت علامہ علی قاری "مشکوۃ شریف" کی حدیث "انہ تصیب امتی فی آخر الزمان من سلطانھم شدائد،الخ" میری امت کو آخری زمانہ میں سخت تکلیفیں پہنچیں گی ان کے بادشاہ کی طرف سے۔ اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

"یحتمل الجنس والشخص کیزید والحجاج وامثالهما" (ج:۹،ص:۳۴۳)

حدیث میں احتمال ہے کہ سلطان سے مراد جنس ہو یا شخص جیسے یزید اور حجاج وغیرہ۔

اور علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں:

''وکان فیه ایضا اقبال علی الشهوات وترک بعض الصلوات فی بعض الاوقات واماتتها فی غالب الاوقات الخ''

(اور یزید کی ذات میں) شہوات کی طرف میلان تھا اور بعض اوقات بعض نمازیں چھوڑ دیتا تھا اور بسا اوقات وہ نمازیں وقت گذر جانے کے بعد پڑھتا تھا۔ (البدایۃ: ج،۸،ص:۲۳۰)

غرضیکہ حضرت علامہ علی قاری وعلامہ ابن کثیر یزید کو ظالم اور فاسق قرار دیتے ہیں ، اوپر کی عبارتوں سے بھی واضح ہو رہا ہے اور عبارت ذیل میں تو علامہ ابن کثیر نے تصریحاً یزید کو فاسق قرار دیا ہے، لکھتے ہیں:

"بل قد کان فاسقا والفاسق لایجوز خلعه لاجل مایثور بسبب ذٰلک من الفتنة ووقوع الهرج کما وقع من الحرة" (البدایۃ: ج،۸،ص:۲۳۲)

بلکہ وہ فاسق تھا اور فاسق کی بیعت توڑنا اس لئے جائز نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے فتنہ زیادہ بھڑکتا ہے اور جنگ وقتال واقع ہوتا ہے جیسا کہ واقعہ حرہ کے وقت ہوا۔

غرضیکہ ص ۱۰۳ پر علامہ ملا علی قاری اور علامہ ابن کثیر کی عبارتوں سے یزید کے بارہ میں فسق کی روایات کو غیر معتبر قرار دینا محض دھوکہ ہے۔

حافظ ابن تیمیہ کا فتویٰ:

ایک دو حوالے غور سے پڑھ لیے جائیں تو یزید کے بارہ میں فیصلہ آسان ہو جائے گا۔

ومن امن بالله والیوم الآخر لایختار ان یکون مع یزید ولا مع امثاله من الملوک الذین لیسوا بعادلین

اور جو شخص بھی اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اس بات کو پسند نہیں کرے گا کہ اس کا حشر یزید یا اس جیسے بادشاہوں کے ساتھ ہو جو عادل نہیں تھے۔

(فتاویٰ ج:۴،ص:۴۸۴)

یزید کا عقیدہ اور عمل دونوں خراب تھے:

مؤرخ اسلام حافظ شمس الدین الذہبی ''سیر اعلام النبلاء'' میں فرماتے ہیں:

''(یزید بن معاویة) کان ناصبیاً، فظاً غلیظاً، جِلفاً یتناول المسکر یفعل المنکر افتتح دولته بمقتل الشهید الحسین رضی الله عنه واختتمها بواقعة الحرة فمقته الناس ولم یبارک فی عمره وخرج علیه غیر واحد بعد الحسین کاهل المدینة قاموا لله''

(سیر اعلام النبلاء ج:۴،ص:۳۷)

یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ ناصبی تھا، سنگدل بدزبان غلیظ جفا کار، مے نوش، بدکار اس نے اپنی حکومت کا افتتاح حسین شہید کے قتل سے کیا اور اختتام واقعہ حرہ کے قتل عام پر اس لیے لوگوں نے اس

پر پھٹکار بھیجی اور اس کی عمر میں برکت نہ ہوسکی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بعد بہت سے حضرات نے اس کے خلاف بغض للہ فی اللہ خروج کیا۔

جیسا کہ حضرت علامہ ذہبی تو یزید کے خلاف مقابلہ کرنے والے اہل مدینہ کو للہ خروج کرنے والے لکھتے ہیں اور اس کی مثال میں اہل مدینہ کے مقابلہ کو پیش کررہے ہیں، مگر بندیالوی ان کے خروج کو بغاوت، مستوجب تعزیر بغاوت لکھتے ہیں۔

یزید جس کے عقائد اور دونوں خراب تھے ایسے شخص کی محبت کا دم بھرنا اور اس کے گن گانا کیا کسی مسلمان کو زیب دیتا ہے؟ حضرت ابن تیمیہ کا فتویٰ اوپر گزرا کہ اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والا شخص یزید کے ساتھ اپنا حشر پسند نہیں کرے گا۔

علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ کے حوالۂ ذیل کو ایک بار غور سے پڑھیے وہ اول تو لکھتے ہیں:

”یزید کی تخت نشینی کی بلاء اسلام پر“ پھر اس کے تحت لکھتے ہیں

”امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ۶۰ھ میں وفات پائی اور ان کے بجائے یزید تخت نشین ہوا اور یہی اسلام کے سیاسی، مذہبی، اخلاقی اور روحانی ادبار ونکبت کی اولین شب ہے“ الخ (سیرت النبی ج:۳ ص:۷۰۹)

مؤرخ اسلام علامہ سید سلیمان ندوی کی تحقیق یزید کے بارہ میں آپ نے سن لی اور خلفاء میں نام لکھنے کی وجہ اوپر معلوم ہوچکی۔

یزید کے متعلق مسلکِ اعتدال

ایک عالم صاحب نے حضرت مفتی عبدالشکور ترمذیؒ سے ”حیات سیدنا یزید“ نامی کتاب جو ابوالحسن محمد عظیم الدین صدیقی (ناصبی ویزیدی) نے لکھی ہے کے

مندرجات کے متعلق سوال کیا تو حضرت مفتی صاحبؒ نے درج ذیل تحقیقی جواب تحریر فرمایا تھا جو پیش قارئین ہے۔

اہل السنت والجماعت کا مسلک رفض اور خارجیت کے درمیان ہے۔ رافضیوں اور خارجیوں کی افراط وتفریط کا مسلک اہل سنت سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ آج کل رفض کی تردید میں بعض لوگوں کو غلو ہوگیا اور اُنہوں نے اہل سنت کے مسلک اعتدال سے خروج کرکے یزید کی حمایت کرنی شروع کردی ہے۔ اس کتاب کا نام بھی اس غلو کا آئینہ دار ہے۔ خلاف واقعہ الزامات اور بہتان سے برأت کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ واقعی عیوب اور نقائص کو بھی نظر انداز کردیا جائے، ان کو محاسن اور کمالات بنا کر دکھلایا جائے۔ آج کل یزید کی مدح کرنے والے گروہ نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا ہوا ہے۔ پھر اس کے لیے ان کو بخاری ومسلم کی احادیث کا انکار کرنا پڑجائے تو وہ یزید کی مدح اور منقبت ثابت کرنے لیے اس کو بھی کر گزریں گے۔ ایسے لوگوں کے نزدیک یزید کی منقبت ومدح بخاری اور مسلم کی صحیح احادیث کے مقابلے میں زیادہ اہم ہے۔

علامہ ابن تیمیہ نے باوجودیکہ یزید پر لگائے گئے بہت سے غلط بہتانوں کے ثبوت کا انکار کیا ہے۔ مگر اس کے باوجود بھی ان کا فیصلہ یہ ہے:

مع أنه كان فيه من الظلم،ما كان ثم أنه اقتتل هو و هم وفعل بأ الحره أمور امنكره . (منہاج السنۃ: ج:۱،ص،۲۷)

اور فتاویٰ ابن تیمیہ میں ہے:

هل الحق فيه أنه من ملوك المسلمين،له حسنات و له سيئات ،والقول فيه كالقول فى امثاله من الملوك لا نجد ولا نسبه وهو أول من غزال قسطنطنية،وقال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :اول جیش یغزوها یغفر لهم،وفعل فی اهل المدینة ما فعل،وقد توعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قتل فیها قتیلا ولعنة.

(ص:۳۱۰)

علامہ ابن تیمیہ نے یزید کی طرف سے پورا دفاع کرنے کے باوجود اس حقیقت کو تسلیم کرلیا ہے کہ غزوہ قسطنطنیہ کی حدیث بشارت میں شامل ہونے باوجود بھی اس میں ظلم اور موجبات لعنت موجود تھے۔اور حسنات کے ساتھ سیئات بھی اس میں جمع تھے۔اس لیے وہ جیسے اس پر سب لعنت نہیں کرتے اس کو محبت کے قابل بھی نہیں سمجھتے۔بلکہ وہ اس کو شاہان اسلام میں سے ایک ایسا بادشاہ سمجھتے ہیں جس میں اچھائیاں اور برائیاں دونوں ہی پائی جاتی ہیں۔

علامہ ابن تیمیہ کے اس فیصلے پر اُن لوگوں کو خصوصیت سے توجہ دینے کی ضرورت ہے جنہوں نے یزید کو ایک خلیفہ عادل اور امام راشد کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کرنے کا علم بلند کیا ہوا ہے۔حالانکہ ان لوگوں کے پاس علامہ ابن تیمیہ جیسا معلومات کا ذخیرہ ہے اور نہ واقعات کی تحقیق کے ذرائع اور وسائل ان کو میسر ہیں۔اور نہ لوگوں میں واقعات کی مختلف روایات کی چھان بین کرکے ان میں تطبیق اور ترجیح دینے کا طریقہ اور سلیقہ پایا جاتا ہے۔

علامہ ابن تیمیہ کے شاگرد علامہ ابن کثیر جو مفسر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بلند پایہ محقق اور مؤرخ بھی ہیں۔اپنی بے نظیر تاریخ ''البدایہ والنہایہ'' میں یزید کے بارے میں تمام روایات جمع کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وکان فیه أیضا إقبال علی الشهوات، و ترک بعض الصلاة فی بعض الأوقات وأما نتها فی غالب الأوقات

(ج:۸،ص۲۳۰)

ان کے علاوہ دوسرے بہت سے اکابر نے بھی یزید کے فاسق ہونے کے بارے

میں تصریح فرمائی ہے۔

حضرت مجدد ثانیؒ فرماتے ہیں:

اما یزید بے دولت از زمرهٔ فسقه است ۔(مکتوب نمبر:۲۵۱)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں:

من القرون الفا ضلة اتفاقا من هو منافق ،أو فاسق، فمنها الحجاج و یزید ابن معاویه و مختار............ الخ

(حجۃ اللہ:ج۲،ص،۲۱۵)

حضرت مولانا عبدالحی فرماتے ہیں:

أما یزید جابر فاسق متغلب. (مجموعۃ الفتاوی:ج،۲،ص،۶۶)

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فرماتے ہیں:

یزید کو کافر کہنے میں احتیاط رکھیں،مگر فاسق بے شک تھا۔

(فتاوی رشیدیہ:ص،۴۹)

مفتی دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں:

یزید پر لعنت بھیجنے کے جواز میں اختلاف ہے۔صحیح یہ کہ لعنت کرنا درست نہیں اور یزید کا کافر ہونا ثابت نہیں،البتہ فاسق تھا،پس احوط عدم لعن ہے(فتاوی دارالعلوم دیوبند:ج،۸،ص،۲۱۷)

حضرت مولانا عبدالحی لکھنویؒ کے فتاوی میں بھی اسی طرح ہے کہ:

مسلك اسلم آنست كه آں شقی را بمغفرت وترحم هرگز یاد نیاد کرد، ولعن او که در عرف مختص بکفار گشته نه زبان خود را آلوده نباید کرد.

(ج:۳،ص،۸)

ترجمہ: یزید بد بخت کو مغفرت و رحمت کے ساتھ یاد نہیں کرنا چاہیے۔ اور لعنت جو عرف عام میں کفار کے ساتھ خاص ہوگئی ہے اس سے بھی زبان کو آلودہ نہیں کرنا چاہیے۔

غرضیکہ اکابر علماءِ امت کی ایسی ہی تصریحات سے واضح ہو رہے ہے کہ اکابر علماءِ اہل سنت کے نزدیک یزید کا فسق ثابت اور محقق ہے اور ان اکابر علماءِ اہل سنت میں اکابر علماءِ دیوبند رحمہم اللہ بھی شامل ہیں۔ اب جو شخص اس کے خلاف لکھتا ہے یا عقیدہ رکھتا ہے اس کا وہ خود ذمہ دار ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مسلک اہل السنّت والجماعت پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین۔ ۴ محرم الحرام/ ۱۴۱۱ھ

ö ö ö

یزید کی گمراہیاں

روایت کیا گیا ہے کہ یزید باجے گاجے، مے نوشی، گانے بجانے، شکار کرنے، گانے والی چھوکریوں کے رکھنے، کتے پالنے اور مینڈھے، ریچھ اور بندروں کے لڑانے میں شہرت رکھتا تھا اور کوئی دن ایسا نہ گذرتا تھا کہ جس کی صبح کو مخمور (نشہ میں مست) نہ اٹھے، وہ زین کسے ہوئے گھوڑوں پر بندروں کو رسیوں سے باندھ کر انہیں ہانک دیتا تھا، اور اسی طرح نوخیز لڑکوں کو سونے کی ٹوپیاں اُڑھاتا تھا، گھوڑ دوڑ کرایا کرتا تھا، جب کوئی بندر مرجاتا تو اس پر غمگین ہوتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی موت کا سبب بھی یہی ہوا کہ ایک بندریا کو سوار کرا کر اسے نچا رہا تھا دفعتًا اس نے کاٹ کھایا، مورخین نے اس کے بارے میں ان باتوں کے علاوہ اور چیزیں بھی بیان کی ہیں جن کی صحت کا اللہ ہی کو خوب علم ہے۔

(البدایہ والنہایہ: ج ۸، ص ۲۳۵، ۲۳۶)

ناظم آل انڈیا فقہی مجلس

حضرت مولانا مجاہد الاسلام صاحب قاسمی رحمہ اللہ

مدرسہ جامعہ رحمانی خانقاہ مونگیر

حضرت مولانا مجاہد الاسلام قاسمی محمود عباسی کی رسوائے زمانہ کتاب ''خلافت معاویہ و یزید'' کے جواب میں ایک جگہ لکھتے ہیں:

قاضی ابوبکر ابن عربی نے ''العواصم والقواصم'' نامی کتاب میں حضرت حسین بن علیؓ کے قتل کو حق بجانب قرار دیا ہے، اور اس مسئلہ پر بحث کی ہے، محمود احمد عباسی نے ابن عربی کی رائے سے بہت زیادہ فائدہ اٹھایا ہے لیکن علامہ ابن خلدون اس کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قد غلط القاضی ابوبکر ابن العربی المالکی فی هذا فقال فی کتابه الذی سماه العواصم و القوصم ما معناه ان الحسین قتل بشرع جده. (ص:۱۸۰)

قاضی ابوبکر ابن عربی سے اس مسئلہ میں غلطی ہوگئی انہوں نے اپنی کتاب ''العواصم والقواصم'' میں ایسے الفاظ لکھے ہیں جن کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت حسینؓ اپنے نانا کی شریعت کے مطابق قتل کیے گئے۔

ابن عربی کا اشارہ اسی طرف ہے کہ اسلامی نقطۂ نظر سے باغی کی سزا قتل ہے اس لیے حضرت حسینؓ کا قتل جائز تھا۔ ابن خلدون لکھتا ہے کہ ابن عربی کا خیال غلط ہے کیونکہ باغی کا قتل جائز اس وقت ہے جبکہ امام عادل ہو یہاں تو مسئلہ کی صورت ہی دوسری ہے۔ ایک طرف یزید ہے جس کا فسق و فجور روز روشن کی طرح واضح ہو چکا تھا۔ یہ ''اہل آرا'' تھے جو اپنی شہوات اور خواہشِ نفس کے مطابق حکومت چلا رہے تھے، دوسر طرف حسینؓ تھے جو

مجسمہ عدالت وتقویٰ اور سراپا شرافت و دیانت تھے۔ پس حضرت امام حسینؓ کے اقدام خروج کی حیثیت امامِ عادل کے خلاف بغاوت کی نہیں بلکہ امام جائر و فاسق کے مقابلہ میں ''حق وصداقت کے علمبرداروں'' کے خروج کی ہے، یہ حکومتِ عادلہ کے خلاف بغاوت نہیں بلکہ امام جائر کے سامنے کلمہ حق کا اظہار تھا۔ اور قتل کا قانون اس بغاوت و عہد شکنی کے لیے ہے جو کہ امامِ عادل کے مقابلہ میں اختیار کی جاتی ہے نہ کہ اس شخص کے لیے جو کہ کھڑا ہوا ہو ''ہر قلیت و کسریت'' جاہلی عصبیت اور فسق و فجور کو مٹا کر حق وعدالت کی بنیاد پر حکومت قائم کرنے کے لیے پس ایسے شخص کے قتل کو کیسے جائز کہا جا سکتا ہے:

وهو غلط حملته عليه الغفلة عن اشتراط الا مام العادل ومن اعدل من الحسين فى زمانه فى امامته وعدالته فى قتال اهل الأرا. (ص:۱۸۰)

ابن عربی کی یہ رائے غلط ہے، انہوں نے یہ رائے غلط اس لیے قائم کی وہ ''امام عادل کی شرط'' سے غافل ہو گئے اور حضرت حسینؓ سے بڑھ کر ان کے زمانہ میں امامت اور عدالت کے اعتبار سے اہل آرا کے قتال کے لیے کون اعدل تھا۔ (برہان دہلی دسمبر، ۱۹۵۹)

Ö Ö Ö

امام جلال الدین سیوطیؒ ''تاریخ الخلفاء'' میں لکھتے ہیں:

جب حضرت حسینؓ اور ان کے بھائی شہید کر دیے گئے تو ابن زیاد نے ان شہداء کے سروں کو یزید کے پاس بھیجا۔ وہ اول تو اس پر بہت خوش ہوا، پھر جب مسلمانوں نے اس وجہ سے اس پر پھٹکار شروع کی اور اس سے نفرت کرنے لگے تو اس نے اظہار ندامت کیا اور مسلمانوں کو تو اس سے نفرت کرنا ہی چاہیے تھی۔ (ص ۸۱)

خطیبِ اسلام

حضرت مولانا محمد اجمل خان صاحب رحمۃ اللہ

کا مسلک و موقف

(ترتیب! صاحبزادہ حضرت مولانا امجد خان صاحب زید مجدہم)

یارب صل وسلم دائما ابدًا　　　علٰی حبیبک خیر الخلق کلهم

تاریخ اسلام یوں تو بے شمار واقعات سے بھری پڑی ہے جن پر کتب تواریخ میں مستقل اَبحاث کو سمیٹ کے پیش کیا گیا ہے لیکن ان واقعات میں سے ایک عظیم مگر دردناک واقعہ میدان کربلا میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی المناک شہادت ہے ایک طرف تو اس میں ظلم و جور، سنگدلی، سفاکی کی ہولناک داستانیں ہیں تو دوسری طرف اہل حق کی بے مثال استقامت کے مناظر ہیں۔ وہ اہل حق اور اہل وفا جنہوں نے اپنے سارے گھر بار کو تو لٹا دیا لیکن امت مسلمہ کے ایمان اور خون کو اپنی جانوں سے بھی قیمتی جانا۔ حالانکہ پوری امت مسلمہ ایک طرف ہے اور مقام حسین رضی اللہ عنہ ایک طرف ہے۔

یاد رہے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا یزید کی خلافت کے خلاف اقدام حصول خلافت کے لیے نہیں تھا بلکہ امت مسلمہ کے حقوق کے تحفظ کے لیے تھا۔ خلافت اسلامیہ چونکہ خلافت نبوت ہے اور اس کی تشکیل باہم مشورہ سے ہوتی ہے اس میں نہ منصب کو دیکھا جاتا ہے اور نہ حسب ونسب کو دیکھا جاتا ہے بلکہ جو جس قدر دین دار ہوتا ہے خوف خدا کا حامل ہوتا ہے لیاقت اور استعداد رکھتا ہے خواہ غریب ہی کیوں نہ ہو، غلام ہی کیوں نہ ہو شریعت اس کی اطاعت کا حکم دیتی ہے۔ اور یہاں تو حسب نسب بھی ہے کہ نواسۂ پیغمبر ہیں دین داری کا یہ عالم ہے کہ مدینہ منورہ کے اندر ساری رات میں ہزار رکعت نوافل ادا فرما رہے

ہیں، خوف خدا اتنا کہ چھوٹی سے چھوٹی بات پر آنکھوں سے آنسو چھلک پڑتے ہیں اور سخاوت کا یہ عالم کہ دروازہ سے کبھی کوئی سائل خالی نہیں گیا، حیا کا یہ عالم کہ کبھی آنکھ اُٹھا کر بات نہ کی، لیاقت وقابلیت کا یہ حال کہ پیغمبر خدا رسول مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا مبارک لعاب گھٹی میں پڑا ہوا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے تربیت فرمائی ہے۔ بھلا ایسا شخص حقدارِ خلافت نہیں تو اور کون ہے؟ اسی بات کو یزید نے سمجھا اور اس نے وہ تمام حضرات جو کاتب وحی سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت کے مستحق جانے جاتے تھے کو جبراً بیعت کرنا چاہا جن میں سب سے نمایاں حضرت حسین رضی اللہ عنہ تھے۔ چنانچہ اس نے مختلف ذرائع سے آپ رضی اللہ عنہ کو مجبور علی البیعت کیا لیکن وہ یہ نہ جان سکا کہ جن کی پرورش نبوت کے گھر میں ہوئی ہو وہ ظلم وجور کا ساتھ نہیں دیا کرتے بلکہ ظلم وجور کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاتے ہیں۔ شرعاً ایک شخص اگر کسی چیز کا حقدار نہیں اور پھر اس کی حمایت کرنا کہاں درست ہے؟ چنانچہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اس وقت وہی فریضہ سرانجام دیا جو ان کے شایانِ شان اور ان کا حق تھا، انہوں نے مصلحت کے بجائے عزیمت کو ترجیح دی جو کہ ہمیشہ اہل حق کا شیوہ رہا ہے۔ اگر یہ مسئلہ آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کا ہوتا بھلا جس کے دروازہ سے کبھی کوئی سائل خالی نہ گیا ہو وہ کیسے ایثار نہ کرتا لیکن یہ مسئلہ پوری امت مسلمہ کے مستقبل کا تھا تو آپ رضی اللہ عنہ پوری امت کو اس شخص کے حوالے کیسے فرماتے جو نہ صرف دین سے دور بلکہ استعداد خلافت بھی نہیں رکھتا تھا۔ یہ بات درست ہے کہ یزید کاتب وحی کا بیٹا ہے لیکن بات پھر وہیں پر پہنچی کہ اسلام حسب نسب کو نہیں بلکہ عمل کو دیکھتا ہے۔ اگر حسب نسب اتنا ہی اہمیت کا حامل ہوتا تو ابن نوح کے بارہ میں قرآن کبھی نہ کہتا کہ " انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح اگر پیغمبر کی اولاد کو قرآن معاف نہیں کرتا تو یہاں دین اسلام کیسے اجازت دے سکتا ہے؟ چنانچہ ابن علی رضی اللہ عنہ کیسے مصلحت فرمالیتے اور خاموشی اختیار کرتے۔ یزید کے بارہ میں اکابر علماء امت کی مختلف

عبارات اور فتاویٰ شاھد ہیں جن صحابہ کرامؓ کے اقوال وواقعات کے علاوہ ائمہ اربعہ، شراح حدیث کی عبارات اور فتاویٰ جات ہیں۔ نیز اکابر علماء دیوبند رحمہم اللہ سے بھی جب کبھی یزید کے بارہ میں سوال کیا گیا بالخصوص حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی، حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی، شیخ الاسلام حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہم اللہ تو ان حضرات نے بھی یزید کو نہ صرف خلافت کے لیے نا اہل قرار دیا بلکہ یزید کی زندگی اور کردار پر بھی خوب جرح فرمائی، یزید کے کردار کی وضاحت حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لکھے ہوئے مختلف خطوط اور آپ کے میدان کربلا کے خطبہ سے بھی ہوتی ہے جن کو ابن اثیر کامل نے جلد چار میں نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے یزید کے خلاف اقدام کی چار بڑی وجوہ تھیں۔

۱۔ کتاب وسنت کا قانون عملی شکل اختیار کرے۔

۲۔ اسلام کے اس نظام خلافت کو برقرار رکھا جائے جو کہ شوریٰ کی صورت میں نافذ ہوتا ہے۔

۳۔ اسلام کے نظام عدل کا ازسرنو نفاذ عملاً ہو۔

۴۔ اگر مصلحت کی شکل اختیار کی گئی تو پھر خلافت اسلامیہ بکھر جائے گی اور اس کو یکجا کرنا مشکل ہو جائے گا۔

لہٰذا آپ نے یزید کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا جس کی وجہ سے واقعہ کربلا پیش آیا۔ اب رہی یہ بات کہ یزید حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت میں شریک ہے کہ نہیں؟ تو کتب تواریخ اور مستند علماء کی آراء کے بعد یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت میں اگر براہ راست نہیں تو بالواسطہ ضرور شریک تھا اور یہ حقیقت ہے کہ ظالم کا ساتھ دینے والا بھی ظالم ہوتا، کیونکہ ابن زیاد کی یہ ساری شرارت یزید کے حکم سے

ہی تھی اُسی نے حضرت حسین ؓ کو شہید کروایا، اہل بیتؓ پر مظالم ڈھائے لیکن جب ابن زیاد اس ظالمانہ کاروائی سے فارغ ہوا تو یزید نے اس کی معطلی تو دور کی بات سرزنش تک نہ کی، گویا اس نے اس واقعہ کو ایک عام واقعہ سمجھا اور حدیث میں سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے جو کسی ظلم پر راضی ہوا اور ظالم سے متفق ہو تو وہ برابر کا شریک ہے" ومن غاب عن فرضیتھا کان کمن شھدھا" (مشکوٰۃ) اس لحاظ سے یزید بھی حضرت حسین ؓ کے قتل میں برابر کا شریک ہے، پھر مزید یہ کہ یزید نے قاتلانِ کربلا بالخصوص قاتلانِ حسین ؓ کو سزا تک نہ دی بلکہ آزاد چھوڑ دیا۔ پھر یزید نے مدینہ منورہ والوں کے ساتھ جو سلوک کیا اس کی تو حد ہی نہیں مدینہ منورہ پر حملہ کروایا جس میں بڑے بڑے صحابہ شہید ہوئے۔ امام احمد بن حنبل ؒ سے جب پوچھا گیا کہ کیا ہم یزید سے بھی حدیث لکھ لیں کہ یعنی جن میں وہ راوی ہے تو آپ نے جواب میں انکار فرمادیا اور فرمایا کہ اس سے حدیث لکھتے ہو جس نے مدینہ والوں کے ساتھ کیا کیا ہے؟

قیل لاحمد انکتب الحدیث عن یزید قال لا ولا کرامة او لیس ھو الذی فعل باھل المدینة ما فعل .

(منہاج السنۃ ج:۲، ص:۲۵۳)

اعتراض: اگر وہ اتنا ہی خراب تھا تو پھر دیگر صحابہ کرام ؓ نے یزید کی بیعت کیوں کی؟

تو اس کا جواب علماء امت نے یہ دیا ہے کہ صحابہ کرام ؓ کا یزید کی امارت پر بیعت کرنا اس کے شرف کے وجہ سے نہ تھا بلکہ اس کے فتنہ سے بچنے کے لیے تھا۔ خدا کی شان یزید نے اپنی خلافت کی مسند کو مضبوط کرنے کے لیے غیر شرعی اقدامات سے بھی گریز نہ کیا اور مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفا کے حرم کو بھی پامال کیا لیکن وہ خود بھی ایک دن بھی سکھ اور چین سے حکومت نہ کرسکا کیونکہ مالک الملک تو اللہ تعالیٰ ہیں۔ تؤتی الملک من

تشاء وتنزع الملک ممن تشاء. اقتدار دیتے بھی وہی ہیں اور لیتے بھی وہی ہیں اور یہ بات حقیقت ہے کہ حق و باطل کے معرکہ میں فتح ہمیشہ حق کی ہوا کرتی ہے اور جیت مظلوم کی ہوتی ہے۔ حضرت حسین ؓ کا نام تاریخ میں آج بھی روشن ہے اور قیامت تک رہے گا (ان العاقبة للمتقین)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی اور اپنے محبوب حضرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام اور اہل بیت عظام ؓ کی محبت کاملہ اور اتباع کامل نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

واللہ ولی الھدایة والتوفیق ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم. وصلی اللہ علی خیر خلقه محمدٍ وعلی آله واصحابه واتباعه اجمعین. آمین

ö ö ö

یزید اور صحابہ کرامؓ کا قتل و اہانت مدینہ منورہ

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں :

مدینہ شریف میں بہت ساری خلقت صحابہ کرامؓ اور اُن کی اولاد میں سے قتل کردی گئی، جو بڑے درجہ کے تابعین اور فضلاء تھے انہیں پہلے شہید کیا اور تین دن تک لوٹ مار، قتل و غارتگری کی اپنے لشکر کو عام اجازت دی پھر جو باقی رہ گئے اُن سے اِن الفاظ سے بیعت لی کہ یہ یزید کے غلام ہیں اور جس شخص نے یہ نہ مانا اُسے قتل کردیا گیا۔

(لسان المیزان: ج۶، ص۲۹۴)

قائد اہل سنت، وکیل صحابہؓ
حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ
خلیفہ ارشد حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ
کا مسلک وموقف

حامیانِ یزید عموماً پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ سوائے حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے باقی تمام صحابہ کرامؓ نے یزید کی خلافت تسلیم کر لی تھی۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ محمود احمد عباسی نے لکھا ہے:

''اس زمانہ میں صحابہ کی کثیر تعداد حجاز وشام اور بصرہ وکوفہ ومصر میں موجود تھی۔ ان میں سے کوئی بھی یزید کے خلاف نہ کھڑا ہوا۔ نہ خود حسینؓ کے ساتھ، اور نہ انہوں نے یزید کے ساتھ ہو کر قتال کیا، بلکہ اس فتنہ سے الگ تھلگ رہے۔'' (تحقیق مزید ص:۳)

تبصرہ:

جب صحابہؓ کی کثیر تعداد نے یزید کے ساتھ ہو کر لڑائی بھی نہیں کی اور اس فتنہ سے الگ تھلگ رہے۔ تو یہ بات کیونکر صحیح ہو سکتی ہے کہ صحابہ کی اکثریت نے یزید کی بیعت کی تھی؟ فاضل سندیلوی (مولانا محمد اسحاق) بحوالہ ثابت کریں کہ فلاں فلاں صحابہ نے یزید کی بیعت کی تھی۔ حامیانِ یزید عموماً حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابن عمرؓ کی بیعت کا حوالہ دیتے ہیں۔ اور اس کی نوعیت یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی بیعت کے ثبوت میں کسی حدیث سے حوالہ پیش نہیں کرتے۔ بلکہ مورخ بلاذری کی کتاب ''انساب الاشراف'' کی عبارت پیش کرتے ہیں۔ (اس کا جواب تفصیلی خارجی فتنہ میں دیا جا چکا ہے)۔ جن صحابہ

کرامؓ نے یزید کی بیعت کی ہے یا جنہوں نے یزید کی مخالفت نہیں کی۔ تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ وہ اس کو صالح وعادل تسلیم کرتے تھے۔ بلکہ ان کے پیش نظر حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ کے وہ ارشادات تھے جو دورِ فتنہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور خود محمود احمد عباسی نے بھی وہ احادیث نقل کر دی ہیں۔ یہ ملحوظ رہے کہ یزید پر (بھی) اہل حل وعقد کا اتفاق نہیں ہو سکا۔ کیونکہ حضرت امام حسینؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے آخر تک مخالفت کی ہے۔ حالانکہ یہ دونوں جلیل القدر صحابی، اہل حل وعقد میں ہیں۔ چنانچہ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مدنیؒ ارشاد فرماتے ہیں:

''اور یہی وجہ تھی کہ یزید کوشاں تھا کہ حضرت امام حسینؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ وغیرہ حضرات بیعت کر لیں۔ حالانکہ یہ حضرات ملتجی بالحرم ہو گئے تھے۔ کسی نے جنگ کا ارادہ نہیں کیا تھا اور نہ بیعت کی تھی۔ ان حضرات کا اس زمانہ میں اہل حل وعقد میں ہونا بدیہی امر ہے'' (مکتوبات شیخ الاسلام ج:۱ ص:۲۸۶، مکتوب:۸۹)

حامیانِ یزید کو چیلنج:

ہم پاک وہند کے تمام حامیان یزید کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ کربلا، حرہ اور محاصرۂ مکہ کے واقعات ہائلہ کے بعد کسی ایک صحابی سے بھی ثابت کر دیں کہ انہوں نے یزید کو صالح اور عادل قرار دیا ہو؟ ھاتوا برھانکم ان کنتم صدقین.

حافظ ابن کثیرؒ کا فیصلہ:

حافظ ابن کثیر محدث، یزید کی تکفیر نہیں کرتے اور اس پر لعن کرنے کو بھی ناجائز قرار دیتے ہیں لیکن اس کے باوجود یزید کے بارے میں تصریح فرماتے ہیں:

''بل قد کان فاسقا''

''بلکہ یزید فاسق تھا'' (البدایہ والنہایہ، ج:۸، ص:۲۳۲)

امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۸/ جون ۱۹۳۹ء کو لالہ موسیٰ میں ایک تقریر کی تھی جس پر آپ کے خلاف گورنمنٹ برطانیہ کی بغاوت کا جھوٹا مقدمہ قائم کیا گیا تھا۔ اس میں سرکاری رپورٹر لدھا رام اپنی شہادت سے منحرف ہو گیا تھا، جس سے جھوٹی رپورٹ لکھوائی گئی اس لیے ہائی کورٹ نے آپ کو بتاریخ ۵/ اپریل ۱۹۴۰ء بری کر دیا۔ لاہور ہائی کورٹ میں چیف جسٹس کے ایک سوال پر آپ نے یہ جواب دیا تھا کہ:

"آپ کے سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ میں نے اپنے آپ کو یزید اور انگریزوں کو حسین کہا۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کوئی مسلمان اپنے آپ کو یزید نہیں کہہ سکتا نہ ہی میں برداشت کر سکتا ہوں کہ کوئی مسلمان اپنے آپ کو یزید کہے۔"

(مقدماتِ امیر شریعت ص: ۲۵۷، مرتبہ ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری صاحب)

امیر شریعت اپنی ایک فارسی نظم میں لکھتے ہیں:

ہر کہ بدگفت خواجۂ مارا
ہست او بے گمان یزید پلید

(شاہ جی کے علمی و تقریری جواہر پارے ص: ۱۴۸ اور مدح خواجہ غلام علی)

(ماخوذ از "خارجی فتنہ" مصنفہ قاضی مظہر حسین صاحبؒ ص: ۷۰۲ حصۂ دوم)

فاسق اور پلید کے الفاظ:

یزید کا فاسق ہونا اہل سنت والجماعت کے مسلک میں متفق علیہ ہے۔ اکابر اسلام مثلاً حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی اور فخر المتکلمین حضرت مولانا حیدر علی صاحب فیض آبادی (مصنف منتہی الکلام وازالۃ الغین وغیرہ) نے یزید کو بعض جگہ فاسق اور بعض جگہ پلید

لکھا ہے۔ لفظ پلید پر حامیان یزید زیادہ برافروختہ ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ فاسق اور پلید کا ایک ہی مطلب ہے چنانچہ فسق اور فسوق کے لغوی معنیٰ یہ ہیں: نافرمانی، بدکاری کی زندگی، اللہ کی نافرمانی، سرکشی اور بدی، نیک بختی کے راستے سے دوری اور فاسق کے معنیٰ بدکار، نافرمان، گنہگار، پاپی، سرکش، زناکار۔ (المعجم الاعظم جلد: ۴)

(غرضیکہ) اہل سنت والجماعت کا مسلک یہ ہے کہ یزید فاسق تھا۔ کیا حامیان یزید ثابت کر سکتے ہیں کہ مسلک اہل سنت والجماعت یہ ہے کہ یزید صالح و عادل تھا؟ ہرگز نہیں..... تو ہمارا سوال یہ ہے کہ اگر مسلک اہل سنت یہی ہے کہ یزید فاسق تھا۔ اور تمام اکابر دیوبند بھی اسی مسلک کے تابع ہیں۔ تو پھر حامیانِ یزید ایک متفق علیہ مسلک اہل سنت کی کیوں پابندی نہیں کرتے؟ کیا یہ اہل سنت کے متفق علیہ عقائد کا انکار ان کے مشن کے مخصوص مقاصد میں سے ہے؟ کیا ان کے اس طرز عمل سے شیعوں کے لیے مسلک اہل سنت کو مجروح کرنے کا راستہ نہیں کھل جائے گا؟

(ماخوذ از "خارجی فتنہ، ج: ۲، ص: ۷۰۳)

(بشکریہ: مولانا عبدالجبار سلفی دیوبندی)

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ مشہور ناصبی محمود احمد عباسی کی چند عبارات پیش کر کے درج ذیل اُمور ثابت کرتے ہیں:

۱۔ یزید موسیقی کا شوق رکھتا تھا۔
۲۔ اسلام میں پہلا بڑا شکار کا کھلاڑی تھا اور اسی سلسلہ میں چیتا بھی سدھایا ہوا تھا۔
۳۔ مغنّیہ (گانے بجانے والی عورتوں کو اپنے حرم میں رکھتا تھا)۔
۴۔ سلامہ مغنیہ اپنے اَوصاف و کمالات کی وجہ سے سب پر فوقیت لے گئی تھی۔
۵۔ سلامہ کے دو عاشق تھے جن میں احوص کامیاب ہو گیا تھا۔
۶۔ یزید نے خادم کو اجازت دے دی کہ وہ احوص کو سلامہ کے پاس لے آئے۔

۷۔ سلامہ اور احوص ساری رات اکٹھے رہے۔

۸۔ خلیفہ صاحب بھی سحری تک ساری رات عشقبازی کا مظاہرہ دیکھتے رہے۔

۹۔ جب صبح دونوں نے معاشقہ کا اقرار کرلیا تو امیرالمؤمنین نے انتہائی منصف مزاجی کے تحت سلامہ کو احوص کے حوالے کردیا اور اس کو انعام واکرام سے نوازا۔

اب کوئی منصف مزاج صاحب ہمیں بتائیں کہ کیا یہی کردار ایک عادل وصالح اور خلیفہٴ راشد کا ہوتا ہے؟ کیا منصب خلافت کے یہی تقاضے ہونے چاہئیں؟ مفروضہ زہد وتقویٰ کا یہی اعلیٰ نمونہ ہے؟ ساری رات اس قسم کا نظارہ دیکھنا کیا یہ بھی خلیفہ صاحب کی نفلی عبادات میں شامل ہے؟ کیا حضرت فاروق اعظم ؓ کا یہی نمونہ تھا جس کے متعلق عباسی صاحب لکھ رہے ہیں کہ:۔ امیر یزید کو حکومت وسیاسی امور میں ہی حضرت فاروق اعظم ؓ کی پیروی کا اہتمام نہ تھا بلکہ طرز معاشرت میں بھی اُن کی پیروی کرتے، زندگی حد درجہ سادہ تھی''۔

کیا دوسرے حضرات صحابہ سے یزید کو یہی فیضان حاصل ہوا تھا جس کا ڈھنڈورا عباسی صاحب پیٹ رہے ہیں۔ اگر مذکورہ کردار والے خلیفہ کو اکابر اہل سنت والجماعت نے فاسق قرار دیا ہے تو بتائیں ان کا کیا جرم ہے۔ ایسے شخص کو عادل وصالح اور راشد خلیفہ کہنا جرم ہے یا فاسق قرار دینا۔ عبرت۔ عبرت۔ عبرت

چند صفحات کے بعد ''دیوبندی حضرات کی خدمت میں'' کے عنوان سے تحریر فرماتے ہیں:

''اسلام کے نام پر اُمت میں جتنے فرقے بنے ہیں یا بنیں گے اُن سب میں حسبِ ارشادِ رسالت ''مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ'' (وہ لوگ جنتی ہوں گے جو میرے اور میرے اصحاب کے طریقہ پر ہوں گے) اہل سنت والجماعت ہی

برحق ہیں اور دارالعلوم دیوبند اس دور میں مسلک اہل سنت والجماعت کا ہی رشد وہدایت کا ایک عظیم مرکز ہے، اللہ تعالیٰ اس کو داخلی اور خارجی فتنوں سے محفوظ رکھیں۔ آمین بجاہ خاتم النبیین ﷺ پاکستان کے دیوبندی حلقوں میں اس وقت بہت زیادہ افتراق وانتشار پایا جاتا ہے اور اس کی غالب وجہ یہ ہے کہ دیوبندی مسلک حق سے باوجود دعویٰ دیوبندیت کے انحراف کیا جا رہا ہے۔ دیوبندی حلقہ میں ہی عقیدہ حیات النبی ﷺ کے منکر پائے جاتے ہیں جو اس نظریہ کی تبلیغ میں سرگرمی دکھا رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر کے پاس درود وسلام پڑھا جائے تو آپ نہیں سنتے اور بعض غالی یہاں تک کہہ رہے ہیں کہ جو لوگ حضور ﷺ کی قبر مبارک کے پاس درود وسلام سننے کا عقیدہ رکھے وہ تھرڈ کلاس مشرک ہے۔ العیاذ باللہ حالانکہ حضور رحمت للعالمین ﷺ کے عندالقبر سماع پر اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے۔ اور اس میں حامیان یزید نمودار ہو رہے ہیں۔

موجودہ انتشار کے سدِّ باب کا یہی واحد راستہ ہے کہ اکابر دیوبند کی علمی اور اعتقادی دستاویز ''المہند علی المفند'' پر اتفاق کیا جائے اور یزید کے بارہ میں حضرات محققین دیوبند اور جمہور اہل سنت کے موقف کی حمایت وحفاظت کی جائے اور جو لوگ (علماء ہوں یا غیر علماء) مسلک اکابر دیوبند کی پیروی نہیں کرتے۔ مثلاً حیات النبی ﷺ کا انکار کرتے یا یزید کی حمایت کرتے ہیں تو ان سے انقطاع کرلیا جائے۔ اسی طرح جو افراد یا جماعتیں حضرات خلفائے راشدین، اُمہات المؤمنین، اہل بیت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارہ میں افراط وتفریط میں مبتلا ہیں (سوائے چند صحابہ ؓ کے باقی سب کے ایمان کا انکار کرتے ہیں یا تنقید وجرح سے ان کی دینی عظمتوں کو مجروح کرتے

ہیں)اور اہل سنت والجماعت کے اجماعی مسلک کی پابندی نہیں کرتے ان سے اشتراک واتحاد بھی مسلک حق کے لیے بہت زیادہ مہلک ہے۔حق تعالیٰ ہم سب کو مذہب اہل سنت والجماعت کی اتباع، خدمت اور نصرت کی ہمیشہ توفیق عطا فرمائیں آمین بجاہ امام الانبیاء والمرسلین ﷺ ۔

(شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ اور کردار یزید ص:۲۷، ۳۸)

ö ö ö

یزید کا ظلم محدثین ومؤرخین کی نظر میں

ابن تیمیہؒ نے یزید کا واقعہ اور اس کا سبب بیان کیا ہے کہ اُس نے اہل حرہ کے ساتھ جو کچھ کیا تو اُس کی (یزید کی اِس گستاخانہ جراُت کی) وجہ یہ ہوئی تھی کہ جب اہل مدینہ نے اُس کے نوابوں (نائبوں) کو اور اُس کے خاندان (رشتہ داروں) کو مدینہ شریف سے نکال دیا تھا اور اُس کی بیعت توڑ دی۔

”تو اُس نے یکے بعد دیگرے پیغام بھیجے کہ اہل مدینہ اطاعت قبول کرلیں لیکن وہ نہ مانے تو یزید نے مسلم بن عقبہ مری کو مدینہ شریف پر حملہ کے لیے بھیجا اور اُسے حکم دیا کہ جب تم غلبہ پالو، تو تین دن تک تمہیں لوٹ مار، قتل وغارتگری کی عام اجازت ہوگی اور اِس کا یہی وہ فعل ہے جس نے اُس پر لوگوں کی نکیر بڑھادی۔ اس لیے امام احمدؒ سے عرض کیا گیا کہ کیا ہم یزید کی حدیث لکھ لیں تو انھوں نے فرمایا نہیں اور اِس میں کوئی فضیلت نہیں۔ کیا یزید وہی نہیں ہے جس نے اہل مدینہ کیساتھ ناقابل ذکر بدسلوکی (ظلم وبے حرمتی) کی“۔

(منہاج السنۃ: ج۲، ص۲۵۳)

قطب العصر، پیر طریقت

حضرت مولانا سید محمد امین شاہ صاحب رحمہ اللہ

تلمیذ ومُرید شیخ الاسلام حضرت سید حسین احمد مدنی

وخلیفہ اعظم پیر سید خورشید احمد شاہ رحمہ اللہ

بانی جامعہ زکریا، مخدوم پور، ضلع خانیوال

(ترتیب: صاحبزادہ حضرت سید معاویہ امجد شاہ زید مجدہٗ)

ارشادِ باری تعالیٰ یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ (الآیۃ) کی تفسیر میں حضرت علیؓ، حضرت مجاہدؒ کے بقول لفظ امام یہاں بمعنیٰ مقتدا اور پیشوا کے ہے، آیت مبارکہ کا مفہوم ومعنیٰ یہ ہے کہ میدانِ محشر میں ہر شخص کو اُس کے راہبر وراہنما (امام) کے نام سے پکارا جائے گا، ہم سیدنا حسینؓ کی عظمت ومنقبت کو جزوِ ایمان سمجھتے ہوئے آپ کی مظلومانہ شہادت کو برحق اس لیے تسلیم کرتے ہیں کہ روزِ محشر سَيِّدُ شَبَابِ اَهْلِ الجنة وقُرَّةُ عَيْنِ اهلُ السنَّة کے اصلی متبعین ومحبین کے بارے میں جب بایں الفاظ ندا ہوگی ”حسینیو پرچم حسینؓ تلے جمع ہوجاؤ“ تو ہم جد الحسنین الکریمین کی شفاعت کی امید میں آپ کے گروپ میں شرکت کو باعثِ سعادت ونجات سمجھیں گے۔ ارشاد نبوی ہے المرء مع من احب۔ وفی روایۃٍ۔ انک مع احببت۔ مسلم۔ اور بخاری ومسلم میں تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واضح پاک ارشاد موجود ہے: اللھم انی احبہ فاحبہ واحب من یحبہ (ترجمہ) اے اللہ میں بھی حسین سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ! اور جو حسین سے محبت کرے تو اس سے بھی محبت کر، (مشکوٰۃ: باب مناقب اہل البیت: ج۲، ص:۵۶۹)۔

قائد اہل السنۃ قبلہ قاضی مظہر حسین آف چکوال کے والد گرامی علامہ کرم الدین دبیرؒ نے اپنے منظوم دعائیہ کلام میں کیا خوب کہا ہے:

دراں روزے کہ از اہوال دوزخ پر خطر باشد
شفیع من رسول پاک و صدیق وعمر باشد
بزیر ظل عثمان وعلی المرتضیٰ باشم
چرا از فتنۂ محشر مرا باك وحذر باشد
دو دست من بدامان بتول وجمله اولادش
شفیق حال زارم،سرور جن و بشر باشد

مقدمہ تفسیر عثمانی میں حضرت شیخ الہندؒ نے حضرت شاہ عبدالقادرؒ کی طرف منسوب شعر رقم کیا ہے:

روز قیامت ھر کسے باخویش دارد نامه
من نیز شوم تفسیر قرآن در بغل

ہم بھی صحابہ کرامؓ واہل بیت عظامؓ اور اولیا اللہ سے محبت کو اپنی اخروی نجات و مغفرت کا ذریعہ سمجھتے ہیں: احب الصالحین ولست منهم... لعل الله یرز قنی صلاحاً

شنیدم که در روز امید وبیم
بداں را بنیکاں ببخشد کریمؒ (سعدی)

حیرت ہے حامیان یزید پر کہ نواسۂ رسولؐ، جگر گوشۂ بتول ابن اسد اللہ الغالب سیدنا حسینؓ پر غیر صحابی (یزید المولود: ۲۷/۲۶ھ) کو ترجیح دیتے ہیں جس کے فسق وفجور پر جملہ صحابہ کرامؓ متفق تھے، کسی ایک صحابی کا اختلاف نہیں تھا پھر ائمہ مجتہدین، ائمہ اربعہ یزید کے پلید ہونے کے قائلین ہیں۔ سانحہ کربلا، واقعہ حرہ ومحاصرہ مکہ مکرمہ کے رونما ہونے کے بعد یزید کے صالح عادل ہونے کے بارے میں کسی ایک صحابی کا ایک قول بھی ذریت

یزیدیت تا قیامت پیش نہیں کر سکتی۔

ثقہ روایت کے مطابق سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ کے حکم پر یزید کو امیر المومنین کہنے والے شخص کو بیس (۲۰) کوڑے مارے گئے تھے، مستند تاریخی حقائق کی روشنی میں یزید کا فسق تواتر تک پہنچا ہوا ہے۔

حب یزید بغض حسینؓ لازم وملزوم ہیں اس لیے نظریۂ فسق یزید صرف تاریخی اور غیر ضروری معاملہ نہیں بلکہ یہ فقہی اور کلامی مسئلہ ہے جس کو محدثین اور فقہاء نے کتب عقائد و مسائل میں کما حقہٗ مدلل ومفصل درج کیا ہے، حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

بل قد کان فاسقاً۔۔۔بے شک یزید فاسق تھا۔ (البدایہ والنہایہ: ج۸، ص:۲۳۲)

سیدنا حسینؓ یزید کے فسق وفجور کی وجہ سے اُمتِ مسلمہ کے حقوق کے تحفظ کے لیے قیامِ خلافتِ عادلہ کی خاطر میدان عمل میں اترے، جن صحابہ کرامؓ نے آپ کو خروج سے منع کیا تھا اُن کے پیش نظر وہی ممکنہ خدشات وخطرات تھے جو میدان کرب وبلا میں رونما ہوئے جنہیں نہ چشم فلک بھول سکتی ہے نہ سطح زمین۔ اس لیے تو بعض صحابہ کرامؓ نے صرف فتنہ وفساد اور قتل وغارت بین المسلمین کے خوف سے خروج سے احتراز کرتے ہوئے اھون البلیتین کو برداشت کیا قبول نہیں کیا جس کی رخصت ہے اور سیدنا حسینؓ نے عزیمت پر عمل کرتے ہوئے جام شہادت نوش کرلیا۔

سیدنا حسینؓ کو اس خروج میں کسی ایک صحابی نے بھی خطی (خطا کار) قرار نہ دیا۔ (ابن خلدون)

اس وقت موجود جملہ صحابہ کرامؓ قائلین خروج یا مانعین مجتہد تھے، مجتہد معصوم نہیں تو مطعون بھی نہیں ہوتا بلکہ صواب وخطا دونوں حالتوں میں حسب حدیث بخاری ماجور ہوتا ہے۔

حضور علیه الصلوٰة والسلام کے ارشاد گرامی:

ما انا علیه واصحابی

کہ جنتی فرقہ گروہ وہ ہے جو میرے اور میرے صحابہ کے نقشِ پا پر ہو۔

کا مصداق فرقہ ناجیہ اہل السنۃ والجماعت ہے، جو سنت رسول اور جماعت رسول کے متبعین ہیں، اس دور میں صرف اکابرینِ علماءِ دیوبند ہی ہیں (کثر اللّٰہ سوادھم) فسقِ یزید اہل السنّت والجماعت کا متفق علیہ مسلک ہے اس لیے جملہ اکابرین علماءِ دیوبند کا بھی یہی عقیدہ ہے، ہم جب اکابرین ومشائخ علماءِ دیوبند کے اسماءِ گرامی کی مماتیوں اور یزیدیوں کے سامنے مسئلہ حیات النبی اور بحث فسقِ یزید میں طویل فہرست پیش کرتے ہیں تو یہ باطل گروپ فوراً کہتا ہے علماء دیوبند کی اصطلاح ترک کرو صرف اہل السنّت والجماعت کے نام پر اکتفاء کرو، ہم جواباً یہ عرض کرتے ہیں: کہ اس دور میں اکابرین علماء دیوبند کے علاوہ حقیقی اور اصلی اہل السنّت والجماعت کوئی اور ہے؟؟؟

یا تنگ نہ کر مجھے ناصح ناداں! اتنا
یا لا کے دکھا دے کمر ایسی دہن ایسا؟

تعجب ہے ان کم قسمتوں، احمقوں پر جو اپنے بڑوں کو تاریخ وحقیقت سے ناواقف تصور کرتے ہیں حالانکہ ہمارے اکابرین ومشائخ علم وعمل و جملہ اوصاف حمیدہ کمالات ظاہریہ و باطنیہ کے جامع تھے امام اولیا شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ نے ملتان جلسہ عام میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

سن لو مودودی اپنے خود ساختہ نظریہ و باطل عقیدہ کی وجہ سے گمراہ ہے اگر بالفرض ملک کے سب علماء اس سے اتحاد کرلیں بندہ پھر بھی مودودی کو گمراہ کہتا رہے گا، بندہ کے پاس دو گواہوں کی شہادت حرفِ آخر ہے ایک حضرت شیخ مدنیؒ اور دوسرے حضرت اقدس رائپوریؒ اُنہوں نے گمراہ کہا ہے اور ان کی گواہی سب پر بھاری ہے کیونکہ یہ وہ ہیں جو اپنے باطنی نور سے روحانی طور پر اللہ تعالیٰ سے رابطہ کرکے بتلا

سکتے ہیں کہ کون حق پر ہے اور کون غلط ہے۔ اس لیے بزعم خویش نام نہاد نئے روشن خیال محققین اپنے اسلاف پر اعتماد کریں اور تیرہ سو سال (١٣٠٠) سے ملت اسلامیہ کے مسلمہ اور غیر متنازعہ مسائل میں اغیار کی تائید کرتے ہوئے اپنی دنیا و عقبیٰ خراب نہ کریں۔

ایں چہ شور یست کہ در دور قمر می بینم
ہمہ آفاق پر از فتنہ و شر می بینم
ابلہاں را ہم شربت زگلاب و قند است
قوت دانا ہمہ از خون جگر می بینم
اسپ تازی شدہ مجروح بہ زیر پالاں
طوق زریں ہمہ درگردن خر می بینم

والی اللہ المشتکی، وافوض امری الی اللہ، ومنہ التوفیق والا ستعانۃ

فتنہ یزید کے متعلق حضور نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئی

امام ابو یعلیٰؒ اپنی مسند میں روایت کرتے ہیں کہ ہم سے حکم بن موسیٰ نے حدیث بیان کی اور وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ولید نے اوزاعی سے حدیث نقل کی، اوزاعی مکحول سے راوی ہیں اور مکحول حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”میری امت کا معاملہ ٹھیک چلتا رہے گا تا آنکہ بنی امیہ میں سے ایک شخص جس نام یزید ہے سب سے پہلے اس میں رخنہ ڈالے گا“۔

(لسان المیزان: ص ٢٩٣، ٢٩٤، ج ٦، ترجمہ یزید بن معاویہ بن ابی سفیان الاموی)

شیخ المشائخ، قطب الاقطاب
حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمہ اللہ
کا مسلک و موقف

(ترتیب۔ میاں رضوان نفیس)

حضرت شاہ صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ :

کربلا کے دن حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد نرینہ میں سوائے حضرت امام زین العابدینؒ کے کوئی مرد باقی نہ بچا پھر اللہ تعالیٰ نے اس ایک سے پوری دنیا میں حضور نبی کریم ﷺ کی اولاد کو پھیلا دیا اب اس وقت دنیا کا کوئی کونا ایسا نہیں جہاں اہل بیت کا کوئی فرد موجود نہ ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ ''الحسن والحسین ریحانتای من الدنیا'' اس کا ترجمہ امام اہل سنت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ نے یوں کیا ہے ''حسن اور حسین میری دنیا کی بہار ہیں''۔ اس ایک بچے امام زین العابدینؒ سے پوری دنیا میں آپ ﷺ کی اولاد کی بہار پھیلی ہوئی ہے۔ اور یزید کا کوئی نام لیوا نہیں ہے جسے کہا جائے کہ یہ یزید کی اولاد میں سے ہے۔

حضرت رحمہ اللہ فرماتے تھے:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس اعلیٰ طبقے میں ہے جن کو حق تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ''نجباء'' (خاص برگزیدہ اصحاب) اور ''رقباء'' (جو آپ کے احوال کے نگران ہوں) میں داخل فرمایا ہے۔ چنانچہ جامع ترمذی میں ہے:

عن علی قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان

لکل نبی سبعة نجباء و رقباء و أعطيت أنا اربعة عشر قلنا من هم؟ قال أنا و ابنای و جعفر و حمزة و ابوبکر و عمر و مصعب بن عمير و بلال و سلمان و عمار و عبدالله بن مسعود و أبو ذر و المقداد.

(رواہ الترمذی: مشکوٰۃ: ص،۵۸۰، ج۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کے سات نجباء اور رقباء ہوئے ہیں اور مجھے حق تعالیٰ نے چودہ عنایت فرمائے ہیں۔ ہم نے عرض کیا یہ کون کون حضرات ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں (یعنی حضرت علیؓ) اور میرے دونوں بیٹے (حسن و حسین رضی اللہ عنہما) جعفر، حمزہ، ابوبکر، عمر، مصعب بن عمیر، بلال، سلمان، عمار، عبداللہ بن مسعود، ابوذر اور مقداد (رضی اللہ عنہم)۔

''نجیب'' کے معنی برگزیدہ اور ''رقیب'' کے معنی نگران احوال کے ہیں۔ شیخ اجل عبدالحق محدث دہلویؒ ''اشعۃ اللمعات'' میں اس حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں:

ازیں معلوم میشود کہ درین چہاردہ بحسب نجابت و رقابت خصوصیتے است کہ در دیگراں نیست۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان چودہ کے چودہ بزرگوں کو نجابت ورقابت کے اعتبار سے وہ امتیاز وخصوصیت حاصل ہے جو اوروں کو نہیں ہے۔

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ سے یزید کے متعلق سُنے ہوئے فرمودات میں سے چند ایک یہاں پیش قارئین ہیں جن سے اندازہ ہوگا کہ حضرت شاہ صاحبؒ یزید کے بارہ میں اپنے اکابر واسلاف کے پیرو ہیں حضرت شاہ رحمہ اللہ نے ایک مجلس میں فرمایا:

ایک حدیث پاک میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بیشک اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو اس شخص پر حرام کر دیا ہے، جس نے اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کے لیے ''لا الہ الا اللہ'' کہا''

اب ظاہر ہے کہ حدیث پاک اسی صورت پر محمول ہے کہ صدق دل سے ''لَا الٰہ الا اللّٰہ'' کہنے کے بعد اس کے تقاضے بھی پورے کرے۔ یہ نہیں کہ ایک مرتبہ اخلاص سے پڑھ لیا تو سو خون معاف ہو جائیں گے اب جو چاہے کرتا پھرے۔ تعجب ہے کہ حامیان یزید اس کی منقبت میں یہ حدیث مبارک کیوں پیش نہیں کرتے۔ حالانکہ غزوہ قسطنطنیہ میں تو صرف ''مغفورٌ لھم'' کے الفاظ ہیں اور اس حدیث میں صراحتاً دوزخ کے حرام ہونے کی تصریح ہے۔

یزید کے حمایتی اس کی منقبت میں حدیث قسطنطنیہ کو بڑی شد و مد کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ اول تو یزید جس لشکر میں شریک ہوا وہ آخری لشکر ہے نہ کہ اول، اور دوسرا یہ ہے کہ یزید ''غزوہ قسطنطنیہ'' میں بخوشی خاطر شریک ہی نہیں ہوا، جو اس بشارت کا مستحق ہو اور اگر بالفرض یہ مان لیا جائے کہ وہ بغیر کسی جبر و اکراہ کے اپنی خوشی سے شریک ہوا تھا تب بھی اس بشارتِ مغفرت کا تعلق اس کے ان گناہوں سے ہوگا جو اب تک اس سے سرزد ہوئے تھے، اور جو معاصی اور جرائم اس ''غزوہ قسطنطنیہ'' کے بعد اس سے سرزد ہوئے ہیں ان کی مغفرت کا اس بشارت سے کوئی تعلق نہیں وہ اس کے ذمہ باقی ہیں۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ اس سلسلہ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے رسالہ ''حدیث قسطنطنیہ اور مغفرت یزید'' اور صدر مفتی دارالعلوم دیوبند مفتی مہدی حسنؒ کے رسالہ ''حقیقتِ یزید'' کو بھی بڑا اہم قرار دیتے تھے۔ (ہمارے ادارہ کی طرف سے حدیث قسطنطنیہ پر اکابر کی آراء پر مشتمل ایک کتاب جلد ہی شائع ہو رہی ہے، انشاء اللہ العزیز)

یزید کے کردار کی باقی خرابیوں کو اگر نظر انداز بھی کر دیا جائے تو پھر بھی ''واقعہ

کربلا''، ''خانہ کعبہ'' اور ''مسجد نبوی شریف'' کی بے حرمتی، ''صحابہ کرامؓ کا قتل''، ''ان کے اہل خانہ کی حرمت کی پامالی'' جیسے قبیح اور خوفناک جرائم اس کے سیاہ کارنامے ہیں ان سے کیسے صرفِ نظر کیا جائے؟

حضرت شاہ صاحبؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ جب کوفہ جانے کے ارادے سے نکلے تو بہت سے حضرات نے نہ جانے کے متعلق مشورہ دیا اس وجہ سے کہ وہ اُن ظالموں سے کوئی نیک امید نہیں رکھتے تھے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ان کی خدمت میں جواب پیش کیا کہ میں نے خواب میں اپنے نانا جی ﷺ کو دیکھا ہے انہوں نے مجھے ایک امر کا حکم دیا ہے میں ضرور جاؤں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھ ہی کو دیکھا (اور یہ بات سب سے زیادہ صادق آتی ہے صحابہ کرامؓ اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم پر)۔ (اُسد الغابہ)

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ:

''جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے نکلے تو اس وقت کوفہ کے گورنر صحابی رسول حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ تھے۔ یزید نے اطلاع ملنے پر اپنے نصرانی مشیر سرجون سے مشورہ کیا تو اس نے مشورہ دیا کہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو بدل کر ابن زیاد کو مقرر کر دو کیونکہ نعمان صحابی ہونے کی وجہ سے سختی نہ کر سکے گا''۔ (الوزراء والکتاب۔ جہشیاری)

یزید نے اس نصرانی مشیر کے مشورہ پر عمل کیا اور ابن زیاد کو مقرر کر کے ہر طرح کا اختیار اس کو دے دیا پھر جس کے بعد کربلا کا روح فرسا واقعہ رونما ہوا۔ اتنا بڑا حادثہ گزرنے کے باوجود یزید نے نہ تو ابن زیاد کو برطرف کیا اور نہ ہی کسی سے کوئی مواخذہ کیا۔

حضرت شاہ صاحب ؒ فرماتے تھے کہ:

حضرت حسین ؓ عین یزید کے معرکہ میں شامی فوجوں کو للکار کر کہتے تھے، کہ میری دعوت وحیثیت کو تم لوگ ان صحابہؓ سے معلوم کرو جو میرے ساتھ نہ ہونے کے باوجود صورت حال سے اچھی طرح واقف ہیں، یزید اور میرے حالات کو جانتے ہیں۔

اس سلسلہ میں حضرت شاہ صاحب ؒ مشہور مؤرخ علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون کی کتاب ''تاریخ ابن خلدون'' کے مقدمہ کے حوالہ سے یوں بیان فرماتے تھے:

''جس وقت حسین ؓ کربلا میں جنگ کر رہے تھے، اپنی فضیلت واہلیت اور برحق ہونے پر ان ہی صحابہؓ کو گواہ بناتے تھے، اور مقابل فوجیوں سے کہتے تھے کہ تم لوگ جابر بن عبداللہ، ابوسعید خدری، انس بن مالک، سہل بن سعد، زید بن ارقم (ؓ) اور ان جیسے دوسرے صحابہ سے پوچھ لو۔'' (مقدمہ ابن خلدون)

ان ہی واقعات وحقائق کی روشنی میں علامہ ابن خلدون نے نہایت واضح الفاظ میں یزید کے مقابلہ میں حضرت حسین ؓ کے خروج کو برحق قرار دے کر ان کو شہیدِ مثاب، وقتیلِ برحق قرار دیا ہے، اور قاضی ابوبکر بن العربی مالکی اندلسی صاحبِ ''العواصم من القواصم'' کا شدومد سے رد کر کے ان کی غلطی کو بیان کیا ہے، اور یزید کی کارستانیوں کو اس کے فسق وفجور کے لیے مؤکد بتایا ہے لکھتے ہیں:

''یزید کی یہ حرکت بلاشبہ سخت اَعمال فاسقہ میں شمار تھی نہ کہ مشروع، کیونکہ باغیوں کے ساتھ لڑنے کی شرط صحابہؓ کے نزدیک یہ ہے کہ مسلمان امام عادل کے ساتھ ہو کر لڑیں۔ اور یہاں پر امام عادل مفقود تھا۔ وہ یزید کو

ہرگز عادل نہ سمجھتے تھے کہ اس قتال کو جائز رکھتے، پس ان کے نزدیک امام حسین ؓ کو یزید کے ساتھ لڑنا نہ چاہیے تھا، تاکہ یزید کو آپ پر فوج کشی کا موقع حاصل نہ ہوتا۔ بلکہ یزید نے جو کچھ کیا ان کے نزدیک سخت ترین فاسق تھا۔ اور حضرت امام حق واجتہاد پر تھے اور شہید ومثاب قتل ہوئے اور جو صحابہؓ یزید کے پاس رہے وہ بھی حق واجتہاد پر تھے۔ قاضی ابوبکر بن العربی المالکی نے اس مسئلہ میں سخت غلطی کی ہے کہ اپنی کتاب ''العواصم من القواصم'' میں لکھ دیا کہ امام حسین ؓ اپنے نانا کی شریعت پر قتل کیے گئے قاضی نے اس لیے غلطی کی اسے معلوم نہ تھا کہ باغیوں سے لڑنے کے لیے امام عادل ہونا شرط ہے اور حضرت امام حسین ؓ سے زیادہ آپ کے زمانہ میں اہل الرائے سے لڑنے کے لیے امامت وعدالت کے بارے کون سا شخص زیادہ احق تھا، یا ہو سکتا ہے پھر محض ایک فاسق وفاجر کی رائے سے آپ کے قتل ہونے کو کیوں کر کہا جا سکتا ہے کہ شریعت محمدیؐ پر آپ قتل کیے گئے۔'' (مقدمہ ابن خلدون)

علامہ ابن تیمیہؒ نے حضرت حسین ؓ کے مقابلہ میں یزیدی فوجوں کو ظالم وباغی قرار دیتے ہوئے آپ کو شہید مظلوم بتایا ہے، اور یزیدی فوجوں کو ان کے قتل کا مجرم گردانا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

''بلکہ ان ظالموں سرکشوں نے رسول اللہ ﷺ کے نواسے پر قبضہ پالیا یہاں تک کہ آپ کو ظلماً قتل کر کے شہید مظلوم بنا دیا۔'' (المنتقی ص: ۲۸۷)

حضرت شاہ صاحب ؒ فرمایا کرتے تھے کہ:

''جن قتلوں کے فیصلے دنیا میں نہیں ہوئے ان کے فیصلے آخرت میں ہوں گے اور حضرت حسین ؓ کے قتل کا فیصلہ بھی آخرت میں ہوگا اور اس

قتل کے مدعی خود حضور نبی کریم ﷺ ہوں گے۔"

اے کربلا کی خاک اس احسان کو نہ بھول
کہ تڑپی ہے تجھ پہ لاش جگر گوشۂ بتول
اسلام کے لہو سے تیری پیاس بجھ گئی
سیراب کر گیا تجھے خونِ رگِ رسول

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ مزید فرمایا کرتے تھے:

"ابن زیاد نے حضرت علی زین العابدین جو بیمار ہونے کی وجہ سے کربلا میں زندہ بچ گئے تھے کے متعلق قتل کا حکم دیا تو ان کی پھوپھی بی بی زینبؓ اپنے بھتیجے کے سامنے کھڑی ہوگئیں اور بولیں کہ" ابھی ہمارے خون سے تمہارا دل نہیں بھرا کہ اس معصوم اور بیمار کو بھی قتل کرنا چاہتے ہو اگر ایسا کرنا ہے تو پہلے مجھے قتل کرو"، اس جرأت پر ابن زیاد خاموش ہوگیا۔"

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ یزید کے اخلاق و کردار اور اس کے ہم مجلس افراد کی گھٹیا ذہنیت کو مزید آشکارا کرتے ہوئے فرماتے:

"فاطمہ بنت علی کہتی ہیں کہ جب ہم یزید کے سامنے لا کر بٹھائے گئے تو ایک سرخ رنگ کا نیلی آنکھوں والا شامی کھڑا ہوا اور میری طرف اشارہ کر کے کہنے لگا امیر المومنین! یہ لڑکی مجھے عنایت کر دیجیے، یہ سن کر میں خوف سے کانپنے لگی کہ شاید یہ ان کے لیے جائز ہے، میں نے اپنی بہن کی چادر پکڑ لی، وہ مجھ سے بڑی تھیں زیادہ سمجھدار تھیں جانتی تھیں کہ یہ بات نہیں ہو سکتی، انہوں نے گرج کر کہا! تو کمینہ ہے نہ تجھے اس کا اختیار ہے نہ اسے (یزید) اس کا حق ہے۔ اس جرأت پر

یزید کو غصہ آ گیا کہنے لگا! تو جھوٹ بکتی ہے واللہ مجھے یہ حق حاصل ہے اگر چاہوں تو ابھی کر سکتا ہوں زینب نے کہا واللہ! ہرگز نہیں خدا نے تجھے ہرگز یہ حق نہیں دیا یہ دوسری بات ہے کہ تم ہمارے نانا ﷺ کی ملت سے نکل جاؤ اور ہمارا دین چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کر لو۔

اس بات پر یزید اور بھی خفا ہوا، کہنے لگا میرے سامنے تم یہ کہتی ہو، دین سے تیرا باپ علی اور تیرا بھائی حسین نکل چکا ہے۔ زینب نے بلا تامل جواب دیا اللہ کے دین سے، میرے نانا ﷺ کے دین سے، میرے باپ کے دین سے، میرے بھائی کے دین سے تو نے، تیرے باپ نے، تیرے دادا نے ہدایت پائی ہے۔ یزید چلایا! اے دشمنِ خدا تو جھوٹی ہے۔ زینب بولی تو زبردستی حاکم بن بیٹھا ہے، ظلم سے گالیاں دیتا ہے، اپنی قوت سے مخلوق کو دباتا ہے۔ فاطمہ بنت علی کہتی ہیں یہ گفتگو سن کر شاید یزید شرمندہ ہو گیا کیونکہ پھر کچھ نہ بولا۔

(تاریخ طبری، ج:۵)

یہ ہے یزید کی حکومت، یہاں خدائے بزرگ و برتر کے بعد اس کائنات کی سب سے معزز اور بزرگ ہستی حضور نبی کریم ﷺ کے خاندان عالیشان کے ساتھ یہ سلوک ہوا کہ ان کے جوانوں اور بچوں کو تہہ تیغ کیا اور آبرو پر گندی نظر ڈالی گئی۔ بیت اللہ شریف پر سنگ باری کی اور وہاں آگ لگائی گئی، مسجد نبوی شریف میں گھوڑے دوڑائے گئے، ریاض الجنۃ میں گھوڑے لید اور پیشاب کرتے رہے، ان مبارک مقامات پر نماز پڑھنے سے روک دیا گیا، اور صحابہؓ و صحابیاتؓ کے مقدس خانوادوں کی عزت و حرمت کو پامال کیا گیا، اور مخدرات عصمت کی عصمت دری کی گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

خدا گواہ ہے کہ یہ الفاظ لکھنے سے پہلے کتنی دفعہ سوچا گیا لکھا اور مٹایا گیا قلم کو دل و دماغ کی کیفیت اور جذبات کی ترجمانی کا یارا نہ تھا۔ کہ اس داستانِ غم والم کو کس طرح صفحہ قرطاس پہ منتقل کیا جائے۔ اسی بات کو شیخ نور الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ اس دلسوزی کے ساتھ تحریر فرماتے ہیں:

"اس قضیہ جاں گسل کو بیان کرنے میں جگر پانی پانی ہو گیا اور قلم ہاتھ سے گر پڑا۔ کسی مسلمان کے حوصلہ سے یہ باہر ہے کہ اس کی طرف اشارہ بھی کر سکے۔" (تیسیر القاری، ج:۳، ص:۴۶۴)

مگر کیا کیا جائے اس فتنہ پردازی کا جس کی اساس سراسر دروغ گوئی اور ملمع سازی پر مبنی ہے اور جو لوگوں کے ایمان کو غارت کرنے کے درپے ہے۔ ان لوگوں کے سامنے اس کی اصل حقیقت کو واضح کرنا بھی ایمانی تقاضا اور وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔

می کشد شعلہ سرے از دل صد پارۂ ما
جوشِ آتش بود امروز بہ فوارۂ ما

(ترجمہ: ہمارے دلِ صد پارہ کے ہر ٹکرے سے ایک شعلہ بھڑک رہا ہے۔ ہمارے فوارہ دل میں آج آگ کے شعلوں جیسی گرمی ہے۔)

کیا حضور رحمۃ للعالمین ﷺ سے یہی محبت اور وفا ہے کہ اس شخص کی حمایت کی جائے جس نے یہ سب ظلم کیا، اور یاد رکھو "ظالم کی حمایت اصل میں اس کے ظلم کی حمایت ہے" یزید وہ آدمی ہے (اِس کی حمایت کرنے والے اس بات کو یاد رکھیں کہ یزید بے توبہ کے مرا کیونکہ جس وقت اُس کی فوجیں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر ظلم وستم ڈھا رہیں تھیں اُسی وقت ادھر یزید کی موت واقع ہوگئی اس لئے اس کو تو توبہ کی بھی توفیق نہ ملی اور وہ اس ظلم کے دوران ہی مر گیا۔) جس کے فاسق و فاجر ہونے میں صحابہؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، سلف صالحینؒ اور کسی بھی زمانے میں کسی بھی صحیح العقیدہ بزرگ کو اختلاف نہیں رہا بس اگر فرق ہے تو صرف

اتنا کہ بعض اس کے کفر کے قائل ہیں اور بعض لعنت کے۔ اہلِ سنت کے نظریہ کے مطابق تمام اکابر علماء دیوبند فسقِ یزید کے قائل اور اور اس کے کفر میں توقف اور لعنت بھیجنے میں احتیاط برتتے ہیں۔ (لعنت بھیجنے میں احتیاط سے مراد یہ نہیں کہ وہ قابلِ لعنت نہیں)۔

خدارا ! آقائے پاک ﷺ کی تربیت شدہ اور صحبت یافتہ اولاد کو برا ثابت کرنے کی گمراہی میں مبتلا ہو کر آپ ﷺ کو تکلیف تو نہ پہنچاؤ اور جو کوئی اس دل آزاری سے باز نہ آئے تو پھر اس کے وبال کے متعلق اللہ پاک نے قرآنِ مجید میں جو سخت وعید فرمائی ہے اسی کو پڑھ۔ سُن کر نصیحت پکڑ لو اور توبہ کر لو:

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا .

(ترجمہ: جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف پہنچاتے ہیں، اللہ نے دنیا اور آخرت میں ان پر لعنت کی ہے، اور ان کے لیے ایسا عذاب تیار کر رکھا ہے جو ذلیل کر کے رکھ دے گا)

(سورۃ الاحزاب: آیت:۵۷)

اب بھی وقت ہے اپنے کیے پر غور کرو کہ قیامت کے دن کس منہ سے شافع محشر ﷺ کا سامنا کرو گے اور کیسے ان سے ان کی شفاعت چاہو گے۔ ذرا ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچو کہ ہم کہاں کھڑے ہیں اور ہمارا رخ کس طرف ہے اور ایسا ظلم جو دجل وفریب اور دھوکہ دہی پر مبنی ہے، اس کو روا رکھ کر اپنا اور دوسروں کا ایمان تو برباد نہ کرو۔ اب بھی وقت ہے سمجھ جاؤ عاقبت نا اندیش نہ بنو۔

اگر نہ دیدی تپیدن دل
شنیدنی بود نالہ ما

(ترجمہ: اگرچہ تو ہمارے دل کی تڑپ کو نہ دیکھ سکا۔ کم از کم ہماری فریاد ہی سن لی ہوتی۔ وہ اتنی پراثر تھی کہ ماحول کی کوئی چیز اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔)

ö ö ö

واقعہ حرہ میں یزیدی فوج کے مظالم حافظ ابن کثیرؒ کے الفاظ میں

واقعہ حرہ کے مظالم کو بیان کرتے ہوئے حافظ ابن کثیرؒ کے قلم سے یہ الفاظ نکلتے ہیں:

اور بے شک یزید نے مسلم بن عقبہ کو یہ حکم دے کر کہ ”تو تین دن تک مدینہ منورہ کو تباہ و تاراج کرنا“، فحش غلطی کی ہے، یہ نہایت بڑی اور فاحش خطا ہے اور اس خطا کے ساتھ صحابہ کرامؓ اور اولاد صحابہ کی ایک خلقت کا قتل اور شامل ہو گیا ہے اور سابق میں گزر چکا ہے کہ عبیداللہ بن زیاد کے ہاتھوں حضرت حسینؓ اور ان کے اصحاب کو شہید کر دیا گیا اور ان تین دنوں میں مدینہ نبویہ میں وہ عظیم مفاسد برپا ہوئے جو حد شمار سے باہر ہیں اور جن کا بیان کرنا بھی ممکن نہیں۔ بس اللہ تعالیٰ کے علاوہ ان کا پورا علم کسی کو نہیں۔ یزید نے تو مسلم بن عقبہ کو بھیج کر اپنی بادشاہی اور سلطنت کو مضبوط کرنا چاہا تھا اور اس کا خیال تھا کہ اب بلا انزاع کے اسکے ایام سلطنت کو دوام نصیب ہوگا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس کی مراد کو الٹ کر اسے سزا دی۔ اس کی ذات عالی یزید کے اور اس کی خواہش کے درمیان حائل ہوگئی (کہ اس کی تمنا پوری نہ ہو سکی) چنانچہ اللہ عزوجل نے جو ظالموں کی کمر توڑ کر رکھ دیتا ہے اس کی کمر بھی توڑ ڈالی اور اسی طرح اس کو دھر پکڑا جس طرح کہ ہر چیز پر غالب اور اقتدار والا پکڑا کرتا ہے ”اور ایسی ہی ہے پکڑ تیرے رب کی جب پکڑتا ہے بستیوں کو اور وہ ظلم کرتے ہیں، بے شک اس کی پکڑ دردناک ہے شدت کی“۔ (البدایہ والنہایہ: ج ۸، ص ۲۲۲)

مفسرِ قرآن، امین علوم ولی اللہی
حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان صاحب سواتی رحمہ اللہ

بانی جامعہ نصرت العلوم گوجرانوالہ

دسویں محرم کو امام حسینؓ اور اُن کے بیٹوں سمیت چوبیس افرادِ خانہ کو مظلومیت کے ساتھ شہید کر دیا گیا، صرف ایک بیٹے کو اللہ پاک نے بچا لیا حقیقت یہ ہے کہ اس واقعہ میں بڑی زیادتی ہوئی اور اس سانحہ کے ذمہ دار افراد نا قابلِ معافی ہیں، ان کی طرف داری کرنے والے خواہ کچھ بھی کہیں غلط ہے، کیونکہ غلط بات ہمیشہ غلط ہوتی ہے۔ یزید نے ظلم کیا اس کے گورنر اور لشکریوں نے ظلم کیا ہم یزید کے طرفدار نہیں، اگر وہ کسی ٹربیونل کے ذریعے اس غم انگیز واقعہ کی تحقیقات کراتا اور مجرموں کو سزا دیتا تو اس کا نام تاریخ میں بری الذمہ ہو جاتا مگر اس نے یہ نہیں کیا بلکہ ایسی ویسی باتیں کر کے معاملے کو ختم کر دیا، اس سے بات ختم نہیں ہوتی کیونکہ یہ ایک غیر معمولی واقعہ تھا۔ (خطباتِ سواتی: ج ۲، ص ۲۴)

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ اپنے درسِ قرآن میں فرماتے ہیں کہ:

یزید فاسق و فاجر تھا۔ (تفسیر دروس القرآن: ص ۳۴۳)

(بشکریہ: حضرت مولانا محمد فیاض خان سواتی مہتمم جامعہ نصرت العلوم، فرزندِ ارجمند حضرت مولانا عبدالحمید خان سواتیؒ)

ö ö ö

امام اہل سنت، شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر رحمہ اللہ

کا مسلک وموقف

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرع متین اس بارہ میں کہ اکابر اہل السنۃ اور اسلاف دیوبند کا یزید کے بارہ میں کیا نظریہ ہے؟ وہ خلیفہ راشد تھا یا نہیں؟ اور اس کو فاسق وپلید کہنا کیسا ہے؟ نیز واقعہ کربلا اور واقعہ حرہ میں یزید ملوث تھا یا نہیں؟ واضح فرما کر ممنون فرمائیں۔ بینوا وتوجروا

سائل عبدالقیوم طاہر، عرفات ٹاؤن گوجرانولہ

الجواب ومنہ الصدق والصواب

(۱) آج تک کسی نے یزید کے دورِ حکومت کو خلافت راشدہ میں شمار نہیں کیا اور نہ ہی اس کو خلیفہ راشد کہا ہے۔

(۲) تاریخی حقائق کی روشنی میں یزید کا فسق تواتر تک پہنچا ہوا ہے، اس بنا پر علماء محدثین نے اس کے فسق کا اظہار کیا ہے، مشہور حنفی عالم علامہ ابوبکر الجصاص نے احکام القرآن میں یزید کے فسق کا اظہار کیا ہے (ملاحظہ ہو، احکام القرآن ص:۱۱۹) مذہب حنفی کے بلند پایہ محدث حضرت ملا علی قاریؒ نے فسق یزید کا اظہار کیا (ملاحظہ ہو شرح فقہ اکبر ص:۸۸) اکابر علماء دیوبند میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے یزید کو ظالم اور پلید لکھا ہے (ملاحظہ ہو، فیوض قاسمی ص:۳۲ واجوبہ اربعین، ص:۳، ج:۲ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے یزید کو فاسق لکھا ہے (ملاحظہ ہو، فتاویٰ رشیدیہ: ص:۱۰، ج:۱) حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے یزید کو فاسق لکھا ہے۔ (ملاحظہ ہو، امداد الفتاویٰ: ص:۴۱۶، ج:۴)

(۳) واقعہ کربلا اور واقعہ حرہ یزید کے دورِ حکومت میں ہی ہوئے اس لیے اس کو ان واقعات سے بالکل علیحدہ نہیں کیا جاسکتا، ان کی ذمہ داری اسی پر آتی ہے، کیونکہ ان واقعات

میں ملوث کسی کو اس نے سزا نہیں دی، واللہ اعلم بالصواب.

احقر عبدالشکور عفا اللہ عنہ

الجواب صواب دارالافتاء مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

ابوالزاہد محمد سرفراز ۷/۲/۱۴۰۸ھ

صدر مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

مہر دارالافتاء مدرسہ نصرۃ العلوم ۷ صفر ۱۴۰۸ھ یکم اکتوبر ۱۹۸۰ء

(مجلہ صفدر شیخ المشائخ نمبر ص:۶۱۹)

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحبؒ اپنی کتاب ''آنکھوں کی ٹھنڈک'' میں ایک جگہ ارقام فرماتے ہیں کہ :

مستدرک: ج:۳، ص:۵۲۲، میں روایت آتی ہے کہ حضرت معقلؓ بن سنانؓ اور حضرت مسلمؓ بن عقبہؓ کی آپس میں ایک مرتبہ ملاقات ہوئی، حضرت معقلؓ نے یزید کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

انی خرجت کرھالبیعۃ ھذا الرجل .

میں اُس شخص کی بیعت کرنے کے لیے مجبوراً نکلا ہوں۔

حالانکہ وہ شراب بھی پیتا اور حرم میں زنا بھی کرتا ہے۔

(آنکھوں کی ٹھنڈک: ص،۱۴۶)

ò ñ ï

یزید کی بدکرداری

علامہ ابن حجر مکی نے ''الصواعق المحرقۃ'' میں بصراحت لکھا ہے:

اور اس کو مسلمان کہنے کے باوجود (یہ حقیقت ہے) کہ وہ فاسق تھا، شریر تھا، نشہ کا متوالا تھا، ظالم تھا۔ [ص۱۳۳]

وکیل صحابہؓ واہل بیتؓ

حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری شہید رحمہ اللہ

سرپرست سپاہ صحابہؓ (کالعدم) پاکستان

حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ کے متعلق حضرت حیدریؒ فرماتے تھے کہ وہ ''حجة الله فی الارض'' ہیں اور یزید کے متعلق فرماتے تھے کہ میرا وہی نظریہ ہے جو حضرت قاضی صاحبؒ کا ہے۔

(مجلہ صفدر: ش:۱۳/۱۲: ص:۶۶)

(نوٹ: حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ یزید کو فاسق و فاجر اور قاتلِ حضرت حسینؓ فرماتے ہیں، حضرت قاضی صاحبؒ کا مؤقف اسی کتاب کے صفحہ ۲۵۹ پر موجود ہے، اور قاضی صاحبؒ کی مایہ ناز تصنیف ''خارجی فتنہ'' فسق یزید پر ایک مستقل تصنیف ہے)

علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ کا معمول مبارک تھا کہ جب بھی کوئی شخص (علامہ صاحب کو ملنے والا) خیر پور میرس سے ملتان یا آس پاس کے علاقہ میں آتا تو علامہ شہیدؒ اس کے ہاتھوں اپنے استاذ محترم حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ کے لیے کوئی نہ کوئی ہدیہ ضرور بھیجتے، خصوصا کھجور کے موسم میں اپنے علاقے کی کھجور ضرور بھیجتے تھے۔

ایک دفعہ گرمیوں کے زمانہ میں ایک شخص خیر پور سے آیا اور علامہ شہیدؒ کی طرف سے کھجور کا ہدیہ پیش کیا، اور ساتھ ہی آنے والے نے یہ خبر بھی دی کہ حضرت علامہ شہیدؒ ''یزیدی'' ذہن رکھتے ہیں۔ استاذِ محترم مولانا اوکاڑویؒ نے جب یہ سنا تو ناراضگی کا اظہار فرمایا اور آیا

ہوا ہدیہ بھی واپس بھیج دیا۔ جب علامہ صاحب کو اس کی اطلاع ملی تو استاذِ محترم کو یقین دلایا کہ دیگر مسائل کی طرح اس مسئلہ میں بھی مَیں اکابر دیوبند کا متبع ہوں ان سے قطعاً الگ نہیں ہوں، میرا بعینہ وہی نظریہ ہے جو ہمارے اکابر دیوبند کا ہے (تمام اَکابر علماءِ دیوبند فسقِ یزید کے قائل اور اس کے کفر میں توقف اور لعنت بھیجنے میں احتیاط برتتے ہیں) ان کی طرف سے اس وضاحت کے بعد استاذِ محترم نے ان کا ہدیہ قبول فرمایا۔ (مجلہ صفدر: ش:۱۳/۱۲: ص:۷۲)

ö ö ö

حدیث مبارک کی رُو سے یزید کی بدبختی

حضرت سائب ابن خلاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جس شخص نے اہل مدینہ کو خوفزدہ کیا اللہ عزوجل اسے خوفزدہ کرے گا اس پر اللہ کی لعنت اور لوگوں اور سب فرشتوں کی لعنت اللہ تعالیٰ اس سے نہ اس کی توبہ قبول کرے گا اور نہ اس کا فدیہ قبول کرے گا''۔ (مسند الامام احمد: ج۴، ص۵۵،۵۶)

ساری دنیا جانتی ہے کہ اہل مدینہ پر یزیدی فوج نے یزید کے حکم پر حملہ کیا اور تین دن تک مدینہ منورہ کو ہر ظلم وزیادتی کے لیے جائز قرار دیا۔ سینکڑوں صحابہؓ وتابعینؒ کو شہید اور ان کی عورتوں اور بچوں کو ظلم کا نشانہ بنایا گیا اور مسجد نبوی شریف میں تین دن تک اذان ونماز تک نہ پڑھنے دی گئی، حتی کہ روضہ مبارکہ اور ریاض الجنۃ کو یزیدی فوج کے گھوڑوں کے لیے جولان گاہ بھی بنادیا گیا، اور وہ وہ ظلم ہوئے کہ جن کو لکھتے ہوئے قلم بھی شرم سے پانی پانی ہوجائے۔ **ذرا غور کریں** کہ ان حالات میں اہل مدینہ کیونکر خوفزدہ نہ ہوئے ہوں گے؟ نتیجہ آپ کے سامنے ہے.........!

خواجۂ خواجگان

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کا مسلک و مؤقف

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے حق پر ہونے اور یزید کے ظلم کا اظہار جس دردِ دل سے کیا ہے اور آخری سطر میں جو تنبیہ فرمائی ہے وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے اور حضرتؒ کے متعلقین، متوسلین، منتسبین، مسترشدین اور تمام مسلمانوں کے لیے مشعل راہ ہے۔

اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

"عدل وانصاف اور رعایا کے مال وجان وعزت وآبرو کی حفاظت وقت کے ہر حکمران کے ذمہ لازم ہے۔ اور لازم رہی ہے۔ جو حکمران اپنی رعایا میں عدل وانصاف قائم نہیں رکھ سکتا اور ظلم وستم اور جور وجبر کو نہیں روک سکتا۔ سارے کا سارا ظلم وستم اور ناانصافی جو اس کے ملک میں روا رکھا جائے گا اس کا وہ پوری طرح ذمہ دار اور حصہ دار ہے۔

تمام اہل حق امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات والتحیۃ کے نزدیک اُس وقت حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ساری امت میں افضل اور بہترین تھے لہٰذا جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ یزید اور اس کے کارپردازوں کی طرف سے اُن کو میدان کربلا میں انتہائی سفاکی سے تختہ مشق ظلم وستم بنانا اور امام عالی مقام اور ان کے رفقاء کرام کو ناحق قتل کرنا ایسا گھناؤنا جرم ہے جس کا یزید پوری طرح ذمہ دار بلکہ حصہ دار

ہے۔ لہٰذا اہل حق کی جماعت نے یزید کو کافر تو قرار نہیں دیا۔ لیکن اس سے کم درجے کا مجرم مختلف عنوانات سے اس کو ضرور قرار دیا ہے۔ بعض نے فاسق وفاجر کہا ہے۔ بعض نے بے دولت وبے نصیب کہا ہے۔ اور بعض نے اس سے بھی زیادہ سخت تر الفاظ میں اس کی مذمت کی ہے۔

بہر حال یہ جان لینا چاہیے کہ امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں یزید کو بہتر اور برحق سمجھنے والا اپنے خاتمہ بالخیر کی توقع نہ رکھے۔ (مجلّہ صفدر شیخ المشائخ نمبر: ص:۶۲۱)

ö ö ö

سرخیلِ اہلِ بیت حضرت ابن عباسؓ نے بھی یزید ہی کو قاتلِ حسینؓ قرار دیا

حضرت ابن عباسؓ نے یزید کے ایک خط کا بھرپور جواب دیا، اس سے اقتباس پیش نظر ہے:

تم نے حسین کو اور ان جوانانِ عبدالمطلب کو قتل کیا ہے جو ہدایت کے چراغ اور ناموروں میں ستارے تھے۔ تمہارے سواروں نے تمہارے حکم سے ان لوگوں کو آغشتہ بخون ایک کھلے میدان میں اس حال میں ڈال دیا تھا کہ ان کے بدن پر جو کچھ تھا وہ چھینا جا چکا تھا، پیاس کی حالت میں ان کو قتل کیا گیا اور بغیر کفن بے سہارا پڑا رہنے دیا گیا۔ ہوائیں ان پر خاک ڈالتی رہیں۔

تم ان کے خلاف باہم تعاون کر کے ان پر اس طرح ٹوٹ پڑے کہ گویا تم مشرکوں یا کافروں کے خاندان کو قتل کر رہے ہو، پس میرے نزدیک اب اس سے زیادہ اور کیا تعجب کی بات ہوگی کہ تو میری دوستی کا طالب ہے، حالانکہ تو میرے دادا کے خاندان کو قتل کر چکا ہے اور تیری تلوار سے میرا خون ٹپک رہا ہے۔ اب تو تو میرے انتقام کا ہدف ہے۔ (کامل ابن اثیر۔ ج۴، ص۵۰/۵۱/ انساب الاشراف، ج۴، ص۱۸۔۱۹)

اُستاذ العلماء، شیخ المشائخ

حضرت مفتی محمد فرید صاحب رحمہ اللہ

صدر مفتی جامعہ حقانیہ، اکوڑہ خٹک

یزید جمہور علماء کے نزدیک کافر نہیں۔لیکن بے شک اس کی نااہلی اور ظلم بھی ناقابل انکار ہیں۔تمام کتب فقہ اور کتب کلام میں یہ حکم مسطور ہے۔(فتاویٰ فریدیہ: ج۱،ص۴۹۶)

سوال: یزید کی خلافت کو جن صحابہ رضی اللہ عنہم نے مانا ہے اس لئے اگر ان کے نام لکھ دیئے جائیں تو مہربانی ہوگی۔نیز یزید کی حیثیت کیا ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی: رضی بخاری جناح سٹریٹ سرگودھا

جواب: کتب خانہ میں صرف البدایہ والنہایہ موجود ہے جس میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کا تسلیم کرنا نظر آتا ہے اور خلیفۃ الرسول کسی نے بھی نہیں مانا ہے اور یزید بن معاویہ ایک متغلب امیر تھا۔اور اسکی خلافت علیٰ منہاج النبوت نہ تھی۔وھو الموفق

(فتاویٰ فریدیہ: ج۱،ص۴۹۹)

ö ö ö

یزید کے بُرے کرتوت

علامہ ابن حزم ظاہری اندلسیؒ اپنی کتاب ''جمہرۃ انساب العرب'' میں یزید کے متعلق لکھتے ہیں:

اور یزید جس کے اسلام میں بُرے کرتوت ہیں، اس نے اپنی سلطنت کے آخری دور میں حرہ کے دن اہل مدینہ اور ان کے بہترین اشخاص اور بقیہ صحابہؓ کو شہید کیا اور اپنے عہد حکومت کے اوائل میں حضرت حسینؓ اور ان کے اہل بیت کو شہید کیا اور مسجد حرام میں حضرت زبیرؓ کا محاصرہ کر کے کعبہ اور اسلام کی بے حرمتی کی پھر اللہ تعالیٰ نے انہی دنوں اس کو موت کا مزہ چکھایا۔(ص:۱۱۲)

مناظرِ اہل سنت

حضرت مولانا علامہ عبدالستار صاحب تونسوی رحمہ اللہ

حضرت علامہ مولانا عبدالستار تونسویؒ مناظر اعظم تنظیم اہل سنت پاکستان نے ایک مناظرہ میں جو متواتر تین دن تک اہل سنت اور اہل تشیع کے درمیان ضلع ملتان بمقام باگڑسرگانہ ہوتا رہا، جس میں شیعہ مناظر محمد اسمٰعیل گوجرہ کو نہایت لاجواب و مبہوت کردیا اسی مناظرہ میں ایک مقام پر حضرت عبدالستار تونسویؒ یزید کے متعلق اپنا عقیدہ واضح کرتے ہیں۔

حضرات! مولوی اسمٰعیل اصحاب ثلاثہؓ کی خلافت راشدہ کے دلائل سے لاجواب و مبہوت ہو کر اب یزید کو اہل سنت کا امام بنانے اور بتانے لگا ہے گویا کہ مولوی اسمٰعیل اصحاب ثلاثہؓ کی خلافت راشدہ کو حق مان چکا ہے، اور کیوں نہ مانتا جب کہ امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰؓ کا فرمان شرح نہج البلاغہ ابن میثم بحرانی کے جزو،۳۱ پر مرقوم ہے:

ولعمری ان کان مکانهما فی الاسلام لعظیم وان المصاب بهما لجرح فی الاسلام لشدید یرحمهما الله وجزاهما باحسن ما عملا.

ترجمہ: اور قسم مجھے اپنی جان کی کہ بہ تحقیق ان دونوں (ابوبکرؓ و عمرؓ) کا مقام اسلام میں بڑا ہے اور ان کی وفات سے اسلام کو سخت زخم پہنچا، اللہ ان دونوں پر رحمت کریں اور ان کو ان کے بہترین کاموں کا بدلہ دے۔

مولوی اسمٰعیل صاحب! حسب فرمان جناب علی المرتضیٰؓ خلفاء ثلاثہؓ کو مان لیں اور یزید کے متعلق یہ خوف نہ کھائیں کہ یہ اہل سنت کا امام و پیشوا ہے، یہ ہماری کتابوں میں لکھا ہے

دیکھیے اہل سنت کی عقائد کی کتاب نبراس (شرح عقائد نسفی) کے :ص،۵۵۳، پر لکھا ہے:

واتفقوا علی جواز اللعن علیٰ من قتله او امر به واجازه ورضی به

ترجمہ: اور ہمارے علماء ان لوگوں پر لعنت کرنے کے جواز پر متفق ہیں جنہوں نے امام حسینؓ کو قتل کیا یا امام حسینؓ کے قتل کا حکم دیا، یا امام حسینؓ کے قتل کی اجازت دی اور ان کے قتل پر راضی وخوش ہوئے۔

اور اس کے بعد اسی نبراس کے :ص،۵۵۴، پر ہے:

لعنة الله علیه وعلیٰ اعوانه وانصاره

ترجمہ: اللہ کی لعنت ہو یزید پر اور اس کے معاونین اور مددگاروں پر جنہوں نے امام حسینؓ کو شہید کرنے میں اس کی امداد کی۔

دیکھیے مولوی اسمٰعیل صاحب! اگر یزید اہل سنت کا امام ہوتا تو ہم اس کے متعلق یوں کیوں لکھتے، جہاں اہل سنت کی کتاب میں یزید کے متعلق کچھ لکھا ہوا ہے وہاں اس کے بادشاہِ وقت ہونے کے متعلق لکھا ہوا ہے یہ کہیں نہیں لکھا ہوا کہ یزید اہل سنت کا امام وپیشوا اور مقتدا تھا۔ اگر خدا ایک بار یزید پر لعنت کرے تو ہم اہل سنت اس پر لاکھ بار لعنت کریں گے۔ (بےنظیر ولاجواب مناظرہ :ص،۲۱۵،۲۱۶،۲۱۷)

حضرت مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں

محمود احمد عباسی امروہی نے جب دفاع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آڑ میں خلیفہ راشد سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ پر بے جا اعتراضات کیے، تو حضرات علماءِ اہل السنۃ نے بروقت ان کے باطل نظریات کا تعاقب کیا تحریر وتقریر کے ذریعہ ان کے نام نہاد دلائل کے جوابات دیے اور حضرات اہلِ بیت کرام رضی اللہ عنہم کا دفاع کیا، احقر کے والد ماجد نے بھی اس خارجی فتنہ کے رد میں ''محمود احمد عباسی کے نظریات کا تحقیقی جائزہ'' کے نام سے کتاب تحریر

فرمائی۔ (مذکورہ کتاب ہمارے ادارہ ''شاہ نفیس اکادمی'' سے شائع ہو چکی ہے) احقر کو خوب یاد ہے کہ ساہی وال (سرگودھا) کے علاقہ میں ایک جلسہ میں تقریر کے بعد حضرت علامہ تونسوی صاحبؒ جامعہ حقانیہ تشریف لائے تو حضرت والد صاحبؒ نے انہیں اپنی یہ کتاب سنائی، حضرت علامہ صاحب نے بڑی توجہ اور دلچسپی سے کتاب کو سنا اور حضرت والد صاحب کو فرمایا:

حضرت ہمیں آپ کی تحریر سے حرف بحرف اتفاق ہے، ہم پکے سُنّی اور دیوبندی ہیں، یزید اور اس کی جماعت اور خارجیوں سے ہمارا کوئی تعلق نہیں، ہم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ برحق سمجھتے ہیں، محمود احمد عباسی کی تحقیق غلط ہے، آپ نے اس کی تردید میں جو کچھ لکھا ہے وہ حق اور صحیح ہے۔

(مجلہ الحقانیہ :ص،۹۔ ربیع الاول ۱۴۳۴ھ/فروری ۲۰۱۳ء)

ö ö ö

یزید کو مغفرت اور رحمہ اللہ کے کلمات سے یاد نہ کیا جائے

امام المحققین حضرت مولانا علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا؟ یزید کے بارہ میں کیا عقیدہ رکھنا چاہیے۔ تو جواب میں بہت سے اقوال نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

ترجمہ: کہ یزید کے متعلق اسلم ترین مسلک یہ ہے کہ اس (یزید) بدبخت کو مغفرت اور رحمہُ اللہ کے کلمات سے ہرگز یاد نہ کرے۔ الخ

(فتاوٰی عبدالحیؒ۔ ص:۹۵۸، ج نمبر ۳)

فخرِ اہل سنت

حضرت مولانا محمد نافع صاحب دامت برکاتہم

(محمدی شریف، جھنگ)

حضرت امیر معاویہ ؓ کی زندگی کے بعد جو یزید کے کارنامے مثلاً واقعۂ کربلا، واقعۂ حرّہ اور مکہ شریف پر چڑھائی وغیرہ جو کتابوں میں پائے جاتے ہیں اُن کا ذمہ دار خود یزید ہے نہ کہ جنابِ معاویہ ؓ، اُس (یزید) کی وجہ سے حضرت امیر معاویہؓ کو مطعون کرنا بڑی زیادتی ہے اور آنجناب (حضرت امیر معاویہ ؓ) اس کے ذمہ دار نہیں۔

(سیرۃ حضرت امیر معاویہ ؓ: ج۲، ص:۶۴۰)

ö ö ö

اخبث وفاسق یزید

علامہ بحر العلوم لکھنوی ''فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت'' میں ارقام فرماتے ہیں:

اور ان (حضرت امیر معاویہ ؓ) کا بیٹا یزید جو کہ فاسقوں میں بڑا اخبث تھا اور منصب خلافت سے بمراحل (کوسوں) دور تھا بلکہ اس کے تو ایمان میں بھی شک ہے اللہ تعالیٰ اس کا بھلا نہ کرے اور جو طرح طرح کی خبیث حرکتیں اس نے کی ہیں سب جانی پہچانی ہیں۔ [ج:۲، ص:۲۴۳]

شیخ المشائخ، حکیم العصر

حضرت مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانوی دامت برکاتہم

کا مسلک وموقف

مرکزی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانوی مدظلہم اپنے ایک خطاب میں فرماتے ہیں:

''باقی جہاں تک حضرت حسین ؓ کی شہادت کا قصہ ہے عقیدہ اپنا یاد رکھنا حضرت حسین ؓ و یزید کا مقابلہ جس وقت بھی ہو ہم حسینی ہیں، ہم یزیدی نہیں ہیں یہ فقرہ یاد رکھو! ہماری محبت، ہماری عقیدت ساری کی ساری حضرت حسین ؓ اور اہل بیت کے ساتھ ہے۔ ہم اس اختلاف میں یزید کو حضرت حسین ؓ کے مقابلہ میں کسی صورت ترجیح دینے والے نہیں اور اس یزید کی حمایت کرنے والے نہیں ہیں آپس میں جب ان کا مقابلہ ہو تو حسین ؓ اور یزید کی آپس میں کوئی نسبت نہیں۔

حضرت حسین ؓ سرور کائنات ﷺ کی گود میں کھیلے ہیں شاید حضرت حسین ؓ کے وجود کا کوئی حصہ ایسا نہ ہو جو سرور کائنات ﷺ کے بدن مبارک سے مس نہ ہوا ہو، اور آپ ﷺ نے ان کو اپنے کندھوں پہ اُٹھایا، گود میں بٹھایا اس طرح سے محبت اور پیار کیا اور اپنی محبت کا اظہار کیا اور محبت کرنے کی ترغیب دی، دعا کی کہ یا اللہ جو حسین سے محبت کرے تو بھی اس سے محبت کر (مشکوٰۃ ج:۲، ص:۵۶۹)

اس لیے حضرت حسین رضی اللہ عنہ ہمارے محبوب ہیں۔

حسین رضی اللہ عنہ صحابی ہیں، یزید صحابی نہیں ہے اور آپ کا یہ عقیدہ ہے آپ کے اکابر کا عقیدہ ہے کہ پوری دنیا کے ولی اکٹھے ہوجائیں، قطب غوث اکٹھے کرلیے جائیں، کبھی بھی وہ صحابیت کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتے ،صحابیت والی فضیلت اتنی بڑی فضیلت ہے ،حضرت حسین رضی اللہ عنہ صحابی ہیں، یزید صحابی نہیں۔

ہم حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہیں، اور تمام اہل بیت کے ساتھ محبت کرتے ہیں، حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے لکھنے کے مطابق کہ ہمارا یہ تجربہ ہے کہ حب اہل بیت کو خاتمہ بالخیر میں بڑا دخل ہے۔

- ☼ اور جو لوگ اہل بیت کے ساتھ عداوت رکھتے ہیں
- ☼ یا اپنے دلوں کے اندر کوئی کدورت رکھتے ہیں
- ☼ یا ان کے ساتھ کسی قسم کے مخالفانہ جذبات رکھتے ہیں

ایسے لوگوں کے سوء ایمان کا ڈر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے (آمین)''

(خطبات حکیم العصر ج:۱۰،ص:۲۰۳)

* * *

یزیدی فوج کا کارنامہ

''فتنہ حرہ'' سے کیسی تباہی مچی؟ اس کے بارے میں حضرت سعید بن المسیبؒ کا یہ بیان پڑھیے جو صحیح بخاری میں منقول ہے :

پہلا فتنہ جب واقع ہوا یعنی عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت تو اس نے بدری صحابہ میں سے کسی کو باقی نہ رکھا (سب آخر ختم ہو گئے) پھر دوسرا فتنہ یعنی جنگ حرہ (یزیدی فوج کا کارنامہ) جب واقع ہوئی تو اس نے اصحابؓ بیعت الرضوان میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑا۔ [ج۲،ص۵۷۳]

شیخ الاسلام

حضرت مولانا مفتی محمد تقی صاحب عثمانی دامت برکاتہم العالیہ

دار العلوم کراچی

حضرت قاضی مظہر حسینؒ نے خارجیت، ناصبیت اور یزیدیت کے رد میں ایک معرکہ آرا کتاب ''خارجی فتنہ'' تحریر فرمائی، اس کتاب کے حصہ اول پر سب سے پہلا تائیدی گرامی نامہ جو حضرت قاضی صاحبؒ کو موصول ہوا وہ حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا تھا، جو درج ذیل ہے۔

مخدوم گرامی قدر حضرت قاضی مظہر حسین مدظلہم العالی

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ !

خدا کرے مزاج گرامی بعافیت تمام ہوں، آمین۔ آپ کی طرف سے مختلف قراردادیں اور پمفلٹ آپکی کرم نوازی سے موصول ہوتے رہتے ہیں چونکہ ان میں کوئی جواب طلب بات نہیں ہوتی اس لیے جواب نہیں دیتا، لیکن ان سے جناب کی سرگرمیوں کا علم ہوتا رہتا ہے اور دعا گو بھی رہتا ہوں اللہ تعالیٰ جناب کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔

تازہ کتاب ''خارجی فتنہ جلد اول'' موصول ہوئی سرسری طور پر دیکھی دل بہت خوش ہوا آپ نے مسلک حق کی خوب ترجمانی فرمائی ہے آج کل اس معاملے میں جو افراط وتفریط چل رہی ہے آپ نے اس سے ہٹ کر اعتدال کا جو راستہ اختیار فرمایا ہے وہی علمائے حق کا طریقہ رہا ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، یہ عریضہ محض اپنے جذبات کے اظہار کے لئے لکھا ہے اس کی اشاعت مقصود نہیں۔ والسلام

۱۹/۵/۱۴۰۳ھ

خیرالامت، شیخ المشائخ

حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری رحمۃ اللہ

بانی جامعہ خیرالمدارس، ملتان

یزید اہل سنت والجماعت کے نزدیک مسلمان تھا عاری نظر[1]
میں گناہ گار آخرت کا معاملہ خدا کو معلوم بس یہ اعتقاد کافی ہے۔
والسلام خیر محمد

(خلافت رشید ابن رشید: ص ۳۷۱)

(۱ عاری نظر میں یعنی ظاہری نظر میں گناہ گار یعنی فاسق، اور فاسق بہر حال مسلمان ہوتا ہے نہ کہ کافر)

ö ö ö

علامہ ابن حجر مکی الہیتمی رحمۃ اللہ اور فسقِ یزید

علماء (یزید کے) فسق پر متفق ہونے کے بعد اس پر لعنت کے بارہ میں مختلف ہوگئے ہیں۔ (الصواعق المحرقۃ: ص ۲۲۲)

ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

یزید بن معاویہ ان سب میں سے زیادہ قبیح اور زیادہ فاسق تھا، بلکہ ائمہ کی ایک جماعت نے اس پر کفر کا حکم دیا، اور وہی یزید ہی مراد ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے ''کہ میری اُمت کا نقصان کم عقل قریشی نوجوانوں کے ہاتھ ہوگا بے شک وہ ظالم اور فاسق تھے''۔ (تطہیر الجنان: ص ۵۳)

صاحبِ سیف وقلم

حضرت مولانا مفتی بشیر احمد پسروری رحمہ اللہ

خلیفہ مجاز امام التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ

وشاگرد امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمہ اللہ

حضرت مولانا مفتی بشیر احمد پسروریؒ نے حضرت حسن وحضرت حسین رضی اللہ عنہما کے فضائل ومناقب پر ایک کتاب "سیرت حسنین کریمین رضی اللہ عنہما" تحریر فرمائی اور اس کتاب پر امام التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ اور عالم ربانی حضرت مولانا سید حامد میاںؒ نے تقاریظ رقم فرمائی ہیں۔اس کتاب سے یزید کے ظلم وزیادتی کے متعلق چند اقتباسات پیش قارئین ہیں۔

ابن زیاد کا تقرر:

پھر اسی شخص اور دوسرے لوگوں نے بھی دمشق میں یزید کو لکھا کہ یہاں مسلم بن عقیلؓ لوگوں سے بیعت لے رہے ہیں اگر کوفہ میں اپنی حکومت چاہتے ہو تو کسی سخت مزاج آدمی کو یہاں بھیجو نعمان (بن بشیر صحابی رسولؐ) جیسے آدمی سے یہ فتنہ نہ دبے گا۔

(جلاء العیون:۲/۵۲۱)

خط ملنے پر یزید نے سرجون (اپنے عیسائی مشیر) کے مشورہ سے عبیداللہ ابن زیاد کو لکھا کہ تمہیں بصرہ کے ساتھ کوفہ کا بھی حاکم بنایا جاتا ہے لہذا البصرہ کا انتظام کسی اور کے سپرد کر کے فوراً کوفہ پہنچو۔ (سیرت حسنین کریمین رضی اللہ عنہما: ص،۱۴۹)

حادثہءکربلا:

محرم ۶۱ ہجری میں کربلا کا حادثہءفاجعہ رونما ہوا۔

واقعہءحرہ:

۲۸ ذوالحجہ ۶۳ھ اہل مدینہ نے یزید کی خلافت سے بغاوت کی قریش نے عبداللہ بن مطیع اور انصار نے عبداللہ بن حنظلہ کو اپنا امیر مقرر کرلیا۔جس کے خلاف یزید نے مدینہ پر لشکر کشی کی عام خونریزی ہوئی،صحابہؓ وکبار تابعینؒ شہید ہوئے۔

مکہ پر فوج کشی:

۲۷ محرم ۶۴ھ کو مکہ مکرمہ پر فوج کشی کی گئی بیت اللہ کا تقدس پامال ہوا۔

وفات:

مکہ کرمہ پر حملہ کے دوران ہی ۱۴ ربیع الاول ۶۴ ہجری ۱۰ نومبر ۶۸۳ عیسوی کو یزید اڑتیس برس کی عمر میں اول وآخر ظلم وستم سے معمور فتنوں سے بھرپور تین سال آٹھ ماہ چودہ دن کی حکومت کر کے چل بسا۔(سیرت حسنین کریمین رضی اللہ عنہما: ص،۲۰۴،۲۰۵)

ö ö ö

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ نے ٹھیک ہی لکھا ہے

یزید سے محبت نہ رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ محبت خاص تو انبیاء،صدیقین،شہدا وصالحین سے رکھی جاتی ہے اور یزید کا شمار ان میں سے کسی زمرہ میں بھی نہیں۔ نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے:"انسان کا حشر ان ہی لوگوں کے ساتھ ہوگا جن سے اسے محبت ہوگی۔" اور جو شخص بھی اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اس بات کو پسند ہی نہیں کرے گا کہ اس کا حشر یزید یا اس جیسے بادشاہوں کے ساتھ ہو جو عادل نہیں تھے۔ [مجموعہ فتاوٰی ابن تیمیہ: ج۴،ص۴۸۴]

استاذ العلماء والصلحاء

حضرت مولانا محمد احمد صاحب تھانوی رحمہ اللہ

فاضل جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

وبانی مدرسہ اشرفیہ سکھر

حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذیؒ نے محمود احمد عباسی (خارجی، ناصبی، یزیدی) کی ایک گمراہ کن کتاب کا بہت ہی مدلل اور مسکت جواب ''محمود احمد عباسی کے نظریات کا تحقیقی جائزہ'' کے نام سے لکھا اس کتاب میں یزید کے کردار کی خرابیاں اس کا ظلم اور فسق وفجور بیان کیا ہے اس کتاب پر مقدمہ حضرت مولانا محمد احمد تھانویؒ نے لکھا اور اس کی مکمل تائید فرمائی ہے۔ جس سے اُن کے یزید کے متعلق نظریہ کی عکاسی ہوتی ہے، وہ مقدمہ پیش قارئین ہے۔

نحمده ونصلي على رسوله الكريم :

میرے قدیمی محسن وکرم فرما مولانا سید عبدالشکور صاحب کو اللہ تعالیٰ نے علم کے ساتھ ساتھ پرہیز گاری اور تقویٰ کی دولت سے بھی سرفراز فرمایا ہے اور ''تجدد پسند'' اور محرفین کے کید ومکر کی گرفت کرنے کی صلاحیت سے بھی حصہ وافر عطا ہوا ہے، مولانا موصوف نے ''خلافت معاویہ ویزید'' کے مصنف کے مغالطات کو واضح کرنے کی ابتدائی سعی فرمائی ہے۔

یہ مقالہ مختصر ہونے کے باوجود اصولاً جامع ہے، جس سے ''تحقیق وریسرچ'' کے نام پر کام کرنے والے متجددین کی تلبیسات کا پردہ چاک ہوجاتا ہے۔

ہمارے ملک میں مختلف حضرات نے یہ بیڑا اٹھا رکھا ہے کہ وہ دین اور تاریخ کے مسلمات کو بھی تحقیق وریسرچ کے نام سے مجروح کردینے اور عوام کو اسلاف سے کاٹ کر

دین کی قطع وبرید کے زہر ہلاہل کو ان کے گلے سے اتار دیں۔

اگر تحقیق وریسرچ کا نام نہ دیا جاتا تو امت مسلمہ ان کی تحریفات وتلبیسات کو برداشت نہ کرسکتی۔ مگر ریسرچ اسکالر کی حیثیت سے اپنا حاصل مطالعہ بنا کر جب کسی بات کو عوام کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو وہ چونکہ ان کے اندرونی زہریلے اثرات سے واقف نہیں ہوتے اس لیے شکار کرنے والوں کا شکار ہوجاتے ہیں۔

ہمارے ملک کے متجددین نے یہ طریقہ اپنے غیر ملکی اساتذہ اور آقاؤں (مستشرقین یورپ) سے سیکھا ہے اور تیرہ سو سالہ مسلمات کو مشکوک بنا کر پیش کرنا ہی ان کا منتہائے نظر ہے اور مسلمانوں کو اپنے ماضی سے کاٹ کر الحاد وبے دینی کی راہ پر لگا دینا چاہتے ہیں۔

بڑے سے بڑے محدث کو بھی مطعون کرنے میں باک نہیں کرتے۔ صحیح سے صحیح حدیث کو بھی جعلی اور من گھڑت کہہ کر ٹھکرا دیتے ہیں، یہ سب کچھ ایک سمجھی بوجھی سکیم اور خصوصی حلقۂ فکر ونظر پیدا کرنے کے لیے کیا جارہا ہے۔

ضرورت ہے کہ اس قسم کے حضرات کے لٹریچر کا بالاستیعاب مطالعہ کیا جائے اور ان کی جملہ تلبیسات کو طشت از بام کیا جائے تاکہ آنے والی امت ان کے مکروفن سے واقف ہوسکے اور امت اسلامیہ ان کے سنہری جال میں نہ آسکے۔

دین پسند اہل قلم اور علماء امت سے مخلصانہ استدعاء ہے کہ وہ اس فتنہ کے انسداد کے لیے ابھی سے کوئی متفقہ پروگرام بنائیں کہ ابھی تو اس فتنہ کی ابتداء ہے لیکن ایسا نہ ہو کہ پانی سر سے گزر جائے اور بعد میں ہم کو خدا کے حضور جواب دہی کرنا پڑے۔

محمد احمد تھانوی
مہتمم مدرسہ اشرفیہ سکھر
حال وارد سرگودھا
۱۴؍اکتوبر ۶۸ء

استاذ الاساتذہ، شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد مالک صاحب رحمہ اللہ

شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ، لاہور

حضرت قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ نے خارجیت، ناصبیت اور یزیدیت کے رد میں ایک معرکۃ آرا کتاب ''خارجی فتنہ'' تحریر فرمائی، اس کتاب پر حضرت مولانا محمد مالک صاحب رحمہ اللہ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ، لاہور نے جو رائے گرامی تحریر فرمائی وہ درج ذیل ہے۔

تاریخ اسلام پر نظر کرنے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے دو عظیم فتنوں نے اُمت میں انتشار و تفریق اور عمارت اسلام میں تخریب کا عمل جاری کیا ایک فتنہ رافضیت و تشیع کا اور دوسرا خارجیت کا۔ اُمت کی فلاح و کامیابی اسی میں مضمر ہے کہ ''اصحابی کالنجوم'' کا اعتماد کامل رکھتے ہوئے ''سفینہ اھل بیت'' میں پناہ لے تب ہی وہ فتنوں کی موجوں سے بچ کر ہدایت و نجات کے ساحل تک پہنچ سکتا ہے اس مقصد عظیم سے ہمکنار بنانے کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کی کتاب ''خارجی فتنہ'' اہم ترین ذریعہ اور سامان ہے۔ حضرت زید مجدہم نے اپنی اس تالیف میں بڑی کاوش سے ایسے حقائق جمع کر دیئے ہیں جو مختلف قسم کی کتابوں اور عبارتوں سے پیدا شدہ اوہام کو الحمد للہ دور کر رہے ہیں، خداوند عالم مصنف زید مجدہٗ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور مسلمانوں کو اس تالیف سے نفع پہنچائے، آمین

۱۰، ذیقعدہ ۱۴۰۴ھ

شیخ طریقت، شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد حنیف صاحب رحمہ اللہ

شیخ الحدیث دارالعلوم مدنیہ، بہاولپور

ہمارے نزدیک نہ تو یزید پر لعنت درست ہے اور نہ اسے عادل کہنا صحیح ہے اور نہ ہی وہ کافر تھا۔ بلکہ وہ فاسق و فاجر مسلمان تھا۔

(مجلہ صفدر، شیخ الحدیث نمبر: ص: ۲۸۷)

ö ö ö

علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ کا یزید کے متعلق مؤقف

محدث ملا علی قاریؒ علامہ ابن ہمامؒ کا قول ان کی کتاب المسایرہ سے نقل کرتے ہیں:

اور ابن ہمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یزید کی تکفیر (یعنی اس کو کافر قرار دینے) میں اختلاف پایا جاتا ہے، ایک قول یہ ہے کہ ہاں (وہ کافر ہے) یعنی یہ حکم اس بنا پر کہ اس سے بعض ایسی باتیں بیان کی گئی ہیں جو اس کے کفر پر دلالت کرتی ہیں مثلاً شراب کو حلال سمجھنا اور حضرت حسینؓ اور آپ کے ساتھیوں کے قتل کے بعد اس کی زبان سے یہ نکلنا کہ میں نے ان سے اس فعل کا بدلہ لیا ہے جو انہوں نے جنگ بدر میں قریش کے بزرگوں اور سرداروں کے ساتھ کیا تھا، وغیرہ ذالک (شرح فقہ اکبر)